فاتحہ

کی شرعی حیثیت

افادات

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

تسہیل و تعلیق

حضرت علامہ مولانا ابو تراب ناصر الدین ناصر عطاری المدنی

کتب خانہ امام احمد رضا

فاتحہ کی شرعی حیثیت

افادات

مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ

تسہیل و تعلیق

حضرت علامہ مولانا ابوتراب ناصر الدین ناصر عطاری المدنی

کتب خانہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب : فاتحہ کی شرعی حیثیت

افادات : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تسہیل و تعلیق : حضرت علامہ مولانا ابوتراب ناصرالدین ناصر عطاری المدنی

اشاعت اول : صفر المظفر ۱۴۳۴ھ / نومبر ۲۰۱۲ء

زیر اہتمام : عبدالشکور رضا

ناشر : کتب خانہ امام احمد رضا، دربار مارکیٹ، لاہور

قیمت : -/150 روپے

ملنے کے پتے

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور	042-37213575
علامہ فضلِ حق پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ، لاہور	0300-4798782
مکتبہ خلیلیہ سعیدیہ، دربار مارکیٹ، لاہور	0308-4504383
اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی	051-5536111
مکتبہ قادریہ، میلادِ مصطفیٰ چوک، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ	055-4237699
مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ	0321-7083119
مکتبہ برکات المدینہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ غوثیہ، کراچی	0213-4910584
مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی	021-32216464
نورانی ورائٹی ہاؤس، ڈیرہ غازی خان	0321-7387299
مکتبہ المجاہد، بھیرہ شریف	048-6691763
مکتبہ فیضانِ سنت، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان	0306-7305026

اللّٰهُمَّ

صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ

بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

الصلوٰة والسلام علیك یا رسول اللہ
و علیٰ آلك و اصحابك یا حبیب اللہ
الحمد للہ رب العالمین
صلی اللہ علیٰ محمد عدد ما ذکرہٖ الزکرون و عدد ما
غفل عن ذکرہ الغافلونا۔

انتساب

میں اپنی اس تالیف فاتحہ کی شرعی حیثیت کا انتساب اپنے پیر و مرشد، شیخِ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، مجدد سنت، رہبرِ دین وملت حضرت علامہ مولانا ابوالبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کے نام کرتا ہوں جو نہ صرف خود شریعت و سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر ہیں بلکہ جن کی ذات پر انوار کی بدولت ہر طرف سنتوں کی بہار چھائی ہوئی نظر آتی ہے۔ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ تمام علماء اہلسنت اور بالخصوص امیر اہلسنت کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم فرمائے اور ان کی ذاتِ پر انوار کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم الامین)

خاکپائے علمائے اہلسنت
ابوتراب ناصر الدین ناصر مدنی

فہرست

- امامِ طائفۂ وہابیہ مولوی خرمعلیٰ کے نزدیک گیارھویں اگر ایصالِ ثواب کے لیے ہوتو منع نہیں
- خود امام الطائفہ کہتے ہیں کہ بکری پال کر ذبح کر کے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلا دے تو کچھ حرج نہیں
- امام الطائفہ کے نزدیک اولیاء کی نذر کی گائے کا گوشت اور کھانا حلال ہے
- وقت مقرر کرنا دو قسم پر ہے: (۱) شرعی (۲) عادی
- غیر معین زمانے میں وقوعِ فعل عقلاً محال ہے، وجودِ فعل اور تعین لازم وملزوم ہیں
- جو حکم مطلق کے لیے ہو وہی اس کے تمام افراد کے لیے ہوتا ہے
- مطلق ثابت ہو جائے تو قائل جواز سے دلیل خصوصیت مانگنا غلط ہے
- ممانعتِ فعلِ خاص کی دلیل مانع کے ذمہ ہے
- ارادۂ فاعلِ مختار بھی مرجح ہے
- عبادات اور اشغال واذکار کے لیے وقت مقرر کرنے کی حکمت
- احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعیناتِ عادیہ کی چند مثالیں
- حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداءِ اُحد کی زیارت کے لیے سال کا آخر، مسجد قباء میں تشریف آوری کے لیے ہفتہ کا دن اور شکر رسالت کے طور پر روزہ رکھنے کے لیے پیر کا دن مقرر فرمایا
- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مشورہ کے لیے صبح وشام کا وقت، سفرِ جہاد کے لیے جمعرات کا دن، اور طلبِ علم کے لیے دوشنبہ کا دن مقرر فرمایا
- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ ونصیحت کے لیے جمعرات کا دن مقرر فرمایا
- علماء سبق شروع کرنے کے لیے بُدھ کا دن مقرر فرماتے ہیں
- مردہ ڈوبنے والے کی طرح فریاد رس کا منتظر ہوتا ہے، دعائیں، صدقے اور فاتحہ اس کے لیے بہت مفید ہیں
- منکرین کا عرسِ بزرگان کے بارے اعتراض اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا جواب

- صالحین کی قبروں کی زیارت اوران سے تبرک حاصل کرنا مستحسن ہے
- حضور اقدس ﷺ ہر سال کے آخر میں مزاراتِ شہداء پر جلوہ افروز ہوتے اور خلفاءِ اربعہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے
- حق یہ ہے کہ تخصیصاتِ مذکورہ یعنی تیجا اور چالیسواں وغیرہ تعیناتِ عادیہ ہیں کہ ہرگز جائے طعن وملامت نہیں ہیں
- بزرگوں کی فاتحہ میں کھانے کی تخصیص کے متعلق ایک سوال کا شاہ عبدالعزیز کی طرف سے بہترین جواب
- اگر مخصص کے بغیر تخصیص مفید نہیں تو نقصان دہ بھی نہیں
- یہ گمان غلط ہے کہ ان معین دنوں کے علاوہ ایصالِ ثواب جائز نہیں یا ثواب میں کمی آتی ہے
- عوام جُہلاء نے ایصالِ ثواب کے بارے میں جو ناپسندیدہ امور پیدا کر رکھے ہیں مثلاً دکھاوا، چرچا، تفاخر، مالداروں کو جمع کرنا اور فقراء کو منع کرنا وغیرہ سب ممنوع ومکروہ ہیں
- کسی مستحسن عمل میں اگر کوئی خرابی پیدا کرے تو علماء کو وہ خرابی ختم کرنی چاہیے نہ کہ چرب زبانی سے کام لے کر اصل عمل بند کرادیں
- اگر کوئی نماز بلا تعدیلِ ارکان ادا کرے تو اُس کو اس کوتاہی سے روکا جائے گا نہ کہ نماز ہی سے منع کر دیا جائے گا
- فاتحہ کا ثبوت
- سوم وتیجہ جائز ہے، بیہودہ باتوں سے اجتناب چاہیے
- فاتحہ جائز اور منکر خاطی ہے
- امواتِ مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کے لیے تصدق کرنا بلا شبہ جائز و مستحسن ہے
- مردے کے نام پر فقیر کو دونوں وقت کھانا کھلانا، جانوروں کو پانی پلانا، قرآنِ پاک ہدیہ کرنا، میلاد شریف کرنا اور قبر پر اگر بتی جلانا

ابتدائیہ

قارئین کرام! آج کے پُر فتن دور میں جہاں اور بہت سے فتنے اور فرقے سر اُٹھا رہے ہیں ان میں چند گمراہ فرقے ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کے معاملات و معمولات و معتقدات کی مخالفت میں مشغول ہیں جیسا کہ "فاتحہ" کا انکار کرنے والے مخالفین جن کے پاس انکار کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں محض اپنی الٹی ضد اور ہٹ دھرمی پر ڈٹے ہوئے ہیں لہٰذا ان کی گمراہ کن باتوں کا رد اور فاتحہ کے ثبوت پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن کا رسالہ "الحجۃ الفائحۃ التعیین و الفاتحہ" ترجمہ بنام "دن متعین کرنے اور فاتحہ کے عمدہ ہونے پر عطر بیز حجت" آپ کے پیش خدمت ہے۔ جو تسہیل و وضاحت کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے جس میں فاتحہ کے حق ہونے پر مدلل اور موثر بیان کیا گیا ہے۔

اس سے پہلے کہ آپ یہ مبارک رسالہ پڑھنا شروع کریں فاتحہ سے متعلق صورتیں آپ کے گوش گزار کرنا ضروری ہیں تا کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ الرحمن کے مایہ ناز رسالہ سے بخوبی استفادہ حاصل کر سکیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ کہ فاتحہ کسی بھی قسم کی ہو ہر ایک کی اصل ایصالِ ثواب ہے جو شریعت میں موجود ہے یہ ایصالِ ثواب بدنی عبادات مثلاً نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن، درودِ پاک ؛ذکر اللہ، دعا و استغفار پر بھی مبنی ہوتا ہے یعنی ان عبادتوں اور نیکیوں کا ثواب دوسرے کو پہنچانے کا نام ایصالِ ثواب ہے۔

اسی طرح بدنی عبادات کے ساتھ ساتھ مالی عبادت مثلاً زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، حج وغیرہ کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا ایصالِ ثواب کہلاتا ہے جیسا کہ سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ بکثرت کھانا کھلایا کرتے اور دل میں اس کھانا کھلانے کا ثواب کسی کو ایصال کرنے کی نیت کر لیتے ان کا یہ ایصالِ ثواب اسی سبب سے ہوتا کہ تمام تر بدنی و مالی عبادات کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت کے مبارک رسالے میں اسے قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔

فاتحہ کے مروجہ طریقہ جس میں کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے اس سے اکثر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ کھانا سامنے رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو عرض یہ ہے کہ فاتحہ کا یہ مروجہ عمل ایصالِ ثواب کرنے والے کے دل، زبان اور عمل میں موافقت کے لئے بھی ہوتا ہے کہ دل میں کھانا کھلانے کا ثواب ایصال کرنے کی نیت ہوتی ہے زبان سے بھی اس نیت کا اظہار ہوتا ہے کہ اس کھانا کھلانے کا ثواب فلاں بن فلاں کو ایصال کرتا ہوں اور کھانا سامنے رکھ کر عمل سے بھی اس کا اظہار کر دیا کہ یہ کھانا کھلانے کا ثواب فلاں کو ایصال کرتا ہوں چنانچہ فاتحہ کے مروجہ طریقے میں کوئی بھی ایسی قابلِ اعتراض بات نہیں جس پر معترضین شور مچاتے ہیں کیونکہ جو چیز صدقہ کی جارہی ہے اگر وہ سامنے موجود ہو تو اس میں خرابی کیا ہے خرابی تو دراصل معترضین کی عقلوں میں ہے جو انہیں سیدھی سے بات سمجھ نہیں آتی کسی بھی نیکی کا ثواب یا کھانا کھلانے کا ثواب ایصال کرتے ہوئے کھانا سامنے رکھ کر اور ہاتھ اُٹھا کر اللہ عزوجل سے یہ دعا کی جائے کہ یا اللہ اپنے پیاروں کے صدقے اس کا ثواب فلاں کو پہنچ جائے اور اس دعا کے ساتھ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی دعا کر لی جائے تو یہ کس طرح غلط ہو سکتا ہے؟

اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ جس کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے وہ بابرکت ہو جاتا ہے تو پھر جس کھانے پر سورۂ فاتحہ یا چاروں قل یا درود شریف، آیت الکرسی وغیرہ پڑھا جائے تو وہ کس طرح بے برکت ہو سکتا ہے ایسا بھونڈا اعتراض بھونڈی عقلوں کی ہی اختراع ہے ورنہ ہر باشعور مسلمان اس کھانے کو بے برکت نہیں کہہ سکتا جس پر کلامِ الٰہی کی تلاوت کی جائے۔

ایک بے ڈھنگا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ نیک لوگ تو بخشے بخشائے ہوتے ہیں پھر انہیں ایصالِ ثواب کرنے کی کیا ضرورت ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ ایصالِ ثواب صرف گناہوں کی بخشش یا نیکیوں کے اضافے کے لئے ہی نہیں ہوتا بلکہ درجات کی بلندی کے لئے بھی ہوتا ہے جس کا ہر نیک سے نیک مسلمان تمنائی ہوتا ہے جیسا کہ اذان کے بعد کی دعا میں اللہ کے محبوب سید عالم ﷺ کے درجات کی مزید بلندی کے لئے دعا کی جاتی ہے جب اس دعا پر اعتراض نہیں تو پھر دیگر صالحین و کاملین کے لئے دعا پر اعتراض کیوں؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ معترضین مخالفت برائے مخالفت پر اترے ہوئے ہیں اسی لئے صاف اور سیدھی سچی بات بھی سمجھنے سے محروم ہیں۔

حاصلِ کلام یہ کہ اہل سنت کے نزدیک "فاتحہ" قرآن و حدیث اور اقوالِ فقہاء اور معمولاتِ سلف الصالحین کی روشنی میں جائز ہے اور کتب فتاویٰ میں اس کا ثبوت مفصل طور پر مذکور ہے جو کہ آپ امام اہل سنت کے اس مایہ ناز رسالہ میں پڑھینگے۔

رسالہ

الحجۃ الفائحۃ لطیب التعین والفاتحۃ ۱۳۰۷ھ

دن متعین کرنے اور فاتحہ کے عمدہ ہونے

پر عطر بیز حجت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مسئلہ ۱۸۳ :سوم ودہم وچہلم وششماہی وسالیانہ کہ دریں دیار ہند مروہ ست ، اور بعض علماء بدعت شنیعہ مکروہہ گویند واقوال چند بردرستی اوست وطعامے کہ بعد موتے بہ نیت ثواب می پڑند وہردودست برداشتہ فاتحہ ہندآں راعلماء ظواہر غیر مقلدین بباعث فاتحہ، مردار وحرام دارنستہ گویند ، ایں طریقہ درزمانہ نبوی واصحاب کبار مصطفوی وتابعین واتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بنود بلکہ طعام وشیرینی کہ نیاز بزرگان دین است مثل مردار پس دریں مسئلہ ہر چہ حکم شرعی واجب التعمیل باشد بیان فرمایند بسند کتاب ۔ بیّنوا توجروا

تیجہ ، دسواں ، چالیسواں ، چھ ماہی ، برسی جو دیار ہند میں رائج ہے اسے بعض علماء مکروہ بدعت شنیعہ کہتے ہیں ، اور کچھ کے اقوال یہ ہیں کہ وہ درست ہے۔ اور کسی موت کے بعد ثواب کی نیت سے جو کھانا پکاتے ہیں اور دونوں ہاتھ اٹھا کر فاتحہ دیتے ہیں اس کو غیر مقلد ظاہری علماء فاتحہ کی وجہ سے مردار اور حرام جانتے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ان کے بزرگ اصحابہ ، تابعین اور اتباع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے زمانے میں نہ تھا۔ بلکہ بزرگان دین کی نیاز کے لیے جو کھانا اور شرینی ہے وہ مردار کی طرح ہے ___ تو اس مسئلہ میں جو واجب العمل حکم شرعی ہو کتاب کے حوالہ سے بیان فرمائیں۔ بیان کریں اور اجر پائیں۔ ت

الجوب: قول فیصل وسخن مجمل درین باب آنست که ایصال ثواب وہدیه اجر باموات مسلمین باجماع کافه اہلسنت وجماعت امریست مرغوب ودر شرع مندوب۔ احادیث بسیار از حضور سید الابرار علیه افضل الصلٰوۃ من ملک الجبار ودر ترغیب وتصویب ایں کاروارد شد۔ امام علامه محقق علی الا طلاق در فتح القدیر وامام علامه فخرالدین زیلعی در نصب الرایه وامام علامه جلا الدین سیوطی در شرح الصدور و فاضل علامه علی قاری درمسلک متقسط وغیرہم فی غیر ہا بذکر برخی ازانها پر داخته اند وخود انکار ایں کارنیا ید مگر از سفیه جاہل یا ضال مطلق مبتد عان زمانه راکه خون پنہاں معتزلیت بجوش آمده است درپرده ترخیص نیابت وتخصیص وکالت ، اہدائے ثواب را انکار کننده و پیش خویش اجماع قطعی اہلسنت را برہم زنند بازبشہادت احادیث کثیر وجزم تصحیح جمهور ائمه وصول ثواب خاص بقربات مالیه نیست بلکه مالیه وبدنیه ہر دور اعام ہمیں ست مذہب ائمه حنفیه و بریں اند بسیارے از مُحققین شافعیه وعلیه الجمهور و هو الصحیح الرجیح المنصور باز اجماع ایں ہر دو که ہم قرآن خوانند وہم تصدق کنند وثواب ہر دو بمسلماناں رسانند نیست مگر جمع حسن باحسن ومندوب وزنہار یکے بعد دیگرے منافی نیست کا لتلاوۃ من المصحف فی الصلٰوۃ نه شرعی بانکار ایں جمع و ارشد کقراءۃ القرأن فی الرکوع والسجود پس اور امحذور گفتن از دائره عمل بیرون رفتن ست۔ امام حجة الاسلام محمد غزالی قدس سره العالی دراحیاء العلوم فرماید اذا لم یحرم الآحاد فمن این یحرم المجموع ◄۲ ؟ وہمدرانست ان افراد المباحات اذا اجمتمعت کان ذلک المجموع مباحا◄۳ تمام تحصیل این اصل انیق امام المدققین ختام المحققین حضرت والدقدس سره الماجد درکتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" ارشاد فرمونده اندو این معنی را از حدیث صحاح استنباط

خاص نہیں بلکہ مالی وبدنی دونوں کو عام ہے ــــ یہی ائمہ حنفیہ کا مذہب ہے اور اسی پر بہت سے محققین شافعیہ بھی ہیں اور اسی پر جمہور ہیں۔

اور یہی صحیح ، راجح اور نصرت یافتہ مسلک ہے۔ پھر بدنی ومالی دونوں کو جمع کرنا اس طرح کہ قرآن بھی پڑھیں، صدقہ بھی کریں ،اور دونوں کا ثواب مسلمانوں کو پہنچائیں، یہ حسن کو حسن اور مندوب کو مندوب کے ساتھ یکجا کرنا ہی تو ہے ◄ ۱۳، ہرگز ان دونوں میں کوئی منافات نہیں، جیسے نماز کے اندر مصحف دیکھ کر تلاوت کرنے میں ہے، نہ ہی شریعت میں اس جمع سے منع وارد ہے جیسے رکوع و سجود میں قراءت قرآن سے متعلق ہے، پھر اس کو ممنوع ٹھہرانا عقل کے دائرے سے قدم باہر لانا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: جب الگ الگ افراد حرام نہیں تو مجموعہ کہاں سے حرام ہو جائے گا! ــــ اور اسی میں ہے : جب مباحات ◄ ۱۴ کے افراد مجتمع ہوں تو مجموعہ بھی مباح ہی ہوگا ◄ ۱۵

اس عمدۃ قاعدے کا پورا بیان اہل تدقیق کے پیشوا ◄ ۱۶، اہل تحقیق کی مہر، حضرت والد قدس سرہ ◄ ۱۷، نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں کیا ہے اور صحاح کی حدیث سے اس معنٰی کا استنباد فرمایا ہے۔ جو چاہے اس کے مطالعہ سے مشرف ہو ــــ خود طائفہ مانعین ◄ ۱۸ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل دہلوی کو قرآن اور طعام کی اس یکجائی کا عمدہ ہونا قبول وتسلیم ہے، صراط مستقیم میں یوں اقرار وتسلیم کی راہ اختیار کی ہے: '' جب میّت کو کوئی فائدہ پہنچانا منظور ہو کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھے اگر میسر ہو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ واخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے اھ '' ــــ اور شک نہیں کہ ایصال ثواب کا طریقہ یہی ہے کہ رب الارباب جل جلالہ کی باگاہ میں دعا ہو۔

امام الطائفہ ◄ ۱۹ نے صراط مستقیم میں لکھا ہے : ''جو عبادت کسی مسلمان سے ادا ہو اور اس کا ثواب گزرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے، اور اس کے پہنچانے کا طریقہ جنابِ الٰہی میں دعا ہے تو یہ خود بلاشبہ بہتر اور مستحسن ہے ◄ ۲۰ الخ'' اور ہاتھ اٹھانا مطلق

دعا کے آداب سے ہے___ حصن حصین میں ہے: ''دعا کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ہاتھوں کو پھیلائے ترمذی، مستدرک حاکم اور بلند کرے صحاح ستہ۔'' معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھ اٹھانے کا آداب دعا سے ہونا صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ ہمارے ائمہ اور علماء کی کیا بات ہے خود طوائف منکرین کے معلم ثانی نے مسائل اربعین میں لکھا ہے: ''وقتِ تعزیت کی دعا میں ہاتھ اٹھانا ظاہر یہی ہے کہ جائز ہے اس لیے کہ حدیث شریف سے مطلقاً دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے تو اس وقت میں بھی کوئی مضائقہ نہ ہوگا، مگر خاص وقتِ تعزیت کے لیے ہاتھ اٹھانا آثار میں منقول نہیں، اھ''

دیکھئے خصوصیت کو غیر ماثور بتانے کے باوجود، دلیل اطلاق سے جواز کو ظاہر کہا اور اس کے کرنے میں کبھی بھی کوئی چیز بُری نہیں ہوتی، اور ان خصوصیات کے صرف وارد نہ ہونے کو مستلزم ممانعت سمجھنا تو ایک کھلی ہوئی غلطی اور شرمناک جہالت ہے۔ فقیر نے رَبِّ قدیر کی مدد سے یہ بحث '' البارقۃ الشارقۃ علیٰ مارقۃ المشارقۃ'' میں زیادہ روشن طور پر تحریر کی ہے۔ اور علمائے سنت نے بارہا ان مدعیوں کو گھر تک پہنچایا اور خاکِ ذلت پر بٹھایا ہے، تفصیل و تطویل کی ضرورت نہیں۔ لیکن امام الطائفہ ◄ ۲۱ نے اس باب میں عدم ورود تسلیم کرنے کے باوجود جو کچھ لکھا ہے وہ سننے کے قابل ہے۔ رسالہ ''زبدۃ النصائح'' میں طبع شدہ تقریر ذبحہ میں لکھا ہے:- '' کنواں کھودنے اور اس جیسے کاموں اور دعا، استغفار، قربانی کے سوا قرآخوانی، فاتحہ خوانی، کھانا کھلانا سب طریقے بدعت ہیں، گو خاص بدعت حسنہ ہیں، جیسے عید کے دن معانقہ اور نماز صبح یا عصر کے بعد مصافحہ۔'' ارباب طائفہ خود اپنے امام سے پوچھیں ◄ ۲۲ کہ ان طریقوں کو عموماً اور فاتحہ خوانی کو خصوصاً بدعت اور نوایجاد قرار دینے کے باوجود '' حسنہ'' کیسے کہتے ہو؟ ◄ ۲۳__ اور ہمارے گروہ کے خلاف کیسے جاتے ہو؟ پھر معانقہ عید کا ذکر تو ''سنگ آمد و سخت آمد'' ان کے لیے بڑی سخت چٹان ہے ◄ ۲۴ ___ اس امام کو تلون مزاجی ◄ ۲۵ سے اس کے متبعین کی جان واستخوان پر بَن آتی ہے اور ان کا سارا کام ہی تمام

کر دیا ہے ولاحول ولا قوۃ الا اللہ باللہ العلی العظیم ـــــ اور معلم ثانی کا کلام ابھی گزرا کہ خصوصیت ثابت نہ ہونے کے باوجود کوئی مضائقہ نہ جانا۔ ت

اکنوں آمدیم برنقل چندا قوال دیگر از کبراء و عمائد و اساتذه و مشائخ امام الطائفه تابیباک رواں دانند که بے منع شرعی بتحریم فاتحه زبان کشودن وطعام فاتحه وشیرینی نیاز بزرگان قدست اسرارہم راحرام ومراد گفتن چه کیفر ہاکه نمی چشاند وکدام بد روز نمی نشاند۔ ۱ شاه ولی اللہ در انفاس العارفین از والد خودشاں شاه عبدالرحیم نقل کننده : "می فرمودند در ایام وفات حضرت رسالت پناه - صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم چیزے فتوح نشد که نیاز آں حُضرت طعام پخته شود قدرے نخود بریاں و قندسیاں نیاز کردمؑ◄ ۱۳۶ لخ

اب ہم کچھ اور اقوال امام الطائفہ کے بزرگان و عمائد اور اساتذہ کے نقل کرتے ہیں تاکہ ان بے باکوں کو پتا چلے کہ شریعت سے ممانعت کے بغیر فاتحہ کو حرام بتانے پر زبان کھولنا اور فاتحہ کے کھانے، بزرگوں کی نیاز کی شیرینی کو حرام ومردار کہنا کیسی سخت سزائیں چکھاتا ہے اور کیسے بُرے دن دکھاتا ہے۔ ۱ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے والد شاہ عبدالرحیم سے نقل کرتے ہیں کہ : " وہ فرماتے ہیں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایام وفات میں کچھ میسر نہ ہوا کہ آں حضرت کی نیاز کا کھانا پکایا جائے تھوڑے سے بُھنے ہوئے چنے اور قندسیاہ گڑ پر نیاز کیا الخ۔'

در در الثمین فی مبشرات النبی الامین ہمین سخن راچناں آوردند : الحدیث الثانی العشرون اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع طعاما صلة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شی اصنع به طعاما فلم اجد الاحمصا مقلیا فقسمته بین الناس فرایته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وبین یدیه هذا الحمص مبتهجا

بشاشا ◄۲۷ ۔"الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین میں اسی بات کو یوں نقل کیا ہے:
'' بائیسویں حدیث : مجھے سیدی والد ماجد نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیاز کیلئے کچھ کھانا تیار کراتا تھا ایک سال کچھ کشائش نہ ہوئی کہ کھانا پکواؤں، صرف بُھنے ہوئے چنے میسر آئے وہی میں نے تقسیم کئے، میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ان کے سامنے یہ چنے موجود ہیں اور حضور مسرور شاداں ہیں۔''

۲ شاہ صاحب مذکور درانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ نویسند : "برقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند ۔ ہمیں طور ہر روز مے خواندہ باشند ◄۲۸ ۔" لفظ شیرینی و فاتحہ ہر روز ازیاد مرد ۔یہی شاہ صاحب انتباہ فی سلاسل الاولیاء اللہ میں لکھتے ہیں : '' تھوڑی شیرینی پر عموماً خواجگان چشت کے نام فاتحہ پڑھیں اور خدائے تعالیٰ سے حاجت طلب کریں، اسی طرح روز پڑھتے رہیں''اھ شیرینی اور فاتحہ اور ہر روز کے الفاظ ذہن سے نہ نکلیں۔

۳ او شاہ صاحب مسطور در ہمعات گویند:" از ینجاست حفظ اعراس مشائخ ومواظبث زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں ◄۲۹" ۳ یہی شاہ صاحب ''ہمات'' میں فرماتے ہیں : '' یہیں سے ثابت ہے کہ اعراس مشائخ کی نگہداشت اور ان کے مزارات کی زیارت پر مداومت اور ان کے لیے فاتحہ پڑھنے اور صدقہ دینے کا التزام۔''

۴ شاہ صاحب مزبور درفتویٰ مندرجہ زبدۃ النصائح گویند: " اگر ملیدہ شیربرنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند وبخورانند مضائقہ نیست جائز ست وطعام نذر اللہ اغنیاء راخوردن حلال نیست واگرفاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خور دن دراں جائز ست ◄۳۰۔" ۴ یہی شاہ صاحب ''زبدۃ النصائح'' میں مندرج فتوی میں لکھتے ہیں: '' اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح مبارک کو ایصال ثواب

کے قصد سے ملیدہ اور کھیر پکائیں اور کھلائیں تو مضائقہ نہیں' ۔ جائز ہے۔ اور خدا کی نذر کا کھانا اغنیاء کے لیے حلال نہیں۔ لیکن اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو اس میں اغنیاء کو کھانا بھی جائز ہے۔''

(٥) شاہ صاحب مرحوم در انفاس العارفین نگارند :" حضرت ایشاں عه درقصبه ڈاسنه بزیارت مخدوم الله دیا رفته بودند و شب ہنگام بود دراں فرموند مخدوم ضیافت مامی کنند و می گویند که چیزے خورده روید توقف کرد ند تا آنکه اثر مردم منقطع شده ملال برياراں غالب آمد آنگاه زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسرو گفت که نذر کرده بودم که اگر زوج من بیاید ہما ں ساعت ایں طعام پخته به نشینندگان درگاه مخدوم الله دیارسانم دریں وقت آمد ایفائے نذرکردم و آرزو کردم که کسے آں جا باشد تا تناول کند ◄٣١ "

٥ یہی شاہ صاحب انفاس العارفین میں لکھتے ہیں: ''حضرت یعنی ان کے والد مرشد شاہ عبدالرحیم صاحب قصبہ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کے لیے گئے تھے' رات کا وقت تھا' اسی وقت فرمایا کہ مخدوم ہماری دعوت کر رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ کچھ کھا کر جاؤ' تو قف فرمایا' یہاں تک کہ لوگوں کی آمد ورفت ختم ہوگئی اور دوستوں پر اکتاہٹ غالب آگئی' اس وقت ایک عورت چاول اور شیرینی کا طبق سر پر لیے آئی اور کہا میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرے شوہر آجائیں تو اسی وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا کی درگاہ کے حاضرین کے پاس پہنچاؤں گی' شوہر اسی وقت آئے میں نے نذر پوری کی اور میری آرزو تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اسے تناول کرے۔''

٦ مولٰنا شاہ عبد العزیز صاحب در تحفه عشریه فرمایند : " حضرت امیر وذریة طاہره اور اتمام اُمت بر مثال پیران و مرشداں می پر ستند وامور تکوینه را وابسته با یشاں می دانند وفاتحه و درود و

صدقات و نذر و منت بنام ایشاں رائج و معمول گردیده چنانچه
مُاجمیع اولیاء ہمیں معامله است ◀ ۳۲۔

٦ مولانہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناء عشریہ ◀ ۳۳ میں فرماتے ہیں : ''حضرت امیر المو
منین علی مرتضٰی اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور
امور تکوینیہ ان سے وابستہ جانتی ہے اور ان کے نام فاتحہ و درود اور صدقات کا معمول ہے اور
ایسے ہی تمام اولیاء اللہ کے ساتھ یہی معاملہ ہے۔''

" ایں عبارت سراپا بشارت که حرف حرفش برسر مخالف برقے ست
خالف یا ریحے قاصف حرف حرف بخاطر یابد داشت واز مخالفاں پر
سید که شاه صاحب بطور شمار جمیع اُمۃ را صراحةً تجویز و
تحسین نموده کافر ومشرک شدند یانه۔ برتقدیر اول امام الطائفه
اسمٰعیل دہلوی که غلامان غلام ومرید مرید ایشاں ست در صراط
مسقیم بمدح ایشاں چنانچه تر زباں "جناب ہدایت مآب ، قدوة ارباب
صدق وصفا، زبده اصحاب فناء بقا، سید العلماء وسند اولیاء حجة الله
علی العارفین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع کل ذلیل وعزیز مولا
نا مرشد نا الشیخ عبدالعزیز۔" ◀ ۳۴

یہ عبارات سراپا بشارت جس کا ایک ایک حرف مخالف کے سر پر برقِ خاطف یا تباہ کن بگولا ہے
دل میں محفوظ رکھنا چاہئے اور مخالفین سے پوچھنا چاہئے کہ شاہ صاحب نے تمھارے طور پر
ساری امت کو صاف صاف گمراہ اور مشرک بتایا یا نہیں؟ اور خود اس طرح کی باتوں کو جائز اور
عمدہ بتا کر کافر و مشرک ہوئے یا نہیں؟ بر تقدیر اول، امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی جو ان کے
غلاموں کا غلام، اور ان کے مرید کا مرید ہے '' صراط مستقیم'' کے اندر ان کی مدح میں یوں
رطب اللسان ہے '' جناب ہدایت مآب، ارباب صدق وصفا کے پیشوا، اصحاب فناء وبقاء کے
خلاصة، علماء کے سردار اولیاء کی سند، سارے جہاں پر اللہ کی حجت انبیاء و مرسلین کے وارث
ہرُ ذلت و عزت والے کے مرجع۔ ہمارے آقا اور ہمارے مرشد شیخ عبدالعزیز۔

معاذ اللہ کافرے مشرکے رابچنیں الفاظ عظیمه جلیله ستوده
وُحجت خدا ونائب انبیاء وکذا وکذا اعتقاد نموده خود کافر مرتدگوید
یا ہیچ باز شمایاں که ایں کافر ومرتد را امام پیشوا و سر ور مقتدا
ومرجع ماواگرفته ودرہر مسئله وعقیده سرہر خط فرمانش نهاده قدم
برقدم اور فته اید ازیں رو بر ہمه کافر و بے دین ومرتد لعین شدید
یاچه ؟ بینوا توجروا۔

ان عظیم وجلیل الفاظ سے معاذاللہ ایک کافرومشرک کی تعریف کرکے، اور اسے خدا کی حجت انبیاء کا نائب وغیرہ وغیرہ اعتقاد کرکے خود کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ پھر تم سب اس کافرومرتد کو امام وپیشوا، سردار ومقتداء اور مرجع وماوا بناکر، اور ہر مسئلہ وعقیدہ میں اس کے خطِ فرمان پر سر جھکاکر، اس کے قدم بہ قدم چل کر کافر وبے دین اور مرتد ولعین ہوئے یاکچھ اور؟ بیّنوا توجروا۔ ت

باز بمطلب عنان تابیم اب پھر ہم مقصد کی جانب لگام موڑتے ہیں۔ت مولوی
خرمعلی بلهوری معلم ثالث طائفه حادث درنصیحة المسلمین گوید
مولوی خرمعلی بلهوری طائفه نو کے معلم ثالث نے " نصیحة
المسلمین" میں لکھاہے ۔ ت

"حاضری حضرت عباس کی ، صحنک حضرت فاطمه کی،
گیارهویں عبدالقادر جیلانی کی، مالیده شاه مدار کا، سه منی بوعلی
قلندر کی، تو شه شاه عبدا لحق کا، اگر منت نهیں صرف ان کی
روحوں کو ثواب پهنچانا منظور ہے تو درست ہے۔ اس نیت سے ہر
گز منع نهیں ◄۳۵" ملخصاً

۸ خود امام الطائفه در تقریر ذبیحه سراید "اگر شخصے بُزے راخانه
پرور کند تاگوشت اوخوب شود، اورا ذبح کرده و پخته فاتحه حضرت
غوث اعظم رضی الله تعالیٰ عنه خوانده بخو راند خللے نیست
◄۳۶ ۔" ۸ خود امام الطائفہ نے تقریر ذبیحہ میں یہ نغمہ سرائی کی ہے: " اگر کوئی شخص

کسی بکری کو گھر میں پالے تاکہ اس کا گوشت عمدہ ہو' اس کو ذبح کر کے اور پکا کر حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ پڑھ کر کھلائے تو کوئی خلل نہیں ہے۔''

ایں لفظ "خوانده بخوراند" نیزنگاه داشتن است که بسیارے از منکرین ایں راہم مناط انکار سازند وگویند اگر ایں اجتماع اطعام وقراءت جائز بودے تاہم بایستے که خورانده نه که خوانده خورانده که عبث وباطل ست جواب کامل ازیں شبہه باطل در "بارقه شارقه" یادکرده ایم ہمچناں ایں لفظ غوث اعظم بردل نگاه شتنے که برایمان تقویة الایمان صراحةً شرک است، طرفه آنکه اتباع جهول طعام فاتحه راحرام ومردار دانند وامام الطائفه طعام وگوشت گاؤ نذر اولیا ہمه راحلال می خواند بشرطیکه تقرب بذبح بسوئے میّت بناشد و سپیدی گوید که "جانورے که نذر اولیا کرده باشند اگر چه چنداں نذر بروجه حرام قبیح ہم کنند ـ تاہم درحلت جانورے سخنے نیست" فکیف که نذر اولیا بروجه حسن باشد چه جائے آنکه محض بے نذر ایصال ثواب شودچه محل آنکه از ذبح جانور داراقت دم اثرے نبود۔ ہمیں قراءت قرآنی وتصدّق طعامے بمیان آید،

یہ لفظ ''پڑھ کر کھلائے'' بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بہت سے منکرین اسے مدار انکار بناتے ہیں اور کہتے ہیں اگر کھلانے اور پڑھنے کا اجتماع جائز نہ ہوتا تو بھی چاہئے تھا کہ کھلا کر پڑھے نہ کہ ''پڑھ کر کھلائے'' کہ عبث اور باطل ہے____ اس باطل شبہہ کا کامل جواب ہم نے بارقہ شارقہ میں بیان کیا ہے۔ اسی طرح یہ لفظ ''غوث اعظم'' بھی دل پر لکھ رکھنے کے قابل ہے کہ '' تقویۃ الایمان'' کی رو سے کھلا ہوا شرک ہے___ طرفہ تر یہ کہ نادان تبعین تو فاتحہ کے کھانے کو حرام و مردار اور گائے کے گوشت سب کو حلال کہتا ہے بشرطیکہ ذبح سے میّت کی جانب تقرب مقصود نہ ہو___ اور صاف کہتا ہے کہ ''جو جانور اولیا کی نذر کیا ہو' اگر چہ ایسی نذر حرام قبیح طور پر بھی کرتے ہیں پھر بھی جانور کے حلال ہونے میں کلام نہیں___ پھر اولیاء کی نذر عمدہ طور پر ہو تو حرمت کیسے؟___ پھر بغیر

نذر کے محض ایصال ثواب ہو تو وہ حرام کیسے؟___ پھر جانور کو ذبح کرنے اور خون بھانے کا کوئی نام ونشان بھی نہ ہو صرف قرآن کی قراءت اور بعام کا صدقہ درمیان میں آئے تو اس کے حُرام ہونے کا کیا موقع؟___

مگر درتقریر مذکور چناں می نگارد، ۹ اگر شخصے نذر کنند که اگر فلاں حاجت من برآید ایں قدر نیاز حضرت سید احمد کبیر بکنم وایں قدر طعام نیاز ایشاں مردم ہم رابخور انم اگر چه دریں نذر گفتگو ست لیکن طعام حلال است وہمچنیں ست حکم گوشت، مثلاً اگرشخصے بگوید که دومن گوشت نذر سب احمد کبیر بعد بعد برآمدن حاجت خواہم خو رانید گوشت حلال است و ا گر بگو که گوشت گاو خوا ہم خورانید نیز درست است واگر بهمیں قصد گاؤ رانذر کند نیز رواست چراکه مقصودش گوشت ست۔ وہمچنیں اگر گاؤ زنده بنا م سید احمد کبیر کسے رابد ہد بطور یکه نقدمی دہند رواست گوشت آں حلال است ◄۳۷۔"

تقریر مذکور میں یوں لکھا ہے: ۹ ''اگر کوئی شخص نذر مانے کہ اگر میری فلاں حاجت برآئے تو اس قدر حضرت سید احمد کبیر کی نیاز کروں گا اور ان کی نیاز کا اتنا کھانا لوگوں کو کھلاؤں گا____ اگرچہ اس نذر میں کلام ہے مگر کھانا حلال ہے__ یہی حکم گوشت کا بھی ہے __ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنی حاجت برآنے کے بعد سید احمد کبیر کی نذر کا دو من گوشت کھلاؤں گا تو گوشت حلال ہے___ اور اگر اسی قصد سے گائے کو نذر کرے تو بھی روا ہے__ اس لیے کہ اس کا مقصود گوشت ہے__ اسی طرح اگر زندہ گائے سید احمد کبیر کے نام پر کسی کو دے دے جیسے نقد دیتے ہیں۔ تو بھی جائز ہے اور اس کا گوشت حلال ہے۔''

ہم درآں ست اگرہمیں طور نذر برائے اولیائے گزشتگان قدس الله اسرارہم کند رواست، ایں قدرفرق ست که بسبب انتقال از عالم دنیابعالم برزخ منتفع بنقد وجنس و طعام نمی توانند شد بلکه ثواب صرف آں الله تعالیٰ بارواح مطہره ایشان میر ساند پس احوال ایشان

درحالت حیات وممات برابرست ◀ ۳۸۔"اُسی میں ہے: "اسی طرح اگر گرشتہ اولیاقدس اللہ اسرارہم کے لیے نذر کرے تو جائز ہے ــــ فرق اتنا ہے کہ وہ عالم دنیا سے عالم برزخ میں انتقال کر جانے کے سبب نقد و جنس اور طعام سے نفع اندوز نہیں ہو سکتے بلکہ صرف ان کا ثواب اللہ تعالیٰ ان کی ارواح پاک کو پہنچاتا ہے ــــ تو ان کے احوال بحالتِ حیات اور بعد وفات برابر ہیں۔"

بازمی گوید " ۱۱ اگر نذر کنند که بشرطه برآمدن حاجت خود گاؤ دوسالی فربه نیاز حضرت غوث الاعظم خواہد کرد۔ پس حکم این مثل طعام ست۔ اگر نذر بطریق حسن است خلل نه واگر قبیح ست فعلش حرام است وحیوان حلال ◀ ۳۹۔" این یازده قول ست بعد دایام یا زدہم شریف حضرت غوث اعظم قطب اکرم رضی الله تعالیٰ عنه سه از ا امام الطائفه بالاگوشت ودواز شاه عبدالعزیز صاحب عنقریب می آید وبالله التوفیق والهدایۃالیٰ سواء الطریق۔

۱۱ آگے لکھا ہے: " اگر نذر کرے کہ میری حاجت برآئے تو دوسال کی فربہ گائے حضرت غوث اعظم کی نیاز کروں گا ــــ تو اس کا حکم بھی حکم طعام کی طرح ہے۔ اگر نذر بطور حسن ہے تو کوئی خلل نہیں، اور اگر قبیح طور پر ہے تو اس کا فعل حرام ہے اور جانور حلال ہے۔" یہ گیارہ اقوال ہیں حضرت غوثِ اعظم قطب اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں کے ایام کی تعداد کے برابر ــــ اور تین اقوال امام الطائفہ کے اوپر گزرے، اور دو قول شاہ عبدالعزیز صاحب کے عنقریب آرہے ہیں، اور خدا ہی سے توفیق اور راہ راست کی ہدایت ہے۔ ت

سخن گفتن ماندازتعیین اوقات که درمردماں رائج ست ہمچوں سوم وچہلم وسرسال وششماه اقول وبحول الله اصول توقیت یعنی کارے راوقت معین داشتن بردوگونه است شرعی وعادی، شرعی آنکه شرع مطہر عملے راوقتے تعیین فرموده است که درغیر او اصلاصورت نه بند دواگر بجائے آراندآن عمل شرعی نه کرده باشند، چوں ایام نحرمراضحیه رایا آنکه تقدیم و تاخیرش ازاں وقت ناروا باشد چوں

اشہر حرم مراحرام حج رایا آنکه ثوابیکه درغیر اونیاز بند چون ثلث لیل مرنمازعشاراو عادی آنکه از جانب شرع اطلاق است ہر وقتیکه خواہند بجا آرند ۔اما حدث را از زمان ناگزیر ست ووقوع درزمان غیر معین محال عقلی که وجود وتعین مساوق ہم د گر است ۔ پس از تعین چاره نیست۔این ہمه تعینات برنباء اطلاق علیٰ وجه البدالیة صالح ایقاع بود ازینہا یکے را برنباء مصلحتے اختیار کنند بے آن که وقت معین را مبنائے صحت یا مدار حلت یا مناط اثابت دانند پیداست که بایں تقیید مقید از فردیت مطلق برنیاید و حکمے که مطلق راست درجمیع افرادش ساری باشد مالم یردمنع عن خصوص خصوصا پس ہمچوں جاسبیل نه آنست که ثبوت خصوصیت از مجوز جویند بلکه آنکه تصریح بمنع این خاص ازشرع برآرند۔ عبارت معلم ثانی طائفه درباره دست برداشتن بدعائے تعزیه بالاشنیدی واینک اول وامام معول طائفه دررساله بدعت چناں نغمه سرا "طریق ثانی آنکه بمطلق بالنظر الیٰ ذاته حکمے از احکام شرعیه متعلق گردد۔ پس مطلق بنظر ذات خود درجمیع خصوصیات ہما حکم اقتضامی نماید گودر بعض افراد بحسب عوارض خارجیه حکم مطلق مختلف گردد الی ان قال درتحقیق حکم صورت خاصه کسیکه دعوی جریان حکم مطلق درصورت خاصه مبحوث عنہامی نماید ہمانست متمسکت به اصل که دراثبات دعوٰی خود حاجت بدلیلے نه وراد۔ دلیل اوہما حکم مطلق ست وبس ◄۱۴۰ لخ حضرت والد قدس سره الماجد این اصل منیف وقاعئده شریعت را تحقیق بالغ وتنقیح بازغ در اصول الرشاد افاده وارشاد فرموده اند آنچابا ید جست۔

اب وقت معیّن کرنے سے متعلق گفتگو کرنی ہے جس کا لوگوں میں رواج ہے، جیسے سوم، چہلم، ایک سال چھ ماہ، اقول و بحول اللہ اصول میں کہتا ہوں اور خدا ہی کی دی ہوئی قوت

سے حملہ کرتا ہوں توقیت یعنی کسی کام کے لیے وقت مقرر کرنے کی دو صورتیں ہیں: ۱ شرعی اور ۲ عادی۔

○ شرعی یہ کہ شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے کہ i جو اس کے علاوہ وقت میں وہ ہو ہی نہیں سکتا' اور اگر کریں تو وہ عمل شرعی ادا نہ ہوگا۔ جیسے قربانی کے لیے ایام نحر۔

ii یا یہ کہ اس وقت سے اس عمل کو مقدم یا مؤخر کرنا ناجائز ہو' جیسے احرام حج کے لیے حرمت والے مہینے شوال' ذی قعدہ' ذوالحجہ۔

iii یا یہ کہ اس وقت میں جو ثواب ہو وہ دوسرے وقت میں نہ ملے' جیسے نماز عشاء کے لیے تہائی رات'

○ عادی یہ کہ شریعت کی جانب سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں___ لیکن حدث کام ہونے کے لیے زمانہ ضروری ہے۔ اور زمانہ غیر معین میں وقوع محال عقلی ہے' اس لیے کہ وجود اور تعین ایک دوسرے کے مُساوِق ساتھ ساتھ ہیں' تو تعین سے چارہ نہیں یہ سبھی تعینات اوقات معیّنہ اطلاق کی بناہ پر بطور بدیست وہ عمل واقع کیے جانے کے قابل تھے' مگر ان ہی میں سے کسی کو کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وقت معین کو صحت کی بنیاد یا حلت کا مدار یا ثواب دئے جانے کا مناطر جانیں' ظاہر ہے کہ اس تقیید کی وجہ سے مقید' مطلق کا فرد ہونے سے خارج نہ ہوگا' اور مطلق کا جو حکم ہے وہ اس کے تمام افراد میں جاری ہوگا تب کہ کسی فرد خاص سے متعلق خاص طور پر ممانعت وارد نہ ہو ___ تو ایسے مقام میں راہ یہ نہیں کہ جائز کہنے والے سے خصوصیت کا ثبوت مانگیں بلکہ راہ یہ ہوگی کہ اس فرد خاص سے متعلق ممانعت کی صراحت شریعت سے نکالیں۔ اس طائفہ کے معلم ثانی کی عبارت دعائے تعزیت میں ہاتھ اٹھانے سے متعلق اوپر گزری' اور یہ طائفہ کے معلم اول اور امام معتمد ''رسالہ بدعت'' میں یوں نغمہ سرا ہیں ''دوسرا طریقہ یہ کہ خود ذاتِ مطلق کی جانب نظر کرتے ہوئے اس سے کوئی حکم شرعی متعلق ہو' تو مطلق اپنی ذات کے لحاظ سے

تمام خصوصیات میں اسی حکم کا مقتضی ہوگا، گو بعض افراد میں خارجی عوارض کے اعتبار سے مطلق کا حکم مختلف ہو جائے آگے لکھا صورتِ خاص کے حکم کی تحقیق میں جو شخص زیر بحث خاص صورت کے اندر بھی مطلق کا حکم جاری ہونے کا دعوی رکھتا ہے وہی اصل سے تمسک کرنے والا ہے، جسے اپنا دعوی ثابت کرنے کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ دلیل وہی حکم مطلق ہے اور بس'' الخ حضرت والد قدس سرہ الماجد نے اس اصل اور قاعدے کی کامل اور روشن تحقیق و تنقیح اصول ارشاد میں افادہ فرمائی ہے وہاں سے اسے طلب کرنا چاہئے۔ ت

من باول سخن بازگردم فاقول باز اگر درین وقت معین مرجحے حامل براختیارش فی نفسه موجود ست فبها ورنه ہنگام تساوی اراده مختار ترجیح رابسند ست چنانکه در دو جام تشنه و دو راه راہیے مشاہده کنی، علیٰ الاول مصلحت عیاں ست وعلی الثانی کم نه ازاں که ایں تعیین باعث تذکیر وتنبیه وما نع تسویف وتفویت باشد ہر عاقل ازوجدان خود یابدکه چوں کارے راوقتے معین بنہندآمدن وقت یادش دہد ورنه بساباشد که از دست رود۔ ازہمیں جاست اوقات معین کردن ذاکرین وشاغلین وعابدین مرذکر وشغل عبادت را یکے پیش از نماز صبح صدبار کلمه طیبه برخود گرفته است۔ دیگرے پس از نماز عشا صد بار درود واگراین توقیت را از اقسام ثلثه توقیت شرعی نه دانند زنہار ازشرعا معاتب نشوند جان برادر اگر بقول الجمیل شاه ولی الله وصراط نا مستقیم امام الطائفه وغیر ہما کتب ایں فن که اکابرو عمائد طائفه تصنیف کرده اند رجوع آرے چیز ہا ازین تعینات متلزمه یابی که زنہار از تاقیت شرعی نشانے نه دارد۔ ہیہات خود از تعین ایام و اوقات چه گوئی آنجا تو دہاست ازا عمال واشغال و طُرق وہیات محدثه مخترعه که در قرون سالفه ازا نہا اثرے وخبرے پیدا نبود وایناں راباحداث وابتداع آنہا خود اعتراف است۔ شاه ولی الله درقول الجمیل گویند :"صحبتنا و تعلمنا آداب

الطريقة متصله الٰی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وان لم يثبت تعين الآداب والاتلک الاشغال ◀۴۱ـ"

میں پھر پہلی گفتگو کی طرف پلٹتا ہوں۔ اقول پھر اگر اس وقت معیّن کی ذات میں خود کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہے جو اسے اختیار کرنے کی باعث ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جب تمام اوقات یکساں اور برابر ہوں تو صاحب اختیار کا ارادہ ترجیح دینے کے لیے کافی ہے، جیسے دو جام یکساں ہیں اور پیاسا اپنے ارادے سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح دو راہیں یکساں ہیں اور چلنے والا کسی ایک کو اختیار کر لیتا ہے۔ پہلی صورت میں تو مصلحت خود عیاں ہے ___ اور دوسری صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہے کہ اس کو معین کر لینے سے یاد دہانی اور آگاہی ہوگی اور یہ ٹالنے اور فوت کر ڈالنے سے مانع ہوگی ہر عقل والے کا وجدان خود گواہ ہے کہ جب کسی کام کے لیے کوئی وقت معین رکھتے ہیں تو جب وقت آتا ہے وہ کام یاد آ جاتا ہے ورنہ بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ فوت ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذاکرین، شاغلین، عابدین اپنے ذکر و شغل اور عبادت کے لیے اوقات معین کر لیتے ہیں۔ کسی نے نماز صبح سے پہلے سو بار کلمہ طیبہ پڑھنا اپنے ذمہ کر لیا ہے۔ کسی نے نماز عشاء کے بعد سو بار درود پڑھنا مقرر کر لیا ہے ___ اگر اس تعیین و توقیت کو توقیت شرعی کی تینوں قسموں سے نہ جانیں تو شریعت کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عتاب نہیں ___ جان برادر! اگر شاہ ولی اللہ کی القول الجمیل، امام الطائفہ کی صراط مستقیم اور ان کے علاوہ اس طائفہ کے اکابر و عمائد کی تصنیف کردہ اس فن کی کتابیں دیکھو تو ان میں از خود لازم کیے ہوئے تعینات سے بہت سی چیزیں پاؤ گے جن میں شریعت کی جانب سے تعیین و توقیت کا کوئی نام و نشان بھی نہیں ہے۔ دُور کیوں جائیے اور تعیین ایام و اوقات کی بات کیوں کیجئے، وہاں تو دسیوں اعمال و اشغال اور ہیآت و طرق ایجادی اور اختراعی ایسے موجود ہیں جن کا قرونِ سابقہ میں کوئی نام و نشان تھا" نہ ذکر و خبر۔ ان حضرات کو ان کی ایجاد اور ابتداع کا خود اقرار ہے۔ شاہ ولی اللہ القول الجمیل میں لکھتے ہیں:

''ہماری صحبت اور ہماری تعلیم آداب طریقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ ان آداب اور ان اشغال کی تعیین حضور سے ثابت نہیں۔'' ت

۲ مولوی خرمعلی درترجمه این عبارت گفت۔ ۲ مولوی خرمعلی شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں: ت

''ہماری صحبت اور طریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک، اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں ◄ ۴۲'' ملخصاً

(0) ہم درشفاء العلیل ترجمه قول الجمیل گوید۔

(1) ۳ یہی صاحب القول الجمیل کے ترجمہ شفاء العلیل میں لکھتے ہیں: ت

''حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑا۔ بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے ◄ ۴۳ الخ۔''

۴ ہمدران از شاه عبدالعزیز صاحب آرد۔ ۴ اسی میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتے ہیں: ت

''مولانا حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسب مخفیہ کے سبب سے ◄ ۴۴۔'' الخ

۵ باز خودمی گوید۔ ۵ پھر خود لکھا ہے: ت

''یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں ◄ ۴۵۔''

امام ۶ الطائفه درصراط مستقیم سراید: "محققان از اکابر طریق درتجدی اشغال کو ششها کرده اند بناء علیه مصلحت دید و وقت چناں اقتضا کردکه یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیده که مناسب این وقت است تعین کرده تجوید اشغال نموده شود ◄۴۶۔" ملخصاً

۶ امام الطائفہ نے صراط مستقیم میں لکھا ہے: "محققین اکابر نے تجدید اشغال کے طریقے میں بڑی کوشش کی ہیں، اسی بناپر مصلحت اور وقت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس کتاب کا ایک باب اس وقت کے مناسب اشغال جدیدہ کے بیان کے لیے معیّن کیا جائے اور اشغال کی تجدید عمل میں لائی جائے۔" اھ ملخصاً

(۵) ودر حال پیر خود گوید: "درتلقین وتعلیم طریقه چشتیه باز وئے ہمت کشاند و تجدید اشغالے که این کتاب مستطاب بران محتوی گردیده فرموند ◄۴۷۔"

۷ اپنے پیر کے حال میں لکھا ہے: "طریقہ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمت کشادہ کیا، اور ان اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب مشتمل ہے۔

سبحان الله ! اینان که بر اصل شما صراحةً احداث فی الدین کروند وقطعاً چیز ہابر آور دند که قرون سابقه ازانها خبرے نه داشته ، ضال ومبتدع نباشد بلکه ہمچناں امام و مقتد او عرف و علماء مانند دیگراں بر ہمیں قدر جرم که چندا مور محموده ثابت فی الشرع را جمع نمودند وفعل آنهارا از جمله اوقات جائز فی الشرع وقتے معین گرفتند، معاذالله گمراه وبدعتی شوند، لله انصاف این تحکم بیجا را چه گفتهِ آید ، مگر شریعت گردانید۔ ہان دہان اے طالب حق اینان را درطغیان وعدوان اینان بگداز، و روئے بآثار و احادیث آرتاچیزے ازتعینات عادیه برتو خوانیم

سبحان اللہ ! یہ لوگ جو تمھارے قاعدے کے مطابق صراحۃً "احداث فی الدین" اور کھلی ہوئی بدعت جاری کرنے کے مرتکب ہیں، اور بلاشبہہ ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جن کی قرون سابقہ میں کوئی خبر نہیں، وہ تو گمراہ اور بدعتی نہ ہوں بلکہ ویسے ہی امام و مقتداء اور عُرفاء وعُلماء رہیں ___ دُوسرے صرف اتنے جرم پر کہ انھوں نے شریعت میں ثابت چند پسندیدہ امور کو یکجا کر دیا، اور ان کو عمل میں لانے کیلئے شریعت میں جائز اوقات میں سے ایک وقت معین کر لیا، معاذاللہ گمراہ اور بدعتی ہو جائیں __ للہ انصاف! اس بے جا تحکم اور ناروازبردستی کو

کیا کہا جائے، شاید شریعت تمھارے گھر کا کاروبار ہے کہ جیسے چاہو الٹ پھیر کرتے رہو ہوشیار۔ ہوشیار اے طالبان حق ان کو، ان کی سرکشی اور زیادتی میں چھوڑ اور اثار واحادیث کی جانب متوجہ ہوتا کہ ہم کچھ تعیناتِ عادیہ تجھے سنائیں:

ازین قبیل ست انچه درحدیث آمد که حضورپرنور سید عالم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم زیارت شهدائے احد را سرسال مقرر فرمودن کما سیأتی وآمدن مسجد قبارا روز شنبه ◄۴۸کما فی الصحیحین عُن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنه ما وروزه شکر رسالت را روز دوشنبه ◄۴۹کما فی صحیح مسلم عن ابی قتادة رضی الله تعالیٰ عنه وباصدیق اکبر رضی الله تعالیٰ عنه مشاوره دینی صبح وشام◄۵۰ کما فی صحیح البخاری عن ام المؤمنین الصدیقه رضی الله تعالیٰ عنه ا وانشائے سفر جهاد را پنچشنبه ◄۵۱کما فیه عن کعب بن مالک رضی الله تعالیٰ عنه وطلب علم را دوشنبه◄۵۲ کما عند ابی الشیخ وابن حبان والدیلمی بسند صالح عن انس ابن مالک رضی الله تعالیٰ عنه ،

اسی قبیل سے ہے جو حدیث میں آیا کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی زیارت کے لیے سر سال کا وقت مقرر فرمالیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آرہا ہے۔ اور سنیچر کے دن مسجد قبا میں تشریف لانا، جیسا کہ صحیحین میں بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما سے مروی ہے۔ ۳ اور شکرِ رسالت کے لیے دوشنبہ کا روزہ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ۴ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دینی مشاورت کے لیے وقتِ صبح وشام کی تعیین، جیسا کہ صحیح بخاری میں اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ ۵ اور سفر جہاد شروع کرنے کے لیے پنچشنبہ کی تعیین، جیسا کہ اسی صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اور ۶ طلب علم کے لئے دوشبہ کی تعیین جیساکہ ابوالشیخ، ابن حبان اور ویلمی نے بسند صالح حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

و عبدالله ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه وعظ وتذكير را روز پنجشنبه◄۵۳ كما فى صحيح البخارى عن وائل وعلماء ہدايت درس را روز چهار شنبه ◄۵۴ كما فى تعليم المتعلم للامام برهان الاسلام الزر نوجى حكايت كردش ازاُستاد خود امام برہان الدين ہرغينالى صاحب ہدايه وگفت هكذا كان يفعل ابو حنيفه رضى الله تعالىٰ عنه ◄۵۵۔ صاحب تنزيهه الشريعة فرمود وكذا كان جماعة من اهل العلم◄۵۶۔

۷ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ وتذکیر کے لیے پنجشنبہ کا دن مقرر کیا، جیساکہ صحیح بخاری میں حضرت ابواوائل سے مروی ہے۔ ۸ اور علما نے سبق شروع کرنے کے لیے بدھ کا دن رکھا، جیساکہ امام برہان الاسلام زرنوجی کی تعلیم المتعلم میں ہے۔ انھوں نے اپنے استاد امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سے اس کی حکایت فرمائی اور کہاکہ اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے، صاحب تنزیہہ الشریعۃ نے فرمایا اوراسی طرح ایک جماعت کے علماء کا دستور رہاہے۔

اينهمه ہا ازباب توقيت عادى ست حاشاكه مراد سيدالاسياد عليه افضل الصلوٰة من الملک الجواد آن باشد كه زيارت جز بر منتهائے سُال زيارت نيست يا روا نباشد يا اجر عظيم كه اين روز بربنده نوازى وامت پرورى وتشريف مزارات شهدائے كرام بتراب اقدام بركت نظام نصيب آن شاه عالم پناه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كنندر وز ديگرنه كنند ہمچناں مقصودابن مسعود آں نه بود كه وعظ جزبروز پنجشنبه وعظ نيست يا درغير اوجواز نے ياروز ديگر اين اجر مقصود يا شرع مطهر اين تعيين نمود، حاش الله، بلكه ہميں عادتے التزام فرموده تاہر ہفته بتذكير مسلماناں پرداز وتعيين يوم طالبا ن خير را

بآسانی جمع دربعضے ازانہا مرجحی جداگانه حاصل ست ہمچو وقوع بعثت وحصول علم نبوت در روز دوشنبه وعظم برکت دربکور پنچشنبه درجائے اتمام در بدایت چار شنبه که حدیثے ذکر کنند مامن شیئ بدی، یوم الاربعاء الاتم ◄ ۵۷ ودر بعض دیگر ہمیں ترجیح ارادی ست که مصلحت ودروے کم از کم وتیسیرنیست۔ ہم ازیں باب ست تعینات مردم درسوم و چهلم وشش ماه سرسال که بعضے ازانہار مصلحتے خاص وارد وبعض آخر بقصد آسانی ویاد دہانی معتاد معہود گردید ولامشاحته فی الاصطلاح ۔

یہ سب توقیت عادی کے باب سے ہیں، حاشا کہ سید سرداراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہے کہ انتہائے سال کے علاوہ کسی دوسرے وقت 'زیارت نہیں' یا جائز نہیں' یا اس دن بندہ نوازی امت پروری اور قدم مبارک کی خاک پاک سے مزاراتِ شہدائے کرام کو شرف بخشنے پر جو اجر عظیم اس شاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوگا وہ دوسرے دن نہ ملے گا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود کا مقصود یہ نہ تھا کہ پنج شنبہ کے علاوہ کسی اور دن وعظ نہیں' یا دوسرے دن اس کا جواز نہیں' یا دوسرے دن یہ اجر فوت ہو جائے گا' شرع مطہر نے یہ تعیین فرمائی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی ایک عادت مقرر کرلی تھی تاکہ ہر ہفتہ میں مسلمانوں کی تذکیر کا کام انجام دیتے ہیں' اور دن متعین ہونے کی وجہ سے طالبان خیر آسانی سے جمع ہو جائیں ___ اسی طرح باقی امور کو قیاس کرو۔ ہاں ان میں سے بعض میں کوئی الگ مرجح بھی موجود ہے۔ جیسے دوشنبہ کے دن بعثت کا وقود اور علم نبوت کا حصول ___ اور پنجشنبہ کو صبح سویرے نکلنے میں عظیم برکت کا وجود ____ اور چہار شنبہ بدھ کو شروع کرنے میں تکمیل کی امید ___ کہ یہاں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ "جو کام کی بھی چہار شنبہ کو شروع کیا جائے وہ پورا ہو۔" اور بعض دیگر میں یہی ترجیح ارادی ہے جس میں کم از کم یاد دہانی اور آسانی کی مصلحت ضرور کارفرما ہے۔ اسی باب سے سوم' چہلم' چھ ماہ' اور انتہائے سال کے تعینات سے جو لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض میں کوئی خاص مصلحت بھی

ہے اور بعض دیگر آسانی و یاد دہانی کے خیال سے رائج و معمول ہیں۔ اور اصطلاح میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ت

اینجا کلام مولنا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی کہ امام الطائفہ راعم نسب وپدر وجد طریقت بود شنیدن دارد۔ درتفسیر عزیزی زیر قولہ عز وجل والقمر اذا تسق فرمود۔ واردست کہ مردہ درین حالت مانند غریقے ست کہ از انتظار فریاد رسی می برد۔ وصدقات وادعیہ وفاتحہ درین وقت بسیار بکار او می آید وازین ست کہ طوائف بنی آدم تایکسال و علی الخصوص تایک چلہ ازموت درین نو ع امداد کوشش تمام می نمایند" ◄۵۸

یہاں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی جو امام الطائفہ کے نسبی چچا، علمی باپ اور طریقت میں دادا تھے کا کام سننے کے قابل ہے۔ تفسیر عزیزی میں قولِ باری عزوجل ''والقمر اذا اتسق'' کے تحت فرماتے ہیں: ''وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریاد رس کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت صدقے، دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ، موت سے ایک سال تک، خصوصاً چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔'' اھ ت

ولطیف تر آنکہ شاہ صاحب موصوف عرس پیران وپدراں خودشاں باہتمام تمام بجامی آوردند وپیش ایشاں برقبور درویشاں اجتماع مردم و فاتحہ خوانی وتقسیم طعام وشرینی بتجویز وتقریر ایشاں می شُد چنانکہ درعامہ اہل سجادہ جاری و ساری است۔ مفتی عبدالحکیم پنجابی بریں افعال شاہبہ بہماں شبہات واہیہ کہ حضرات منکرین بکار می برند برشاہ صاحب زبان مطاعن ومثالب کشود ورقم نمود "کسانیکہ اقوال اینہا مطابق افعال شان نیستندی، عرس بزرگاں خودبر خود مثل فرض دانستہ سال بسال برمقبرہ اجتماع کردہ طعام وشیرنیی درانجار تقسیم نمودہ مقابر راوثنا یعبدمی کنند ◄۵۹ملخصا

زیادہ پر لطف بات یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف اپنے پیروں اور باپ دادا کا عرس پورے اہتمام سے کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کی اجازت سے ' اور ان کے برقرار رکھنے سے درویشوں کی قبروں پر آدمیوں کا اجتماع ' فاتحہ خوانی اور بعام وشیرینی کی تقسیم ہوتی تھی ' جیسا کہ سبھی اہل سجادہ میں جاری وساری ہے۔ مفتی عبدالحکیم پنجابی نے ان ہی بے وزن شبہات کے تحت جو حضرات منکرین پیش کرتے ہیں ' شاہ صاحب کے ان افعال کے باعث شاہ صاحب زبان لعن طعن دراز کی اور لکھا کہ وہ لوگ جن کے اقوال افعال کے مطابق نہیں اپنے بزرگوں کا عرس اپنے اوپر فرض کی طرح لازم جان کر سال بہ سال مقبرے پر اجتماع کر کے وہاں بعام وشیرینی تقسیم کر کے ان مقبروں کو بُتِ معبود بناتے ہیں۔'' اھ ملخصاً

شاہ صاحب در رسالہ ذبیحہ مطبوعہ مجموعہ زبدۃ النصائح بپاسخ ایں طعن فرمایند قولہ "عرس بزرگان خود آہ ایں طعن مبنی ست برجہل باحوال مطعون علیہ زیراکہ غیر ازفرائض شرعیہ مقررہ راہیچکس فرض نمیداندآرے زیارت وتبرک بقبور صالحین و امدادایشاں باہدائے ثواب وتلاوت قرآن ودعائے خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس برائے آن ست کہ آن روز مذکر انتقال ایشامی باشد، از دارالعمل بدار الثواب والا ہرروز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاح ونجات ست وخلف را لازم ست کہ سلف خود رابایں نوع برواحسان نماید◄۶۰۔ باز تعین سرسال والتزامش راسند از احادیث آور ندکہ ابن المنذرو ابن مردویہ ازانس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کردند ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یاتی احدا کل عام فاذا بلغ الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ◄۶۱ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال باُحد تشریف ارزانی میداشت ، چوں بردرہ کوہ می رسید برگور

شہیداں سلام می کردو می فرمود سلام باد بشمابہ شکیبائی شما۔ پس چہ نیکوست سرائے آخرت،

شاہ صاحب ''رسالہ ذبیحہ'' میں جو مجموعہ زبدۃ النصائح میں چھپا ہے اس طعن کے جواب میں فرماتے ہیں ''قولہ عروس بزرگان خود الخ۔ یہ طعن مطعون علیہ کے حالات سے بے خبری پر مبنی ہے اس لیے شریعت میں مقررہ فرائض کے سوا کسی کام کو کوئی فرض نہیں جانتا۔ ہاں قبور صالحین کی زیارت قرآن، دعائے خیر اور تقسیم شرینی وبعام سے ان کی امداد باجماع علماء مستحسن اور اچھا عمل ہے ___ اور روز عرس کا تعین اس لیے ہے کہ وہ دن دار العمل سے دار الثواب کی جانب ان کے انتقال فرمانے کی یاد دہانی کرنے والا ہے ورنہ جس دن بھی یہ کام ہو فلاح ونجات کا سبب ہے۔ اور خلف پر لازم ہے کہ اپنے سلف کے لیے اسی طرح کی بھلائی اور نیکی کرتا رہے۔ پھر سال کے تعین اور اس کے التزام کے سلسلے میں احادیث سے سند ذکر فرمائی کہ ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال احد تشریف لاتے، جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبر پر سلام کرتے اور فرماتے: تمھیں سلام ہو تمھارے صبر پر کہ دارِ آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے،

وامام ابن جریر درتفسیر خودش از محمد بن ابراہیم روایت نمود قال کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول السلام علیکم بماصبرتم فنعم عقبی الدارط وابوبکر وعمر وعثمٰن ◄٦٢ یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر ہر سال برخاک شہداء قدم رنجہ می فرمود می گفت سلام علیکم الآیۃ ۔ بعدہ، حضرت صدیق فاروق وذی النورین نیز ہمچناں میکردند رضی اللہ تعالیٰ عنہ م ۔

اور امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر

سلام ہو ___ آخر تک __ حضور کے بعد حضرت صدیق و فاروق اور ذی النورین بھی ایسا ہی کرتے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ودرتفسیر کبیر ست عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشہداء راس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ○ والخلفاء الاربعۃ ھکذا کانوا یفعلون ◀ ۶۳ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال بمزار شہداء می شدو آیہ مذکورہ می خواند وہمچناں حضرات خلفاء اربعہ می کردند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ◀ ۶۴ اور تفسیر کبیر میں ہے: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال شہداء کے مزار پر تشریف لے جاتے اور آیہ مذکورہ پڑھتے۔ اور اسی طرح حضرات خلفائے اربعہ بھی کرتے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ت

بالجملہ حق آنست کہ تخصیصات مذکورہ ہمہ تعینات عادیہ است کہ زنہار جائے طعن ملامت نیست۔ این قدر احرام وبدعت شنیعہ گفتن جہلے ست صریح و خطائے قبیح۔ شاہ الدین مرحوم دہلوی برادر مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب درفتوٰی خودش چہ خوش سخن انصاف گفتہ عبارتش چناں آور دہ اند۔ الحاصل حق یہ ہے کہ مذکورہ تخصیصات سبھی تعینات عادیہ سے ہیں جو ہرگز کسی طعن اور ملامت کے قابل نہیں۔ اتنی بات کو حرام اور بدعت شنیعہ کہنا کھلی ہوئی جہالت اور قبیح خطا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی نے اپنے فتاوٰی میں کیا ہی عمدہ انصاف کی بات لکھی ہے۔ ان کی عبارت یُوں نقل کی گئی ہے:

سوال: تخصیص ماکولات درفاتحہ بزرگان مثل کھچڑادر فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وتوشہ درفاتحہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ذلک وہمچناں تخصیص خورندگان چہ حکم وارد؟

''سوال: بزرگوں کی فاتحہ میں کھانوں کو خاص کرنا، مثلاً امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ میں کھچڑا، شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ میں توشہ وغیر ذلک، یوں ہی کھانے والوں کو خاص کرنا، ان سب کا کیا حکم ہے؟

جواب: فاتحه وطعام بلاشبهه از مستحسنات ست وتخصيص كه فعل مخصص است باختيار اوست كه باعث منع نمى تواند شد اين تخصيصات ازقسم عرف وعادت اند كه بمصالح ومناسبت خفيه ابتداءً بظهور آمده ورفته رفته شيوع يافته الخ

جواب: فاتحہ اور طعام بلاشبہ مستحسن ہیں، اور تخصیص جو مخصص خاص کرنے والے کا فعل ہے۔ وہ اس کے اختیار میں ہے۔ ممانعت کا سبب نہیں ہو سکتا، یہ خاص کر لینے کی مثالیں، سب عرف اور عادت کی قسم سے ہیں جو ابتداء میں خاص مصلحتوں اور خفی مناسبوں کی وجہ سے رونما ہوئیں پھر رفتہ رفتہ عام ہو گئیں۔'' الخ

ثم اقول بلكه اگر اينجار خود هيچ مصلحتے دينى بناشد تاعدم وجود مفسدت نيست كه موجب انكار اين كار شود ورنه مباح كجارود۔ امام احمد در مسند بسند حسن از خاتونے صحابيه رضى الله تعالىٰ عنه ا راوى ست حضور پر نور صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فرمود صيام السبت لالک ولاعليک ◄٦٥ روز ہائے روز شنبه نه مرتراست نه بر توعلماء درشرحش فرمايند لالک فيه مزيد ثواب ولاعليک فيه ملامه ولا عتاب ◄٦٦ نه ترا در وے افزونى ثوابے نه برتو دروے ملامتے وعتاب۔ روشن شد كه تخصيص بے مخصص اگر نافع نيايد مضر ہم نباشد ،وهو المراد۔ ثم اقول بلکہ اگر یہاں خود کوئی دینی مصلحت نہ ہو تو بھی حرام نہیں ہو سکتا کیونکہ مصلحت نہ ہونے کا معنیٰ یہ نہیں کہ مفسدہ موجود ہے کہ باعثِ انکار ہو جائے ورنہ مباح کہا جائے گا؟ امام احمد مسند میں بسندِ حسن ایک صحابیہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے راوی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنیچر کے روزے نہ تیرے لیے نہ تیرے اوپر ___ علماء نے اس کی شرح میں فرمایا: نہ تیرے لیے اس میں کسی

ثواب کی زیادتی ہے نہ اس میں تجھ پر کوئی عتاب اور ملامت ہے ___ واضح ہوا کہ بے وجہ تخصیص کے خاص کر لینا اگر مفید نہ ہو تو مضر بھی نہ ہوگا' اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

آرے ہر عامی که این تعین عادی راتوقیت شرعی داندوگمان بروکه ایصال ثواب درغیراین ایام صورت نه بندد یاروانه باشد این ایام ازایامن دیگر اتم است وافر بلاشبهه غلط کار و جاہل ودرین خاطی ومبطل ست، اما این قدرگمان معاذالله دراصل ایمان خلل نیارد نه موجب قطعی ووعید حتمی گردد۔ چنانکه امام الطائفه دررتقویة الایمان اعتقاد دارد واین جهالت فاحشه او ازجهل آں عامی بدر جهاتبر ست آں از جهلے وجزافے بیش نیست وایں ضلال بعید و اعتزال شدید است ولاحول ولاقوة الأ بالله العزیز الحمید۔

ہاں جو عامی شخص اس تعین عادی کو توقیتِ شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصال ثواب ہوگا ہی نہیں' یا جائز نہیں' یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل و وافر ہے' تو بلاشبہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اور اس گمان میں خطا کار اور صاحب باطل ہے ___ لیکن اتنا گمان اصل ایمان میں خلل نہیں لاتا' نہ ہی کسی قطعی عذاب اور حتمی وعید کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ امام الطائفہ کا اپنی تقویۃ الایمان میں یہ اعتقاد ہے اور اس کی یہ جہالتِ فاحشہ اس عامی کی جہالت سے بدرجہا بدتر ہے __ وہ ایک نادانی اور اٹکل سے زیادہ نہیں' اور یہ بڑی گمراہی اور شدید اعتزال ہے والاحول والا قوۃ الّا باللہ العزیز الحمد ___۔

اینجانیز حصه امام الطائف درسفاہت وسخافت و حمق وجزافت پیداست یقال لهم لیس من یعلم کمن لا یعلم ہمچناں انچه عوام جهله درباب ایصال ثواب امور مستنکره احداث کرده اند مثلاً ریاء وسُمعه و تفاخرجمع اغنیاء ومنع فقراء وآنکه ورسوم جماعتے یکجا نشسته برہمه قرآن بجهر خوانند وفریضه استماع ازدست دہنداین ہمه ممنوع ومخظور مکروه ومحذ درست علما راباید که برمفاسد زوائد سرزنش کنند نه آں که باطلاق لسان وسلاطب زبان

اُصل کار راز نند،چنانکه بسیارے از عوام درنماز خصوصاً نوافل که تنہا گزارند بعدم مراعات تعدیل ارکان وغیرہ محظورات عدیدہ خوکردہ اند، این معنی مستلزم وترہیب می باید کرد، وبرادائے نماز تحریص وترغیب این ست، سخن مجمل و قول فیصل که خواص آنسود که حق این انست واز حق نشاید گزشت واللہ الہادی الیٰ سبیل الرشاد والصلوٰۃ والسلام علی المولی الجوادس محمد وآلہ وصحبہ الامجاد، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ، اتم۔

یہاں بھی سفاہت۔ سخافت ' حماقت اور جزافت میں امام الطائفہ کا حصہ نمایا ہے ' ان سے کہا جائے گا جاننے والاانجان کی طرح نہیں ' اسی طرح جاہل عوام نے ایصال ثواب کے باب میں جو جو ناپسندیدہ امور پیدا کرلیے ہیں ___ جیسے نمائش ' ناموری ' مفاخرت ' مالداروں کو جمع کرنا ' محتاجوں کو منع کرنا ' اور یہ کہ سوم میں ایک جماعت اکٹھا بیٹھی ہے اور سب کے سب بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں اور سننے کا فرض ترک کرتے ہیں ' یہ سب ممنوع وناروا ہے ' مکروہ اور برا ہے ___ علماء کو چاہئے کہ ان زائد مفاسد پر سرزنش کریں نہ یہ پوری بے لگامی اور زبان درازی سے خصوصاً نوافل میں جنھیں تنہا ادا کرتے ہیں تعدیل ارکان وغیرہ کی عدم رعایت جیسے متعدد ممنوعات کے عادی ہیں ' یہ حالت اس کو مستلزم نہیں کہ انھیں نماز سے روک دیا جائے ' بلکہ ان بری عادات سے بچانا اور ڈرانا چاہئے اور نماز ادا کرنے کی تشویق وترغیب ہونی چاہئے ___ یہ ہے اجمالی کلام اور قولِ فیصل ' جو اس طرف کے خواص اور اس طرف کے بعض عوام دونوں پر گراں گزرے گا ' مگر کیا کیا جائے کہ حق یہی ہے اور حق سے تجاوز نہیں ہوسکتا ___ اور خدا ہی راہ ہدایت کی جانب ہادی ہے ____ فیاض آقا حضرت محمد اور انکی بزرگ واصحاب پر درود وسلام ہو اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے ' ور اس ذات .زرگ کا علم سب سے کامل ہے۔ت ÷

مسئلہ ۱۸۴: از بغداد شریف' آرمرڈ کارٹینگ کو مسئولہ علی رضا خاں فٹر مستری ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ فاتحہ دلانہ شرع سے جائز ہے یا نہیں؟ کوئی ایسی حدیث لکھ دیجئے جس سے یہ ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فاتحہ دلائی تھی؟ بینوا توجروا

الجواب فاتحہ دلانہ شریعت میں جائز ہے۔ درمختار میں ہے:

الاصل ان کل من ابی بعبادۃ مالہ جعل ثوابھا لغیرہ وان نواھا عند الفعل لنفسہ لظاھر الادلۃ ◄ ٦٧۔ اصل یہ ہے کہ جو کوئی عبادت کرے اسے اختیار ہے کہ اس کا ثواب دوسرے کے لیے کردے اگرچہ ادائے عبادت کے وقت خود اپنے لیے کرنے کی نیت رہی ہو' ظاہر دلائل سے یہی ثابت ہے۔ ت

ردالمحتار میں ہے:

سواء کانت صلوٰۃ اوصوما اوصدقۃ اوقراءۃ ◄ ٦٨۔

خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قراءت۔ ت

اور جس طرح مدار اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان ان کو فعل ثواب سمجھتے ہیں' کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح بنوائے تھے ◄ ٦٩' یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے جس میں قرآن مجید اور کھانے دونوں کا ثواب میّت کو پہنچاتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بیشک ہرگز نہیں دے سکتا تو جس چیز سے اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا دوسرا کہ منع کرے گا اپنے دل سے شریعت گھڑے گا۔

ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون۔ متاع قلیل ولھم عذاب الیم ◄ ٧٠۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگام' تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۸۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کے تیسرے دن مسلمانوں کا جمع ہو کر قرآن مجید و کلمہ طیبہ پڑھنا اور چنوں وغیر پر کچھ پڑھ کر تقسیم کرنا' جسے سوم یا تیجا کہتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب؛ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کا مردہ کو ثواب پہنچتا ہے۔◄ ۷۱ اور یہ بھی حدیثوں میں آیا ہے کہ وہ ثواب پا کر خوش ہوتا ہے اور ثواب کا منتظر ہوتا ہے اور ثواب پہنچنے کا منتظر رہتا ہے' تو قرآن شریف و کلمہ طیبہ پڑھ کر ثواب پہنچانا اچھی بات ہے ◄ ۷۲ اور تیسرے دن کی خصوصیت بھی مصالح عرفیہ شرعیہ کی بنا پر ہے۔ اس میں بھی حرج نہیں' حدیث میں ہے: صوم یوم السبت لالک ولاعلیک ◄ ۷۳

سنیچر کے روزہ میں نہ تیرے لیے کوئی مزید فائدہ ہے نہ کوئی نقصان۔ت

اور جو کچھ تقسیم کیا جائے محتاجوں کو دیا جائے کہ یہ بھی ثواب کی بات ہے' غنی لوگ اس میں سے نہ لیں ◄ ۷۴' باقی جو بیہودہ باتیں لوگوں نے نکالی ہیں مثلاً اس میں شادی کے سے تکلفات کرنا' عمدہ عمدہ فرش بچھانہ' یہ باتیں بیجاہیں ◄ ۷۵' اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ ثواب تیسرے دن پہنچتا ہے یا اس دن زیادہ پہنچے گا اور روز کم' تو یہ عقیدہ بھی اس کا غلط ہے ◄ ۷۶۔ اسی طرح چنوں کی کوئی ضرورت نہیں' نہ چنے بانٹنے کے سبب کئی برائی پیدا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۶: از کرہ ڈگسائی ضلع شملہ بمعرفت کمال الدین مرچنٹ مرسلہ حبیب اللہ ۹ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ کھانے کے اوپر کلام الٰہی یعنی الحمد اور قل ھو اللہ پڑھنا منع ہے' اور پڑھنے سے بعام حرام ہو جاتا ہے' لہٰذا امیدوار ہوں کہ

کلام الٰہی سے کھانا کیوں حرام ہو گیا' اور کلام الٰہی کیا ایسا خراب ہے جس کے پڑھنے سے حلال چیز حرام ہو جائے؟

الجواب: فاتحہ بیشک جائز ہے۔ وہ مسلمان میت کو نفع پہنچتا ہے' اور فرض کے بعد کوئی چیز مولیٰ تعالیٰ کو اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ مسلمان کو نفع پہنچایا جائے۔

حدیث میں ہے:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ ◄۷۷۔

جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو چاہئے کہ اسے نفع پہنچائے۔ ت

دوسری حدیث میں ہے:

احب الاعمال الی المولٰی تعالیٰ بعد الفرائض ادخال السرور فی قلب المسلم ◄۷۸۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرائض کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کا دل خوش کرے ت

جو لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید پڑھنے سے کھانا حرام ہو جاتا ہے وہ کذاب ہیں'۔ شرع مطہرہ پر افتراء کرتے ہیں ◄۷۹' قرآن مجید میں ہے ایسے لوگ فلاح نہ پائیں گے ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ان پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

من افتی بغیر علم لعنتہ ملائکۃ السماء والارض ◄۸۰۔

جو بغیر علم کے فتوی دے اس پر اسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہو۔ ت

ایسے لوگوں کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم ◄۸۱۔

ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں ◄۸۲ ت

مسئلہ ۱۸۷: از الہ آباد مسئولہ محمود مستری صاحب ۱۳۳۲ھ

اپنے بزرگوں کے نام پر کھانا پکوا کر اس کو آگے رکھ کر، پانی وغیرہ رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟ موافق حدیث شریف نیت گیارھویں شریف کر کے فاتحہ پیران پیر صاحب کی جائز ہے یا نہیں؟ کس کا طریقہ ہے؟ یا سنت ہے؟ فقط الجواب

اموات مسلمین کے نام پر کھانا پکا کر ایصال ثواب کے لیے تصدق کرنا بلاشبہہ جائز و مستحسن ہے اور اس پر فاتحہ سے ایصال ثواب دوسرا مستحسن ہے، اور دو چیزوں کو جمع کرنا زیادتِ خیر ہے۔ اور پانی سے بھی ایصال ثواب کر سکتے ہیں۔ بلکہ حدیث میں ہے:

افضل الصدقه سقی الماء ◀ ۸۳۔

سب سے بہتر صدقہ پانی پلانا ہے۔

ایک حدیث میں ہے: جہاں پانی نہ ملتا ہو کسی کو پانی پلانا ایک جان کو زندہ کرنے کی مثل ہے اور جہاں پانی ملتا ہو وہاں پلانا غلام کو آزاد کرنے کے مثل ہے ◀ ۸۴ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ت

یوں ہی گیارھویں شریف جائز ہے اور باعث برکات اور وسیلہ مجربہ قضاء حاجات ہے۔ اور خاص گیارھویں کی تاریخ کی تخصیص خصیص عرفی اور مصلحت پر مبنی ہے ◀ ۸۵ جبکہ اسے شرعاً واجب نہ جانے ◀ ۸۶ ،کمابیناہ فی فتاونٰا وقد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم صوم یوم السبت لالک ولاعلیک ◀ ۸۷ جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے شنبہ کا روزہ تیرے لیے زیادہ نافع نہ کچھ مضر۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۸ تا ۱۹۸: از اودے پور میواڑ محلہ مہاوت دوڑی مرسلہ فتح محمد ورحیم بخش نعلبند ۱۴ رمضان ۱۳۳۸ھ

میرے آقا میرے ہادی، حضرت مولٰنا دام اقبالہ،

متوفی کے نام پر دونوں وقت مساکین کو کھانا کھلانے اور خیرات کرنے سے مرحومہ کو ثواب ملے گا یا نہیں؟

۲ مرحومہ کے نام پر ایک پانی کا برتن پرندوں کے پانی کے لیے رکھا ہے اور انھیں اناج بھی ڈالنا' اور مرحومہ کے نام پر کُتے کو بھی روٹی ڈالنا اس کا ثواب پہنچے گا یا نہیں؟

۳' بیس روپے کے ہدیہ میں تیس پارے علیحدہ علیحدہ منگا کر مرحومہ کے نام پر مسجد میں نمازیوں کے پڑھنے کے لیے رکھے ہیں' اور فقیر و مساکین کو جوڑا کپڑا بھی دیا جائے تو ان کا بھی مرحومہ کو ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

۴ مرحومہ کی قبر پر دونوں وقت پھول چڑھانا اور اگر بتّی جلانا اور فاتحہ پڑھنا اس سے بھی ثواب ملے گا؟ اور میرے قبر پر جانے کا حال مرحومہ کو معلوم ہوتا ہے یا نہیں؟

۵ اور میلاد شریف مرحومہ کے نام سے کرنا اس کا بھی ثواب ملے گا؟

۶ ربیع الاول کے ماہ ختم ہونے کی پنجشنبہ چاند رات کی صبح کو انتقال ہوا اور دو بجے دفن ہوئی اور بعد مغرب تک قرآن پڑھنے والے کو جمعہ کو سپرد کرنے کے لیے رکھا اور یہ جمعہ میں شریک ہوئے یا نہیں؟

۷ مرحومہ کو شروع نو ماہ کا حمل تھا' خون جاری ہو کر انتقال ہوا اور کفن پر بھی خون کا داغ تھا' گو میّت کو غسل دے دیا تھا مگر وقتِ دفن بھی خون کا داغ نظر آیا' اس کی نسبت کیا حکم ہے؟

۸ مرحومہ میرے خواب میں آئیں' ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھاتے ہوئے نظر آئیں' اور کسی روز خواب میں بنگلے باغیچے میں بیٹھے ہوئے خرش و خُرم دیکھنا ور مجھے صبر کے لیے کہنا اور مجھ سے اپنا حال ظاہر کرنا' یہ معاملہ کیسا ہے؟ کوئی دن خواب میں نہیں ٹلتا۔

الجواب: اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل دے۔ لاحول شریف ۶۰ بار پڑھ کر ایک گھونٹ پانی پر دم کر کے پی لیا کیجیے' مساکین کو کھانا کھلانا اور نیک نیت سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے نہ اس کو تکلیف دی جائے' پرندوں کے لیے پانی رکھنا' دانا ڈالنا حتی کہ روٹی دینا' مسکین کو کپڑا دینا' میلاد شریف پڑھوانا۔ یہ سب اجر و ثواب کی باتیں ہیں ان کا ثواب میّت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں

دوستوں کے ہدیے سے۔ ملائکہ ان ثوابوں کے نور طبق میں رکھ کر میّت کے پاس لے جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے ! یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے تجھے بھیجا ہے۔ قرآن مجید کے پارے پڑھنے کے لیے مسجد میں رکھنے کا صدقہ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اس رکھنے والے اور میّت کو ثواب پہنچے گا' اور کیسا ثواب پہنچے گا' ہر حرف پر دس نیکیاں' اور صحیح حدیث میں فرمایا: ''میں نہیں فرماتا الم ایک حرف ہے بلکہ الف الگ حرف ہے' لام الگ حرف ہے' میم الگ حرف ہے۔'' ◄ ۸۸

میّت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے' وہ جب تک تر ہے رب العزت کی تسبیح کرتا ہے اور میّت کا دل بہلتا ہے اگر کوئی بتی جلانا اگر تلاوت قرآن کے وقت تعظیم قرآن کے لیے ہو یا وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں ان کی ترویح کے لیے ہو تو مستحسن ہے۔ ورنہ فضول اور تضییع مال' میت کو اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ قبر مسلم پر جو زیارت کے لیے جاتا ہے میّت اسے دیکھتا ہے اور اس کی بات سنتا ہے۔ اگر دنیا میں اسے پہچانتا تھا اب بھی پہچانا ہے کہ میرا فلاں عزیز یا دوست میرے پاس آیا۔ اور اگر نہیں پہچانتا تھا تو اتنا جانتا ہے کہ ایک مسلمان آیا اور ثواب رسانی کرتا ہے۔ جمعہ کو سپرد کرنا کوئی چیز نہیں' نہ غیر جمعہ میں مرنے والے کو اس سے جمعہ مل سکے۔ حمل میں انتقال شہادت ہے۔

صحیح حدیث میں فرمایا:

المرأة تموت بجمع شهيدا ◄۸۹

عورت جو حمل کی وجہ سے مرے شہید ہے۔ت خواب بہت اچھا ہے ان شاء اللہ ان کے لیے دلیل مغفرت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۶تا۱۹۸: از چمن سرائے سنبھل مرسلہ احمد خان صاحب ۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ :

۱ عشرہ محرم الحرام میں کھانے یا شیرینی یا مالیدہ یا شربت جس قدر میسر ہو رو برو رکھ کر ہاتھ اٹھا کر الحمد شریف قل ہو اللہ شریف' درود شریف پڑھ کر یہ کہنا کہ نذر اللہ رسول' میں اس

کھانے اور جو کھانے اور جو کلام پڑھا ہے اس کا ثواب. بروح پاک جناب امامین و جمیع شہدائے دشتِ کربلا پہنچانا بخشتا ہوں یہ جائز ہے یا نہیں؟اور یہ کھانا یا جو کچھ فاتحہ کا ہے یہ حق محتاجین ہے یا غنی بھی کھاسکتے ہیں؟ اور شریعت میں شرائط اور صفات محتاج کیا ہیں؟ اور جو شخص مسلمان ہو کر نذر و نیاز. بزرگانِ دین کو حرام بتائے بلکہ یہ کہے کہ شربت سبیل جناب امام حسین عالی مقام کا نعوذ باللہ مثل پیشاب ہے' ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟اوسلام یا مصافحہ ایسے شخص سے کرے یا نہیں؟

۲ تیجہ 'دسواں' چہلم' ششماہی' برسی جائز ہے یا نہیں؟اور روحیں ان ایام میں اتی ہے یا نہیں؟ اور اپنے عزیزوں کا ان کو علم ہوتا ہے یا نہیں؟اور کھانا ان کی فاتحہ کا کس کا حق ہے؟اور اگر فاتحہ دلانے والا خود محتاج ہے تو فاتحہ دلا کر خود کھالے اور بچوں کو کھلائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور الفاظ ثواب رسانی کیا ادا کرے ؟اور اگر غنی فاتحہ دے اور ثواب پہنچائے. بروح اموات' تو ثواب کھانے اور فاتحہ کا فوراً اس میت کو پہنچے گا یا ایک عبادت کا؟اگر محتاجین کو کھانا فاتحہ دے تو نیت پر ثواب پہنچا یا نہیں؟اگر محتاج ایسے نہ ملیں جن پر شرائط محتاج ثابت ہوں تو پھر کھانا کسے دے اور کہاں صرف کرے؟اور حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور حضور کے صحابہ نے فاتحہ دی یا نہیں؟اور تیجہ صحابہ میں ہوتا رہا یا نہیں؟

۳ قبر اہل۔ اللہ پر شامیانہ چڑھانا یا شیرینی نزد قبر رکھ کر ایصال ثواب کرنا یا چراغ نزد قبر جلانا یا عروس کرنا جائز ہے یا حرام ہے؟

الجواب: ا شیرینی وغیرہ پر حضرت شہدائے کرام کی نیاز دینا بیشک باعثِ اجر و برکات ہے اور عشرہ محرم شریف اس کے لیے زیادہ مناسب' اور جبکہ وہ منّت مانی ہوئی نہ تو اغنیاء کو بھی اس کا کھانا جائز ہے۔ اور وقت فاتحہ کھانا سامنے رکھنے کی ممانعت نہیں ◄۹۰ مگر اسے ضروری جاننا یا یہ سمجھنا کہ بے اس کے فاتحہ نہیں ہوسکتی یا ثواب کم ملے گا' غلط و باطل خیال ہے۔ فاتحہ پڑھ کر جب ایصال ثواب کا وقت جس میں دعا کی جاتی ہے کہ الٰہی! یہ ثواب فلاں کو پہنچا' س وقت ہاتھ اٹھانا چاہئے کہ یہ دعا کی سنت ہے ◄۹۱۔ جس وقت تک قرآن مجید کی تلاوت کر رہا

ہے ہاتھ اُٹھانے کی حاجت نہیں۔ ہاں سورۃ فاتحہ شریف خود دعا ہے' یوں ہی درود شریف' حدیث میں فرمایا:

افضل الدعاء الحمد اللہ ◄ ۹۲

سُب سے افضل دعا الحمد اللہ ہے' ت اور قل ھواللہ شریف ذکر حمد الٰہی ہے۔

اور علماء فرماتے ہیں: کُل دعا ذکر اور کل ذکر دعا' تو وہ بھی دعا ہے۔ اس نیت سے ان کے بڑھتے وقت ابتداء ہی سے ہاتھ اٹھائے تو ضرور بجا ہے اور اکابر کو ثواب رسانی میں بخشنے کا لفظ کہنا بیجا ہے بخشا بڑے سے چھوٹے کے لیے ہوتا ہے اور ایصال ثواب میں نذر اللہ نہ کہنا چاہئے' اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ ثواب اسے نذر کیا جائے' ہاں نذرِ رسول اللہ کہنا صحیح ہے۔ معظمین کی سرکار میں جو ہدیہ حاضر کیا جاتا ہے اسے عرف میں نذر کہتے ہیں' جیسے بادشاہوں کو نذر دی جاتی ہے' اولیاء کی نذر کے بہت ثبوت ہمارے فتاوٰی افریقہ میں ہیں۔ او رتازہ ثبوت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب انسان العین فی مشائخ الحرمین میں حالِ سید عبدالرحمٰن ادریسی قدس سرہ' میں فرماتے ہیں:

از اطراف دیار اسلام نذور برائے وے می آوردند ◄ ۹۳۔

مُسلمان علاقوں سے ان کے لے نذریں پیش کی جاتی ہیں ت جو مالک نصاب نہ ہو شرعاً اسے محتاج کہتے ہیں ◄ ۹۴' جو نذر و نیاز کو حرام بتائے اور شریعت نیاز کی نسبت وہ ناپاک ملعون لفظ وہ نہ ہو گا مگر وہابی' اور وہابیہ اصلاً مسلمان نہیں اور ان کے پیچھے نماز باطل محض' اور اس سے مصافحہ حرام اور اسے سلام کرنا جائز وگناہ۔

۲ تیجہ' دسواں' چہلم وغیرہ جائز ہیں جبکہ اللہ کے لیے اور مساکین کو دیں' اپنے عزیزوں کا ارواح کو علم ہوتا ہے اور کا آنا نہ آنا کچھ ضرور نہیں' فاتحہ کا کھانا بہتر یہ ہے کہ مساکین کو دے' اور اگر خود محتاج ہے تو آپ کھالے اپنے بی بی بچوں کو کھلائے سب اجر ہے۔

حدیث میں ہے:

ماالطعمت ولدک فھولک صدقۃ وماالطعمت خادمک فھولک صدقۃ وما اطعمت نفسک فھولک صدقۃ ◄ ۹۵۔

جو کچھ تو اپنی اولاد کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے خادم کو کھلائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جو کچھ تو اپنے نفس کو کھلائے وہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔ت

ثواب رسانی میں کہے کہ الٰہی! جو ثواب تو نے مجھ کو عطافرمایا وہ میری طرف سے فلاں شخص کُو پہنچادے غنی ہو یا فقیر ہو، اگر صرف فاتحہ دے گا تو اسی کا ثواب پہنچے گا اور صرف کھانا دے گا تو اسی کا، اور دونوں تو دونوں کا، اور ثواب پہنچانا صرف نیت ہی سے نہ ہو بلکہ اس کی دعا بھی ہو۔ یہ سوال کہ اگر محتاج ایسے نہ ملیں جن پر شرائط محتاج شریعت ثابت ہوں خلاف واقع ہے۔ وہ کون سی جگہ ہے جہاں محتاج نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایصال ثواب کے لیے حکم بھی دیا، اور صحابہ نے ایصال ثواب کیا، اور آج تک کے مسلمانوں کا اس پر اِجماع رہا، تخصیصات عرفیہ جبکہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں خدا نے مباح کی ہیں۔ حدیث میں ہے:

صوم یوم السبت لالک ولا علیک ◄ ۹۶

شنبہ کا روزہ نہ تیرے لیے زیادہ نافع نہ کچھ مضر۔ت

۳ مزار اولیاء پر نفع رسانی زائرین حاضرین کے لیے شامیانہ کھڑا کرنا، یونہی ان کے نفع کو چراغ جلانا، اور عرس کہ منہیاتِ شرعیہ سے خالی ہو اور شرینی پر ایصال ثوابِ۔ یہ سب جائز ہیں، اور نزد قبر رکھنے کی ضرورت نہیں، نہ اس میں جرم جبکہ لازم نہ جانے، چراغ کی تفصیل ہمارے رسالہ بریق المنار بشموع المزار میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹۹: از شہر علی گڑھ محلہ مدار دروازہ مسئولہ احمد سوداگر پارچہ بنارسی ۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

مُردہ کو جو پڑھ کر کلام مجید یا درود شریف یا کھانا مساکین کو کھلائیں یا کپڑا خیرات کریں تو اس کا ثواب مردہ کو پہنچتا ہے یا نہیں اور وہ کس صورت میں مردہ کو پہنچتا ہے؟ اور مردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے فلاں شخص یا عزیز نے بھیجا ہے یا نہیں؟ معلوم ہوتا ہے اگر معلوم ہوتا ہے تو کس طریقہ سے؟ فقط

الجواب ؛ مسلمان میّت کو جو ثواب پہنچایا جائے اسے پہنچتا ہے اور اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے حیات میں تحفہ بھیجنے سے اسے معلوم ہوتا ہے کہ میرے فلاں عزیز یا دوست یا مسلمان نے بھیجا ہے۔ یہ سب مضامین احادیث میں وارد ہیں **بینھا الامام الجلیل الجلال السیوطی فی شرح الصدور** ان کو امام جلیل الدین سیوطی نے شرح الصدور میں بیان فرمایا ہے۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۰ : از شہر علی گڑھ محلہ مدار دروازہ مسئولہ احمد سوداگ پارچہ بنارسی ۴ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

زید تین مرتبہ یٰس شریف اور ایک مرتبہ سورہ فاتحہ، تین مرتبہ سورہ اخلاص اور ایک سو مرتبہ درود شریف اور اس کے علاوہ جو کچھ ہو سکتا ہے پڑھ کر بخشتا ہے اور دعا اس کے واسطے مغفرت کے کرتا ہے وہ اس کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ اور یہ دعا اور اس کا پڑھنا اس کی مغفرت کو کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہیں ہے تو موافق شرع شریف کے کوئی عمل یا دعا تحریر فرمائے تاکہ اس کے پڑھنے سے ہندہ کے مغفرت کو کافی ہو۔ فقط

الجواب ؛ ثواب پہنچتا ہے اور مغفرت باختیار خدا ہے، قل ہو اللہ شریف گیارہ بار کرے اور سورہ مُلک شامل کرے کہ وہ بالخصوص عذابِ قبر سے بچانے کو اکسیر اعظم ہے۔ اس کا نام واقعہ مانعہ منجیہ ہے۔ حفاظت کرنے والی، عذاب دفع کرنے والی، نجات دینے والی ◄ ۹۷۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۱ تا ۲۰۴ : از شفاخانہ فرید پور، ڈاکخانہ خاص اسٹیشن پتمبر پور ضلع بریلی مسئولہ عظیم اللہ کمپاونڈر ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

ا زید کو گیارھویں شریف کس طریقے سے کرنی چاہئے؟ آیا اس کو دل میں یہ نیت یا خیال کرنا چاہئے یا سمجھنا چاہئے کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہوں، اور جو کچھ ثواب ملے وہ ثواب گیارھویں والے میاں صاحب کو پہنچے، یا اس خیال اور نیت سے کرے کہ یہ کھانا میں گیارھویں

شریف والے میاں صاحب کو کرتا ہوں وہ مجھ سے خوش اور راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے یا مجھ کو اس کا بدلہ دیں گے، اس طریقہ سے جائز ہے یا ناجائز؟

۲ فاتحہ دینا کس طریقہ سے جائز ہے، کھانے کے اوپر سے دعا کریں گے جائز ہے یا نہیں؟ جس کھانے پر زید کو فاتحہ دینا ہے اس کو تناول کرنے کے بعد یعنی کھانا چکنے کے بعد فاتحہ دینا جائز ہے یا ناجائز؟

۳ زید کے پاس ایک شخص تین جگہ بتاسے لایا کہ ایک پر اللہ رسول کے نام پر فاتحہ دے دو، دوسری جگہ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کی تیسری جگہ محلہ میاں صاحب کی بعد فاتحہ کے ان بتاسوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

۴ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا شربت کرنا اور پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طریقہ سے کرنا اور پینا چاہیے اور کیا نیت ہونا چاہیے؟

الجواب: ا یہ دو طریقے نہیں بلکہ ایک ہی طریقہ ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہونے کے یہ معنی نہیں کہ خود یہ کھانا حضور کے واسطے ہے، بلکہ قطعاً ثواب ہی مراد اور ان کی رضاجوئی اور ان سے حسن جزا اور نیک دعا کی طلب، ان میں سے کوئی بات شرعاً ممنوع نہیں۔ ◄ ۹۸

۲ کھانے پر فاتحہ جائز ہے، قبل کھانے کے بھی اور بعد بھی، اور قبل دینے میں ایصال ثواب میں تعجیل ہے اور تعجیل خیر خیر ہے۔

۳ فاتحہ یعنی ایصال ثواب ہے۔ اور اللہ عزوجل کے نام کی فاتحہ ہونا بے معنیٰ ہے، وہ ثواب سے پاک منزّہ ہے۔ ◄ ۹۹ باقی یہ تین متفرق فاتحہ ہونے نے بتاسوں کو کیوں ناجائز کر دیا۔

۴ نیت ایصال ثواب کی ہو اور ریا وغیرہ کو دخل نہ ہو ◄ ۱۰۰، اس کے جواز میں کوئی شبہہ نہیں، شربت کریں اور عرض کریں کہ الٰہی! یہ شربت ترویح رُوح حضرت امام کے لیے کیا ہے۔ اس کا ثواب انھیں پہنچا اور ساتھ فاتحہ وغیرہ پڑھیں تو اور افضل، پھر مسلمانوں کو پلائیں اور من واذی سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۵: از سہسوان ضلع بدایوں مسئولہ سید پرورش علی صاحب یکم ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مقابر میں ایک شخص سورہ اخلاص و فاتحہ و معوذتین وغیرہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے: یا اللہ! ان آیات کا ثواب مقدس حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ تابعین اور اولیائے امت اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک جو مسلمان مرے ہیں اور جو یہاں مدفون ہیں سب کی ارواح کو پہنچے یا پہنچادے، اس کی اصلاح فرمائی جائے۔

الجواب؛ اس میں اتنا اور اضافہ کرنا انسب ہے کہ جتنے مسلمان مرد و عورت اب موجود ہیں اور جتنے قیامت تک آنے والے ہیں، ان سب کی روح کو پہنچادے اسے تمام مومنین و مومنات اولین و آخرین سب کی گنتی کے برابر ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۰۶: از کانپور محلہ بوچڑ خانہ مسجد رنگیاں مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن حبشانی طالبعلم مدرسہ فیض عام ۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ ماجو ابکم ایھا االعلماء رحمکم اللہ تعالیٰ اے علماء کرام رحمکم اللہ تعالیٰ! تمھارا کیا جواب ہے۔ت اس مسئلہ میں کہ مُردہ کا نام لے کر فاتحہ بخش دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب؛ ہاں۔وقد حققناہ فی البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقہ فی المسلک المتقسط للملا علی القاری وعنہ نقل فی ردالمحتار یقرأ مایتسرلہ من الفاتحۃ والاخلاص سبعاً او ثلثاً ثم یقول اللھم اوصل ثواب ماقرأناہ الٰی فلان اوالیھم ◄۱۰۱ ملخصاً وفی الشامیۃ ایضا صرح علماؤنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلٰوۃ او صوما او صدقۃ اوغیرھا کذا فی الھدایۃ◄۱۰۲ الخ واللہ تعالیٰ اعلم

اور ہم نے اس کی تحقیق البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں کی ہے۔ ملّا علی قاری ◄ ۱۰۳ کی المسلک المتقسط میں ہے اور اس کے حوالے سے ردالمحتار ◄ ۱۰۴ میں بھی نقل ہے کہ سورۃ

فاتحہ اور سورہ اخلاص سات بار یا تین بار جس قدر میسر ہو پڑھے، پھر یہ کہے کہ اے اللہ! ہم نے جو پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا ان سب کو پہنچادے اھ ملخصاً۔ شامی ہی میں یہ بھی ہے کہ ہمارے علماء نے باب الحج عن الغیر میں صراحت فرمائی ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا کچھ اور۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے الخ۔۔۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے ت

مسئلہ ۲۰۷ تا ۲۰۹: از رائے بریلی مدرسہ رحمانیہ مرسلہ حافظ نیاز حسین صاحب ۱۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

ا بوقت ایصال ثواب فلان بن فلان کہنے کی ضرورت ہوگی یا محض اس کا نام لینا کافی ہوگا؟ اگر ولدیت کے اظہار کی ضرورت ہوگی اور اس سے لاعلمی ہے تو ایصال ثواب کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے گا؟

۲. بروز وفات جو کھانا اہل میّت کے یہاں بطریق بھاتی بھیجا جاتا ہے اس کو اہل میّت کے اعزاء قریب یا اعزاء پڑوسی خواہ مرد ہوں یا عورت جو بعض مصروفیت تجہیز و تکفین رہتے ہیں اور بعض اگرچہ اپنے یہاں کھانا پکا کر کھا سکتے ہیں مگر عرفاً معیوب سمجھ کر محض بخیال ہمدردی اہل میّت اس کے شریک حال رہتے ہیں اس کھانے کو کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ بصورت عدم جواز کھانا مکروہ ہوگا یا حرام؟

۴. بروز سوم، دہم، چہلم، ششماہی وغیرہ کھانا بغرض ایصال ثواب پکا کر مساکین کو تقسیم کیا جاتا ہے اس میں بقدر ضرورت اضافہ کرکے علاوہ مساکین کے دیگر اعزّہ واحباب کو کھلایا اور اہل برادری میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بصورت جواز کتب فقہ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہوگا: التقریب للسرور لاللحزن تقریب خوشی کے لیے ہوتی ہے غمی کے لیے نہیں۔ت بصورت عدم جواز کھان اس کا مکروہ ہوگا یا حرام؟

الجواب: ۱ ایصال ثواب بذریعہ دعا ہے اور دعا رب عزوجل سے۔ اور عزوجل بکل شیئ علیم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ فلاں سے اس کی مراد وہ شخص ہے ولدیت وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں۔

۲ پہلے دن صرف اتنا کھانا کہ میّت کے گھر والوں کو کافی ہے بھیجنا سنت ہے۔ اس سے زیادہ کی اجازت نہیں نہ دوسرے دن بھیجنے کی اجازت، نہ اوروں کے واسطے بھیجا جائے نہ اور اس میں کھائیں ◀ ۱۰۵، وبیان ذلک فی فتاونٰا اور اس کا بیان ہمارے فتاوٰی میں ہے۔ ت

۳ ایصال ثواب سنت ہے اور موت میں ضیافت ممنوع۔ ◀ ۱۰۶

فتح القدیر وغیرہ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیّت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ روی الامام احمد وابن ماجۃ باسناد صحیح عن جریر بن عبداللہ قال کنا نعد الاجتماع الٰی اھل المیّت وصنعھم الطعام من النیاحۃ ۔ ◀ ۱۰۷

اہل میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں، اور یہ بدعتِ شنیعہ ہے۔ امام احمد اور ابن ماجہ بسند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں ہم گروہ صحابہ اہل میّت کے یہاں جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے۔ ت

جب علماء نے اسے غیر مشروع و بدعتِ قبیحہ کہا تو اس کا کھانا بھی غیر مشروع و بدعت قبیحہ ہوا کہ معصیت پر اعانت ہے اور معصیت پر اعانت گناہ۔

قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان ◀ ۱۰۸۔

واللہ تعالیٰ اعلم

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۰: از حب والہ ضلع بجنور تحصیل دھانپور مرسلہ منظور صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میّت کا تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں متعین کر کے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ایک اشتہار میں جو آپ کی جانب سے تھا اور مشتہر اس کے

لعل خاں تھے، دیکھا تھا کہ دسواں بیسواں متعین کرکے کرنا اور میلاد مروجہ بہتر نہیں۔ الفاظ اس کے بعینہٖ مجھے یاد نہیں۔

الجواب: اموات کو ایصال ثواب قطعاً مستحب۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ ◄109

جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ اسے نفع پہنچائے۔ ت

اور یہ تعینات عرفیہ ہیں، ان میں اصلاً حرج نہیں جبکہ انھیں شرعاً لازم نہ جانے، یہ نہ سمجھے کہ انہی دنوں ثواب پہنچے گا آگے پیچھے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

صوم یوم السبت لالک ولاعلیک ◄110

روز شنبہ کا روزہ نہ تیرے لیے، نہ تیرے اوپر۔ ت

میرے فتاوٰی ورسائل مجلس مبارک کے استحباب اور ان اشیاء کے جواز سے مالامال ہیں، حامیِ سنت حاجی لعل خاں نے کوئی اشتہار اس مضمون کا نہ دیا۔ وہابیہ کا کوئی افتراء آپ کی نظر پڑا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۱: از شہر بازار بانس منڈی معرفت عبدالحکیم طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص گیارھویں شریف کو منع کرے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور گیارھویں شریف کا کرنا سنت ہے یا مستحب؟ اگر سنت ہے تو زائد ہے یا موکد؟ اور سنت سے کون سی سنت مراد ہوگا؟ آیا سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا سنتِ صحابہ رضوان علیہم اجمعین؟ اور جیسے گیارھویں شریف کو ہم لوگ گیارہ تاریخ میں ضرور سمجھتے ہیں، یہ سمجھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر گیارہ تاریخ کے بجائے بارہ یا تیرہ کو کرے تو ہوگی یا نہیں؟ اور ایسے ہی تیجے کو یا چہلم کو ایک دن یا دو دن آگے پیچھے کریں تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو جیسے ہم لوگ کرتے ہیں کہ تیسری کو تیجا اور گیارہ تاریخ کو

گیارھویں اور چہلم کو چہلم کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور بتاسے اور ریوڑی وغیرہ سامنے لانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور بجز لانے کے نیاز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور چند سورہ جو مروجہ ہیں ان کے علاوہ اور کوئی سورہ شریف پڑھ کر فاتحہ و نیاز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بیّنوا بالدلیل توجروا عندالجلیل باجر جزیل۔

الجواب: یہاں گیارھویں شریف کو منع کرنے والے نہیں مگر وہابی یا رافضی، اور دونوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔ ◄ ۱۱۱ گیارھویں شریف اپنے مرتبہ فردیت میں مستحب ہے، اور مرتبہ اطلاق میں کہ ایصال ثواب سنت ہے، اور سنت سے مراد سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور یہ سنت قولیہ مستحبہ ہے۔ یہ "ہم لوگ" کہنا اپنی تہ میں وہابیت کا فریب رکھتا ہے، سنیوں میں کوئی اسے خاص گیارھویں تاریخ ہونا شرعاً واجب نہیں جانتا ◄ ۱۱۲ ور جو جانے محض غلطی پر ہے۔ ایصال ثواب ہر دن ممکن ہے او کسی خصوصیت کے سبب ایک تاریخ کا التزام جبکہ ایسے شرعاً واجب نہ جانے مضائقہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے کیا اتوار یا منگل کو رکھتے تو نہ ہوتا، یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذاللہ حضور نے پیر کا روزہ واجب سمجھا؟ یہی حال تیجے اور چہلم کا ہے۔ روٹی کھاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی ضرورت نہیں، پیٹھ کے پیچھے بھی رکھ کر کھا سکتے ہیں اور سر پر رکھ کر بھی توڑ سکتے ہیں مگر وہابیہ بھی التزاماً سامنے ہی رکھ کر کھاتے ہیں کیا شرعاً فرض واجب ہے؟ وہابیہ کے نزدیک جو واجب نہ ہو اس کے التزام سے شیطان کا حصہ آ جاتا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ وہابیہ شیطان کا حصہ کھاتے ہیں، ایصال ثواب میں کوئی سورہ شرعاً معیّن نہیں، اور بلا اعتقاد وجوب معین کرنے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۲: از پیلی بھیت محلہ پکریا متصل سٹی ڈاکخانہ مسئولہ ملا لطیف احمد سوداگر لکڑی ۲۷ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آٹا جو روزمرہ پکانے کو نکالا جاتا ہے اس میں سے ایک چٹکی نکال کر جمع کی جائے، جب تین تیس دین مہینے کے پورے ہو جائیں اور گیارھویں

شریف کا دن آئے تو اس آٹے جمع کئے ہوئے پر گیارھویں شریف کی فاتحہ درست ہے یا نہیں؟ اور روز مرہ ایک چٹکی آٹا برائے فاتحہ گیارھویں شریف جائز ہے یا نہیں؟ اگر روز مرہ چٹکی نکالنا جائز ہے تو دوسرا طریقہ کون سا ہے؟ بینواتوجروا

الجواب: یہ طریقہ بہت برکت کا باعث ہے اور اس میں آسانی رہتی ہے، روز کے آٹے میں سے ایک چٹکی نکالنا معلوم بھی نہیں ہوتا اور وہ مہینہ بھر بعد ایک مقدار معتدبہ ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۳: از موضع گہر کھالی تھانہ منگنڈوا بازار ہانچورانہ ضلع ارکان عرف اکیاب مسئولہ مولوی ابوالحسن صاحب ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مسلم صالح کا انتقال بروز جمعہ بوقت صبح ہوا۔ اب زید کے واسطے قبل نماز جمعہ تسبیح و تہلیل وختم قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب جائز ہے یا نہیں؟ برتقدیر اول جب زید قبر کے عذاب سے محفوظ ہے پھر ایصال وثواب کی کیا ضرورت، بناءً علیہ بعض علماء ان امور مذکورہ کو جائز مانتے ہیں، اب قول فیصل کیا ہے؟ بینواجروا

الجواب: جائز ہے، جبکہ میت کی تجہیز وتکفین میں اس کے باعث تاخیر نہ ہو، اس کا اہتمام اور لوگ کرتے ہوں نہ اس کے سبب ان پڑھنے والوں کو جمعہ میں تاخیر ہو جائے، اس کے اہتمام کا وقت انے سے پہلے فارغ ہو جائیں۔ اب یہ نفع بلاضرورت اور اس حدیث صحیح کو عموم میں داخل ہے کہ:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلیفعل ◄۱۱۳

رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما۔

جو اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو تو چاہئے کہ اسے فائدہ پہنچائے، اسے امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت

یہ خیال کہ جب ہو حکم حدیث ان شاء اللہ العزیز فتنہ قبر سے مامون ہے کہ اس مسلم کی موت روز جمعہ واقع ہوئی خصوصاً وہ خود ہی صالحین سے تھا تو اب ایصال ثواب کی کیا حاجت، محض غلط اور بے معنی ہے۔ ایصال ثواب جس طرح منعِ عذاب عقاب میں باذن اللہ تعالیٰ کام دیتا ہے یونہی رفعِ درجات وزیادت حسنات میں اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل اور اس کی زیادت وبرکت سے کوئی غنی نہیں۔**قال تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادة** ◄ ۱۱۴

۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: نیکوکاروں کے لیے بھلائی ہے اور مزید بھی ہے۔ت

سیدنا ایوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کی مولیٰ جلا وعلا نے اموال عظیمہ عطا فرمائے تھے، ایک روز نہا رہے تھے کہ اسمان سے سونے کی ٹیریاں برسیں، ایوب علیہ الصلٰوۃ والسلام چادر میں بھرنے لگے، رب عزوجل نے ندا فرمائی:

یا ایوب الم اکن اغنیک عما تری

اے ایوب! جو تمھارے پیش نظر ہے کیا میں نے تمھیں اس سے بے پروانہ کیا تھا؟

عرض کی: **بلی وعزتک ولکن لا غنی عن برکتک** ◄ ۱۱۵

ضرو غنی کیا تھا تیری عزت کی قسم مگر مجھے تیری برکت سے تو بے نیازی نہیں

رواہ البخاری واحمد والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسے امام بخاری وامام احمد ونسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے ۔ت

جب حق جل وعلا کی دینوی برکت سے بندہ کو غنا نہیں تو اس کی دینی برکت سے کون بے نیاز ہو سکتا ہے۔ صلحاء تو صلحا خود امام اعاظم اولیاء بلکہ حضرات انبیاء خود حضور پر نور نبی الانبیاء علیہ الصلٰوۃ والسلام کو ایصال ثواب زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ م سے اب تک معمول ہے حالانکہ انبیاء کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام قطعاً معصوم ہیں تو موتِ جمعہ یا صلاح کیا مانع ہو سکتی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

ان ا بن عمر کان یعتمر عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عمرا بعد موته من غیر وصیة وحج ابن الموفق رحمة اللہ تعالیٰ وهو فی طبقة الجنید قدس سره عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم سبعین حجة وختم ابن السراج عنه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکثر من عشر الاف ختمة وضحی عنه مثل ذلک نقله عن الامام ابن حجر المکی عنب الامام الاجل تقی الملة والدین السبکی رحمها اللہ تعالیٰ ثم قال اعنی الشامی احمد بن الشلبی شیخ صاحب البحر نقلا عن شرح الطیبة للنویری رحمهم اللہ تعالیٰ ثم قال وقول علمائنا له ان یجعل ثواب عمله لغیره یدخل فیه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فانهی احق بذلک حیث انقدنا من الضلالة ففی ذلک نوع شکر واسداء جمیل له والکامل قابل لزیادة الکمال ملخصا ◄۱۱۶۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بغیر کسی وصیت کے ان کی طرف سے عمرے کیا کرتے تھے، ابن موفق رحمہ اللہ نے جو حضرت جنید بغدادی قدس سرہ، کے طبقہ سے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے ستر حج کیے، ابن سراج نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے دس ہزار ختم سے زیادہ پڑھے، اور اسی کے مثل سرکار کی جانب سے قربانی بھی کی۔ اسے امام ابن حجر مکی سے انھوں نے امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی سے نقل کیا، رحمہما اللہ تعالیٰ، آگے علامہ شامی نے لکھا: اسی جیسا مضمون مفتی حنفیہ شہاب الدین احمد الشلبی شیخ صاحب بحر کی قلمی تحریر میں نویری کی شرح طبیہ کے حوالے سے دیکھا رحمہم اللہ۔ آگے علامہ شامی نے فرمایا، اور ہمارے علماء کا یہ قول کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کے لیے کر سکتا ہے، اسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اسی لیے کہ وہ اس سے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ حضور ہی نے ہمیں گمراہی

سے نکالا تو اس میں ایک طرح کی شکر گزاری اور حسن سلوک ہے اور صاحب کمال مزید کمال کے قابل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۴: از موضع سرینا ضلع بریلی تحصیل بریلی مسئولہ عبدالکریم صاحب ۶۰ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید دریافت کرتا ہے کہ کفن میں تہبند ورومال ' سرمہ ' کنگھی وغیرہ کم کرنا جائز ہے یا نہیں بلکہ ہو بہتر ہے۔ اور ہر روز خوراک پہ میت کے فاتحہ دکھانا اور ہر جمعرات کو چند مسکین کو دعوت کر کے کھلانا اور چالیس یوم تک ہر روز فاتحہ دلانا اور جمعرات کو فقیروں کو کھلانا اور چالیسویں یوم کو گھڑے یا مٹکے میں پانی بھر کر اس پر چادر رکھتے ہیں ' کچھ پکا کر فاتحہ دیتے ہیں اور اس کو روح نکالنا مکان سے قرار دیتے ہیں اور جریس یعنی چاول میں شکر ڈال کر تقسیم کرتے ہیں ' اور حلوہ روٹی بہ جریس برادری میں تقسیم کیا جاتا ہے اور شب برات وعرفہ تک اس میت کی فاتحہ علیحدہ ہوتی ہے۔ بعد عرفہ شب برات کے یعنی شب برات کو شامل ہوتی ہے اور برادری کو دعوت فاتحہ میّت میں شامل نہ کریں تو بہت بُرا مانتے ہیں ' یہ رسمیں جو ناجائز ہوں وہ علیحدہ تحریر فرمائی جائیں۔

الجواب: مرد کے لیے کفن کے تین کپڑے سنت ہیں اور عورت کے لیے پانچ۔ ان کے سوا کفن میں کوئی اور تہبند یا رومال دینا بدعت وممنوع ہے۔ سُرمہ ' کنگھی اگر فقیر کو بطور صدقہ دیں تو حرج نہیں اور کفن میں رکھنا حرام ہے۔ ہر روز ایک خوراک پر میّت کی فاتحہ لا کر مسکین کو دینا اور ہر پنجشنبہ کی رات چند مساکین کو کھلانا ' چالیس ' روز تک ایسا ہی کرنا اور ہو سکے تو سال بھر تک یا ہمیشہ کرنا یہ سب باتیں بہتر ہیں اور اس طرح روح نکالنا محض جہالت وحماقت وبدعت ہے۔ ہاں فاتحہ دلانا اچھا ہے ' شکر ' چاول مساکین کو تقسیم کرنا خوب ہے مگر برادری میں موت کے لئے نہ بانٹا جائے ' عرفہ تک یا بعد تک اگر الگ ہمیشہ فاتحہ دیں تو حرج نہیں ' شامل رکھیں تو حرج نہیں ' یہ سمجھنا کہ عرفہ تک الگ کا حکم ہے پھر شامل کا ' یہ غلط وجہالت ہے '

میت کی دعوت برادری کے لیے منع ہے ان کا بُرا ماننا حماقت ہے' ہاں برادری میں جو فقیر ہو اسے دینا اور فقیر کے دینے سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۵ تا ۲۱۶: از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی عبدالودود صاحب قادری برکاتی بنگالی طالب علم مدرسہ مذکورہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

۱ گھر میں بیٹھ کر فاتحہ پڑھ کر ثواب رسانی کرے سے زیادہ ثواب ہے یا قبرستان پر' اور فاتحہ پڑھنے کا وقت قبر پر پانی ڈالنا۔

۲ اکثر مساجد بنگال میں دستور ہے کہ محلہ والے جمعہ کے دن چاول روٹی کھانے کی چیزیں پکا کر فاتحہ کے واسطے اور نمازیوں کو تقسیم کرنے کے لیے مسجدوں میں بھیجا کرتے ہیں' ان اشیاء موصوفہ کو کھانمازیوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور ان چیزوں کو مسجد کے اندر تقسیم کرنا چاہئے یا باہر؟ یا بالکل ممانعت کر دی جائے اور کہہ دیا جائے کہ مسجدوں میں نہ بھیجا کرو۔

الجواب: ۱ قبرستان میں جا کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے کہ زیارتِ قبور بھی سنت ہے اور وہاں پڑھنے میں اموات کا دل بھی بہلتا ہے۔ اور جہاں قرآن مجید پڑھا جائے رحمتِ الٰہی اترتی ہے۔ قبر اگر پختہ ہے اس پر پانی ڈالنا فضول و بے معنی ہے' یونہی اگر کچی ہے اور اس کی مٹی جمی ہوئی ہے۔ ہاں اگر کچی ہے اور مٹی منتشر ہے تو اس کے جم جانے کو پانی ڈالنے میں حرج نہیں' جیسا کہ ابتدائے دفن میں خود سنت ہے۔

۲ بھیجنا جائز ہے۔ اور جبکہ بھیجنے والے عام نمازیوں کے لئے بھیجیں تو اغنیاء کو ناجائز ہے۔ اور مسجد کے اندر کسی چیز کے کھانے کی غیر معتکف کو اجازت نہیں بلکہ مسجد سے باہر کھائیں' اسی کی تاکید کی جائے اور بھیجنے سے ممانعت نہ کی جائے' واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۷ تا ۲۱۸: از باگ ضلع الجھرہ ریاست گوالیار مکان منشی اوصاف علی صاحب مرسلہ اشرف علی صاحب پنشنر ریاست کوٹہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

۱ کھانا پانی سامنے رکھ کر اور اس پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ دینا یہ طریقہ سنت ہے یا کیا؟

۲ جو کھان بہ نیت خاص برائے ایصال ثواب خواہ بزرگان دین سے ہوں یا عام مسلمان، پکوایا جائے تو اس کھانے کو اغنیا کھا سکتے ہیں؟

الجواب: ۱ کھانا پانی سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے۔

۲ اغنیا بھی کھا سکتے ہیں سوا اس کھانے کے جو موت میں بطور دعوت کیا جائے وہ ممنوع و بدعت ہے۔ اور عام مسلمین کی فاتحہ چہلم، برسی، ششماہی کا کھانا بھی اغنیاء کو مناسب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۱۹ تا ۲۲۲: از شہر کوٹہ راجپوتانہ محلّہ لارڈ پورہ معرفت گانس بہرو مسئولہ الٰہی بخش صاحب ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

۱ حضرت مولانا صاحب! واقعات کو بغور ملاحظہ فرمائیں، مسجد کے پیش امام کو محلّہ میں ایک جگہ پر فاتحہ و ایصال ثواب کو بلالے گئے، چند عورتیں تھیں، گھر کا دروازہ بند کر کے کہا بیوی صاحبہ کی فاتحہ پڑھ دو۔ ملّاں جی نے کہا کہ پردہ کر کے یا کپڑے سے بند کر کے دلانا، یہ عورتوں کا مسئلہ ہے شریعت میں ایسا نہیں ہے، خیر کپڑا ڈال دو مگر کھانا تو سامنے رکھو۔ خیر بند کر کے بھی کھانا سامنے نہیں رکھا گیا۔ تھوڑا سا دروازہ کھولا گیا، پردہ کر دیا گیا، ملّاں جی نے فاتحہ پڑھ دی، عورتیں کہنے لگیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تھی اب بیوی کی پڑھو اور اسی طرح سے علی کی پڑھ دینا، ملّاں جی ناراض ہو کر بولے کہ تم خلاف قاعدہ اور خلاف اصولِ شرع فاتحہ دلاتی ہو اس طرح سے میں نہیں دے سکتا میرے عقیدے میں خلل ہوتا ہے اور میں اپنا اسلام نہیں بیچ سکتا ہوں، یہ کہہ کر مکان پر چلے آئے۔ بعد میں ایک عورت نے ملّاں جی کو بہت سخت وست کہا اور لعن طعن کی۔ انھوں نے صبر کیا۔ دلی مطلوب ملّاں جی کا یہ تھا کہ سلف سے جو طریقہ فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا چلا آتا ہے اور تمام بزرگان دین ایصال ثواب کرتے چلے آئے ہیں وہ بات ہونا چاہئے نئے نئے طریقے کیوں نکالتی ہو؟ جس پر اس عورت کے بعض عزیز بھی ملّاں جی پر ناراض ہوئے۔ یہ واقعات ہیں۔

۲ یہ عورتیں حضرت بی بی فاطمہ خاتونِ جنت کی فاتحہ پردہ ڈال کر یا کپڑا ڈال کر امہات المومنین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور جملہ پیغمبروں کی بیویوں سے علیحدہ دلاتی ہیں اور چند قیدیں لگاتی ہیں کہ سوائے شوہر والی بیوہ یا عقد ثانی والی یا مرد یہ کھانا نہ کھائیں، آیا اس کا ثبوت کہیں شریعت سے بھی ہے یا کیا؟ جیسا ہو ویسا بحوالہ کتب تحریر فرمائیں۔

۳ حضور کی نیاز یا صحابہ کی نیاز بھی پردہ کر کے یا کپڑا ڈال کر دلانے کا کہیں حکم ہے یا ویسے ہی لغو ہے؟ اور جو لوگ امام مسجد یا کوئی دوسرا شخص کسی کے کہنے سے اس کام کو نہ کرے کیا وہ مستحق لعن ہے؟ جیسا ہو ویسا حوالہ کتاب تحریر فرمائیں۔

۴ یہاں پر اکثر شب برآءت یا عید بقرہ یا عید الفطر یا شادی بیاہ دیگر خوشی کے وقت دودھ روٹی یا تھوڑا تھوڑا کھانا الگ الگ رکھ فاتحہ دلاتی ہیں اور کہتی ہیں اس پر میرے دادا کی یا باپ کی یا فلاں کی دے دو۔ شرع شریف میں یہ بات جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: ۱ فاتحہ وایصال ثواب کے لیے کھانے کا پیش نظر ہونا کچھ ضرور نہیں، یہ اس پیش امام کی غلطی تھی، اور حضرت خاتون جنت کی نیاز کا کھانا پردے میں رکھنا اور مردوں کو نہ کھانے دینا یہ عورتوں کی جہالتیں ہیں انھیں اس سے باز رکھا جائے پیش امام اور عورتیں دونوں اپنی اپنی غلطی سے توبہ کریں اور جس عورت نے پیش امام کو سخت وست کہا وہ اس سے معافی مانگے۔

۲ یہ محض بے ثبوت اور نری اختراعی باتیں ہیں، مردوں پر لازم ہے کہ ان غلط خیالوں کو مٹائیں۔

۳ کسی نیاز پر پردہ ڈالنے کا کہیں حکم نہیں اور جو امام ایسا نہ کرے اس نے اچھا کیا۔ اس وجہ سے اس پر لعن سخت حرام ہے، ایسی لعنت خود لعنت کرنے والے پر پلٹتی ہے۔

۴ ایک جگہ سب کی فاتحہ دلائیں تو جائز، اور جدا جدا دلائیں تو جائز، جیسے حیات دنیا میں، لاجناح علیکم ان تأکلوا جمیعا او اشتاتا ◄ ۱۱۷ تم پر حرج نہیں کہ مل کر کھاؤ یا جدا جدا۔ ت واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۲۳: از رامپور پور گول بازار ممالک متوسط مرسلہ محمد سلیم خاں کتب فروش ۲ جمادی الاخری ۱۳۳۰ھ

ایک شخص ہے وہ کہتا ہے کہ فاتحہ میں ثواب رسانی کے سلسلہ میں ایسا لفظ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ارواح متبرکہ کو اس کا ثواب پہنچے۔ ایسا لفظ حضرت کی شان میں ارواح کا لفظ لانا بے ادبی میں داخل ہے۔ ارواح کا لفظ مت شامل کرو۔ ایسا مت کہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ارواح کو ثواب پہنچے، آپ حیات النبی ہیں، فقط

الجواب: رُوح زندہ کے لیے بھی ہے بلکہ روح ہی سے زندگی ہے اور درود شریف کے صیغوں میں ہے:

اللھم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح تو اصل لفظ کے کہنے میں کوئی حرج نہیں، مگر جہاں عوام سے یہ سمجھتے ہوں جیسے اس نیک پاکیزہ خیال نے سمجھے تو ضرور اس کہنے سے ان کو روکا جائے یا یہ وہم ان کے دلوں سے نکال دیا جائے کہ ارواح کا اطلاق اموات ہی کے حق میں ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام حقیقۃً ایسے ہی زندہ ہیں جیسے رونق افروزی دنیا کے زمانہ میں تھے، ان کی موت یک آن کے لئے تصدیق وعدہ الٰہیہ کل نفس ذائقۃ الموت ◄ ۱۱۸ ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ت

کے واسطے ہوتی ہے، پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ بحیات حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، مجالس خیر میں تشریف لے جاتے ہیں، کھانا پینا سب کچھ دنیا کی طرح بے کسی آلائش کے جاری ہیں کما نطقت بہ الاحادیث وائمۃ القدیم والحدیث جیسا

کہ اس بارے میں احادیث اور زمانہ قدیم وجدید کے ائمہ کے ارشادات موجود ہیں۔ت واللہ سبحٰنہ، وتعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۴: از بھیرہ ضلع شاہ پور، ملک پنجاب، ملتانی دوازہ، مسئولہ فضل حق صاحب چشتی ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

بخدمت جناب سلطان العلماء، المتبحرین، برہان الفضلاء، المتصدرین، کنز الہدایہ والیقین، شیخ الاسلام والمسلمین مولٰنا المفتی العلامۃ الشاہ محمد احمد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گیارھویں شریف کس چیز پر دینی افضل ہے۔ چاول یا حلوہ وغیرہ اور کن کن لوگوں میں بانٹنی چاہئے؟ آپ بھی تبرک چکھنا چاہئے یا نہیں؟ اور کس پیر صاحب یا سید کو اس میں سے حصہ دینا یا نہیں؟ ایک مسجد میں چند ایک اصحاب مل کر گیارھویں پکاتے ہیں تو کیا وہ گیارھویں شریف پکی ہوئی، مسجد کے نمازیوں میں بانٹنی چاہئے یا نہیں؟ بینواتوجروا

الجواب: نیاز کا ایسے کھانے پر ہونا بہتر ہے جس کا کوئی حصہ پھینکا نہ جائے، جیسے زردہ یا حلوا یا خشکہ، یا وہ پلاؤ جس میں سے ہڈیاں علیحدہ کرلی گئی ہوں، بانٹنے کا اختیار ہے، جس سنی مسلمان کو چاہے دے اگر غنی کو ہو اگرچہ سید ہو۔ اور خود بھی تبرک کھائے تو حرج نہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتاوٰی میں لکھا ہے: نیاز کا کھانا تبرک ہو جاتا ہے، ہاں اگر شرعی منت مانی ہو تو اس میں سے نہ خود کھا سکتا ہے نہ کسی غنی یا سید کو دے سکتا ہے، وہ غیر ہاشمی فقرائے مسلمین کا حق ہے۔ اور بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں رافضیوں کو دینا جائز نہیں، چندے والے جس نیت سے پکائیں اس میں صرف کریں، اگر خاص نمازیوں کے لئے پکائی ہے تو صرف انھیں کو دیں، اور سب کے لئے تو سب کو۔ ہاں کافر کو دینا جائز نہیں جیسے بھنگی، چمار، وہابی، رافضی، قادیانی۔ ہاں جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیلہ، اسے دینے میں حرج نہیں، اور سنی کو دینا افضل۔ حدیث میں ہے: لایاکل طعامک الاتقی ◄۱۱۹۔ رواہ احمد

وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم باسانید صحیحة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیز گار۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سندوں سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۵: از شہر محلہ گلاب نگر ۱۹ رجب ۱۳۲۷ھ

تبارک جو کیا جاتا ہے اس کی اصل کیا ہے؟ اور کس شیئ پر ادا کیا جانا افضل ہے؟ جس شیئ پر پڑھا جائے وہ شیئ اگر کھانے کی ہے تو کس کو کھلانا بہتر زیادہ ہے؟ اس کا جو رواج ہے اس سے جناب خوب واقف ہیں اس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: تبارک کی اصل ایصال ثواب ہے جس کا حکم احادیث کثیرہ میں ہے اور خاص سورہ تبارک الذی شریف ◀ ۱۲۰ کی تخصیص اس لیے کی صحیح حدیثوں میں اسے عذاب قبر سے بچانے والی، نجات دینے والی فرمایا، جس شے پر کرتے ہیں محتاج کی حاجت روائی زیادہ ہو اس میں زیادہ ثواب ہیں، ایام قحط میں کھانے پر ہونا زیادہ مناسب ہے۔ فقیر کے یہاں کھانے پر ہوتی ہے۔ کپڑے کے جوڑوں کبھی روپوں پر موافق حالت برادران مساکین مسلمین کے جو مناسب سمجھا گیا کیا جاتا ہے۔ کھانا ہو یا کپڑے یا دام دنیا سب سے پہلے اپنے عزیزوں، قریبوں کا حق ہے جو حاجتمند ہوں، پھر ہمسایوں، پھر یتیم، بیوہ، مسکین مسلمانانِ اہل شہر کا، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۲۶ تا ۲۲۸: از اجمیر شریف کارخانہ کرتباں علاقہ نمبر ۳ لوہار خانہ مرسلہ جمال محمد ۴ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

۱ مردہ کے ساتھ کھانا لے جانا حلال ہے یا حرام؟

۲ گلاب قبر میں چھڑکنا جائز ہے یا ناجائز؟

۳ اور قبر سے چالیس قدم جا کر دعا مانگنا؟

الجواب ؛ ۱ مردہ کی طرف سے تصدق کرنا چاہئے اور ساتھ لے جانا فضول ہے۔ اور علامہ طحطاوی نے اسے بدعت لکھا ہے۔ وھو تعالٰی اعلم

۲ قبر میں گلاب وقت دفن کے چھڑکنے میں حرج نہیں اور اوپر چھڑکنا فضول اور مال کا ضائع کرنا۔ وھو تعالٰی اعلم

۳ دعا مانگنا ہر وقت جائز ہے اور چالیس قدم کی خصوصیت بلاوجہ۔ وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۲۹ : از کرتپور ضلع بجنور مرسلہ طفیل احمد صاحب بچھڑابونی ۷ ۲ صفر المظفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو ابعام بہ نیت ایصال ثواب بروح مردگان تقسیم کیا جاتا ہے اس کو اغنیاء بھی کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ عام اموات مومنین کے لیے جو کھانا وغیرہ دیا جاتا ہے اس میں اور اس بعام میں جو انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے ارواح کے لیے ہدیہ کیا جاتا ہے کچھ ذاتی فرق ہے یا نہیں؟ برکت وعدم برکت کے اعتبار سے دونوں حالتوں میں مصروف ایک ہوگا یعنی صرف فقراء کو دینا یا اغنیاء کے لیے بھی کھانا جائز ہوگا۔ فقط بینوا توجروا

الجواب ؛ بعام تین قسم ہے : ایک وہ کہ عوام ایامِ موت میں بطور دعوت کرتے ہیں یہ ناجائز وممنوع ہے۔

لان الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور ◄ ۱۲۱

کمافی فتح القدیر وغیرہ من کتب الصدور۔

اس لیے کہ دعوت کو شریعت نے خوشی میں رکھا ہے غمی میں نہیں، جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ کتبِ اکابر میں ہے۔ ت

اغنیاء کو اس کا کھانا جائز نہیں۔

دوسرے وہ بعام کہ اپنے اموات کو ایصال ثواب کے لیے بہ نیت تصدق کیا جاتا ہے فقراء اس کے لیے احق ہیں، اغنیاء کو نہ چاہئے۔

تیسرے وہ طعام کہ نذور ارواح طیبہ حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کیاجاتا ہے اور فقراء واغنیاء سب کو بطور تبرک دیا جاتا ہے یہ سب کو بلاتکلف رواہے۔ اور وہ ضرور باعث برکت ہے۔ برکت والوں کی طرف جو چیز نسبت کی جاتی ہے اس میں برکت آجاتی ہے۔ مسلمان اس کھانے کی تعظیم کرتے ہیں اور وہ اس میں مصیب ہیں' ائمہ دین نے بسندِ صحیح روایت فرمایا کہ ایک مجلس سماع صوفیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ م میں نذر حضور سیدنا غوث اُعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بدرہ زر رکھا ہوا تھا' یہ حالت وجد میں ایک صاحب کا پاؤں اس سے لگ گیا فوراً رب العزت وعلانے ان کا حالِ ولایت سلب فرمالیانسأل اللہ العفو ولعافیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۰: از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب محرر چنگی ۱۷ جمادی الآخر

کیا حکم ہے علمائے اہلسنت والجماعت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سویم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اس کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہوتا ہے' آیا یہ صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟ اسی طرح فاتحہ کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کہتے ہیں ایک موضع میں ان سوم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں' وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ لہٰذا ان کلمہ طیبہ کے پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ گناہ ہے؟ بینوا توجروا

الجواب: یہ چیزیں غنی نہ لے فقیر لے ◄ ۱۲۲۔ اور وہ جوان کا منتظر رہتا ہے ان کے نہ ملنے سے ناخوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے مشرک یا چمار کو اس کا دینا گناہ گناہ۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں' اور لے لئے ہوں تو مسلمان فقیر کو دے دے۔ یہ حکم عام فاتحہ کا ہے' نیاز اولیائے کرام بطعامِ موت نہیں وہ تبرک ہے فقیر وغنی سب لیں۔ جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو' شرعی پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۱: از قصبہ رچھاروڈ۔ ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد احسن ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سوم کے چنوں کا کھانا علاوہ چھوٹوں کے بڑوں کو بھی جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب؛ یہ چنے فقراء ہی کھائیں، غنی کو نہ چاہئے بچہ یا بڑا، غنی بچوں کو ان کے والدین منع کریں، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۲: از بلگرام ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ سید محمد تقی صاحب قادری ابوالحسینی ۲۶ صفر ۱۳۳۷ھ

اگر مردہ کو اس کا خویش واقارب خواب میں دیکھے تنہا یا اس کو کسی قسم کی چیز طلب کرتے ہوئے دیکھے تو ایسی حالت میں مردہ کا فاتحہ کھانے پر دلانا جائز ہے یا نہیں؟ یا وہ چیز جو اس نے خواب میں طلب کی ہے وہ اس کے نام پر فاتحہ دلا کر خیرات کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور فاتحہ کے وقت ہمراہ کھانے کے پانی کا رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب؛ بہتر ہے کہ جو چیز طلب کی محتاج کو اس کی طرف سے دی جائے اور کھانے پر فاتحہ اس کے سبب سے منع نہ ہوگی وہ بھی اور پانی رکھنے میں حرج نہیں۔ محتاج کو وہ کھانا کھلائیں اور پانی پلائیں سب کا ثواب پہنچے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۳: امانت علی شاہ قصبہ نواب گنج ضلع بریلی ۱۷ رمضان ۱۳۳۱ھ

مٹی کے چراغ میں گھی ڈال کر جلانا چاہئے یا نہیں؟ آٹے کے چراغ میں گھی ڈال کر جلا کر کھانا یا ملیدہ کے اوپر رکھ کر فاتحہ دینا چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب؛ بلا ضرورت گھی جلانا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ اور فاتحہ وقرآن خوانی اور درود خوانی کے لئے اگر چراغ کے قرب کی حاجت ہو اور اس خیال سے کہ تیل میں کبھی بدبو آتی ہے گھی سے چراغ روشن کرے اور اس لحاظ سے کہ استعمال چراغ صاف نہیں ہوتا اور کورے میں جلائیں تو گھی پیے گا اور بے کار جائے گا لہٰذا آٹے کا چراغ بنائیں کہ آٹے پیے تو اس کی روٹی پک سکتی ہے، تو اس میں حرج نہیں، مگر یہ عادت کر لینی کہ بلا ضرورت بھی فاتحہ کے لیے گھی

جلائیں وہی اسراف وحرام ہے' اور وہ صورتِ جواز جو ہم نے لکھی اس میں بھی وہ چراغ کھانے کے اوپر نہ رکھا جائے بلکہ کھانے سے الگ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۴: از ریاست جاورہ مکان عبدالمجید خاں صاحب سہ راستہ دار بتاریخ ۱۸ /۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ وغیرہ میں اکثر لوگ گھی کے چراغ' کپڑے' جوتی وغیرہ رکھتے ہیں' یہ اشیاء رکھنا کیسا ہے؟ فقط

الجواب: کپڑا' جوتے یا جو چیز مسکین کو نفع دینے والی مسکین کی نیت سے رکھیں کوئی حرج نہیں ثواب ہے' مگر فاتحہ کے وقت گھی کا چراغ جلانا فضول ہے' اور بعض اوقات داخلِ اسراف ہوگا' اس سے احتراز چاہئے' واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۳۵: مرزا باقی بیگ رام پوری ۱۶ محرم ۱۳۰۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس فعل نیک کا ثواب چند اموات کو بخشا جائے وہ ان پر تقسیم ہوگا یا سب کو اس پورے فعل کا ثواب ملے گا؟ بینوا توجروا

الجواب: اللہ عزوجل کے کرمِ عمیم وفضل عظیم سے امید ہے کہ سب کو پورا پورا ثواب ملے گا' اگر چہ ایک آیت یا درود یا تہلیل کا ثواب آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام مومنین ومومنات احیا واموات کے لیے ہدیہ کرے' علمائے اہلسنت سے ایک جماعت نے اسی پر فتویٰ دیا۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وسعت فضل الٰہی کے لائق یہی ہے۔

علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں:

سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل یقسم الثواب بینھم اویصل لکل منھم مثل ثواب ذلک کاملہ فاجاب بانہ فتی جمع بالثانی وھو اللائق بسعۃ الفضل ◄ ۱۲۳۔ حضرت ابن حجر مکی سے سوال ہوا اگر اہل مقبرہ کے لئے فاتحہ پڑھا تو اب ان کے درمیان تقسیم ہوگا یا ہر ایک کو اس کا پورا ثواب ملے گا؟ انھوں نے

جواب دیا کہ جماعت نے دوسری صورت پر فتوی دیا ہے اور وہی فضل ربانی کی وسعت کے شایان ہے اھ ت

اور ہر شخص کو افضل یہی کہ جو عمل صالح کرے اس کا ثواب اولین وآخرین احیاء واموات تمام مومنین و مومنات کے لیے ہدیہ بھیجے سب کو ثواب پہنچے گا اور اُسے اُن سب کے برابر اجر ملے گا۔

فی ردالمحتار عن التاتارخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلہ ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیئ ◄ ۱۲۴

ردالمحتار میں تارتار خانیہ سے، اس میں محیط سے منقول ہے کہ جو کوئی نفل صدقہ کرے تو بہتر یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرے اس لیے کہ وہ سب کو پہنچے گا اور اس کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا اھ ت

دار قطنی و طبرانی ودیلمی و سلفی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مر علی المقابر وقرأ قل ھو اللہ احد احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات ◄ ۱۲۵۔

جو مقابر پر گزرے اور قل ھواللہ گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخشے بعدد تمام اموات کے ثواب پائے۔

رہا ابن قیم ظاہری المذہب کا کتاب الروح میں تقسیم ثواب کو اختیار کرنا یعنی ایک ہی ثواب ان پر ٹکڑے ہو کر بٹ جائے گا

حیث قال لو اھدی الکل الی اربعۃ یحصل لکل منھم ربعہ ◄ ۱۲۶

اُس کے الفاظ یہ ہیں: اگر چار آدمیوں کو سب ہدیہ کیا تو ہر ایک کو چوتھائی ملے گا۔ ت

اقول وباللہ التوفیق علماء کہ سب کو ثواب کامل ملے گا، اس قولِ ابن قیم پر بچند وجہ مرجح ہے:

اولاً ابن قیم بدمذہب ہے، تواس کا قول علمائے اہلسنت کے مقابل معتبر نہیں۔
ثانیاً وہ اسی کا قول ہے اور یہ یک جماعت کا فتویٰ والعمل بما علیہ الاکثر اور عمل اس پر ہوتا ہے جس پر اکثر ہوں۔ت
ثالثاً وھو الطراز المعلم اور وہی نقش بانگار ہے، یعنی زیادہ مضبوط جواب ہے۔ت ثواب واحدہ کاسب پر منقسم ہونا ایک ظاہری بات ہے جسے آدمی بنظرِ ظاہر اپنی رائے سے کہہ سکتا ہے۔ عالم شہود میں یونہی دیکھتے ہیں، ایک چیز دس کو دیجئے توسب کو پوری نہ ملے گا ہر ایک کو ٹکڑا ٹکڑا پہنچے گا۔ غالباً اس ظاہری نے اسی ظاہری بات پر نظر اور معقول پر محسوس کو قیاس کر کے تقسیم کا حکم دے دیا۔ نہ کہ حدیث سے اس پر دلیل پائی ہو۔ بخلاف اس حکم کمال کے کہ اگر کروڑوں کو بخشو توہر ایک کو پورا ثواب ملے گا، ایسی بات بے سند شرعی اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے توظاہر کہ جماعت اہل فتویٰ نے جب تک شرع مطہر سے دلیل نہ پائی ہرگز اس پر جزم نہ فرمایا بلکہ تصریح علماء سے ثابت کہ جوبات رائے سے نہ کہہ سکیں وہ اگرچہ علماء کا ارشاد ہو حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم میں سمجھا جائے گا۔ آخر جب یہ عالم متدین ہے اور بات میں رائے کو دخل نہیں تو لاجرم حدیث سے ثبوت ہوگی، امام علامہ قاضی عیاض نے سریج بن یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ سیاح فرشتے ہیں جن کے متعلق یہی حدیث ہے کہ جس گھر میں احمد یا محمد نام کوئی شخص ہو اس گھر کی زیارت کیا کریں۔ علامہ خفاجی مصری اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:
فھو ظاھر وان کان لسریج فھو فی حکم المرفوع لان مثلہ لایقال بالرای ◄ ۱۲۷ ملخصا۔
یہ اگرچہ سریج کا قول ہے مگر وہ مرفوع کے حکم میں ہے اس لئے کہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاتی اھ ملخصاً ت
یہ سریج نہ صحابی ہیں نہ تابعی نہ تبع تابعین میں ہے، بلکہ علمائے مابعد سے ہیں، بایں ہمہ علامہ خفاجی ◄ ۱۲۸ نے ان کے قولِ مذکور کو حدیث مرفوع کے حکم میں ٹھہرایا کہ ایسی بات رائے

سے نہیں کہی جاتی، اسی طرح ما نحن فیہ زیر بحث مسئلہ۔ت میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ علماء کا وہ فتوی بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہونا چاہئے ثم اقول وباللہ التوفیق میں پھر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ، نے خاص اس بات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تین حدیثیں پائیں:

حدیث اولٰ: امام ابوالقاسم اصبہانی کتاب الترغیب اور امام احمد بن الحسین بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنہما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینقص من اجورہما شیئ ◄ ۱۲۹۔

جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے، اور ان دونوں کے لئے پورے حج کا اجر بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

اگر ثواب نصف نصف ملتا تو اس آدھے میں سے کمی ہو جانے کا کیا احتمال تھا جس کی نفی فرمائی گئی۔ ہاں وہی اجر یہاں اجور ہو جائے۔ ہر ایک پورا پورا بے کمی پائے، یہ خلاف عقل ظاہر تھا۔ تو اسی کا افادہ ضرور مفید واہم ہے۔

حدیث دوم: طبرانی اوسط میں اور ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عمر ابن العاص رضی للہ تعالیٰ عنہما سے رواای، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماعلی احد کم اذا اراد ان یتصدق اللہ صدقۃ تطوعا ان یجعلہا عن والدیۃ اذاکانا مسلمین فیکون لوالدیہ اجرھا، ولہ مثل اجورھما بعد ان لا ینقص من اجورھما شیئ ◄ ۱۳۰۔

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقہ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انھیں اس کا جواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

ان دونوں حدیثوں میں اگر کچھ تشکیک کی جائے تو حدیث سوم گویا نص صریح جس نے بحمدہ تعالیٰ اس امید کمال کو قوی کر دیا، اور فتوی علماء کی تاکید اکید فرمادی کہ ہر ایک کو کامل ثواب ملے گا۔ امام دار قطنی اور ابو عبداللہ ثقفی فوائد ثقفیات میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنھما، واستبشرت ارواحھما، وکتب عند اللہ برا ◄ ۱۳۱۔

جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ حج اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے اور ان کی روحیں خوش ہوں، اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا نیکو کار لکھا جائے۔

یہ لفظ دار قطنی کے ہیں، اور ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے:

من حج عن ابویہ لم یحجا اجزاء عنھما وبشرت ارواحھما فی السماء وکتب عند اللہ برا ◄ ۱۳۲۔

جس کے ماں باپ بے حج کئے مرگئے ہوں یہ ان کی طرف سے کرے وہ ان دونوں کا حج ہو جائے اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیوالا لکھا جائے۔

ظاہر ہے کہ حج ایک عبادتِ واحدہ ہے جس کا بعض کافی نہیں، نہ وہ کل سے مغنی ہو، بلکہ قابل اعتبار ہی نہیں، جیسے فجر کی دو رکعتوں سے ایک رکعت، یا صبح سے دوپہر تک کا روزہ، تو یہ حج کہ ان دونوں کی طرف سے کافی ہو، ضرور ہے کہ ہر ایک کی جانب سے پورا حج واقع ہو، مگر فقہ میں مبین و مبرہن ہولیا کہ یہ اجزاء بمعنی اسقاط فرض نہیں تو لاجرم یہی معنی مقصود کہ دونوں کو

کامل حج کا ثواب ملے۔ محدث جلیل امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی اس حدیث کی تفسیر فرماتے ہیں :

لااعلم احدا قال بظاهر من الاجزاء عنها بحج واحده وهو محمول علی وقوعه الاصل فرضا وللفرغ نقلا ◄ ۱۳۲ نقله فی التیسیر مع التقریر والحمد الله رب العٰلمین هذا والله تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده، اتم واحکم۔ جہاں تک مجھے علم ہے کوئی اس کے ظاہر کا قائل نہیں یعنی یہ کہ وہ ایک ہی حج دونوں کی طرف سے کافی ہو جائیگا۔ وہ اس پر محمول ہے کہ اصل کے لئے فرض ادا ہو گا اور فرع کے لیے نفل ہو گا اھ۔ اسے تیسیر میں نقل کیا اور برقرار رکھا۔ اور ساری خوبیاں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کے پروردگار ہے۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے اور اس رب بزرگ کا علم سب سے زیادہ کامل اور محکم ہے۔ ت

مسئلہ ۲۳۶ تا ۲۳۹ : از شہر کہنہ محلہ کوٹ مرسلہ محمود علی صاحب بنگالی ۲ صفر المظفر ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین وفضلائے شریعت امین ان مسئلوں میں :

اول یہ کسی شخص نے ایک کلام مجید تلاوت کر کے ختم کیا ور اس کا ثواب پندرہ شخصوں کی ارواح کو للہ بخشا ان روحوں میں تقسیم ہو جائے گا یعنی فی روح دو پارے پہنچے گا یا فی روح کو پورے کلام مجید کا ثواب پہنچے گا؟

اور نتیجہ اس کا دنیا میں ملے گا یا عقبیٰ میں؟

دوسرے یہ کہ ثواب کس طرح کہہ کر پہنچائے؟

تیسرے یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہ وسلم کو ثواب پہنچائے تو اس کی شمول میں اور ارواح بھی شامل کر سکتا ہے یا نہیں، اور پچھلے اولیاء اور انبیاء کا نام بھی لیا جائے یا نہیں؟

چوتھے یہ کہ دنیا میں کیا فائدہ اور عقبیٰ میں کیا بدل حاصل ہو گا؟ بینو توجروا

الجواب؛ اللہ عزوجل کے فضل سے امید ہے کہ ہر شخص کو پورے کلام مجید کا ثواب پہنچے گا۔
ردالمحتار ◄ ۱۳۴ میں ہے:

سئل ابن حجر مکی عمالو قرأ لاھل المقبرۃ الفاتحۃ ھل یقسم الثواب بینھم اویصل لکل منھم مثل ثواب ذلک کاملا فاجاب بانہ افتی جمع بالثانی وھو اللائق بسعۃ الفضل ◄ ۱۳۵۔

امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا: اگر قبرستان والوں کے لیے فاتحہ پڑھی تو ثواب ان کے درمیان تقسیم ہوگا یاہر ایک کو اسی کے مثل پورا پورا ثواب ملے گا؟۔انھوں نے جواب دیا کہ ایک جماعت علماء نے دوسری صورت پر فتوی دیا ہے اور ۳ وہی فضل الٰہی کی وسعت کے لائق ہے۔ت

اس مسئلہ کی پوری تحقیق فتاوی فقیر میں ہے۔ نتیجہ ملنا اللہ سبحٰنہ' وتعالیٰ کے اختیار میں ہے مسلمانوں کو نفع رسانی سے اللہ عزوجل کی رضاورحمت ملتی ہے اوراس کی رحمت دونوں جہان کا کام بنادیتی ہے۔آدمی کو اللہ کے کلام میں اللہ کی نیت چاہئے۔ دنیااس سے مقصود رکھنا حماقت ہے۔ دعاکرے کہ الٰہی! یہ جو میں نے پڑھااس کاثواب فلاں شخص یافلاں فلاں اشخاص کو پہنچا' اور افضل یہ ہے کہ تمام مسلمین ومسلمات کو پہنچائے۔ مسلک متقسط میں ہے:

یقرأ ماتیسرلہ من الفاتحہ والاخلاص سبعا اوثلثا ثم یقول اللھم اوصل ثواب ماقرأ الی فلان او الیھم ◄ ۱۳۶۔

جو میسر آئے پڑھے سورہ فاتحہ' سورہ اخلاص سات بار یا تین بار۔ پھر کہے: اے اللہ! ہم نے جو پڑھااس کاثواب فلاں کو یاان سب کو پہنچا۔ت

محیط وتتارخانیہ وشامی میں ہے:

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شیئ ◄ ۱۳۷۔

جو کوئی نفل صدقہ کرے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرے اس لیے کہ وہ ان سب کو ملے گا اور اس کے اجر سے کچھ نہ گھٹے گا۔ت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل میں تمام انبیاء واولیاء و مومنین و مومنات جو گزر گئے اور جو موجود ہیں اور جو قیامت تک آنے والے ہیں سب کو شامل کر سکتا ہے اور یہی افضل ہے۔

صحیحین میں ہے :ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضحٰی بکبشین املحین احدھما عن نفسه والاخر عن امته ◄ ۱۳۸۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی، جن کے رنگ سفیدی سیاہی ملے ہوئے تھے، قربانی کی، ایک کی اپنی طرف سے، دوسرے کی اپنی امت کی طرف سے

وزادا بن ماجة ذبح احدھما عن امته لمن شھد لله بالتوحید وشھد له بالبلاغ وذبح الاخر عن محمد واٰل محمد ◄ ۱۳۹

ابن ماجہ میں یہ اضافہ ہے: ایک اپنی امت کی طرف سے قربان کیا ہر اس شخص کی طرف سے جس نے کلمہ طیبہ کی شہادت کی اور حضور اکرم کے لیے تبلیغ رسالت کی گواہی دی ور دوسرا حضرت محمد اور آلِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام سے ذبح کیا

ولاحمد وغیرہ عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قوله عند التضحیة اللھم لک ومنک عن محمد وامته ◄ ۱۴۰۔

امام احمد وغیرہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ قربانی کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں کہا تھا: اے اللہ! تیرے لیے اور تجھ سے، یہ محمد اور اس کی امت کی جانب سے ہے۔ت

بحرالرائق میں ہے: لافرق بین ان یکون المجعول له میّتا اوحیا ◄ ۱۴۱۔

اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس دوسرے کے لیے اپنا ثواب ہدیہ کرے وہ وفات پاچکا ہو یا زندہ ہو۔ ت

جو کچھ اللہ چاہے قال اللہ تعالیٰ: **ومن یرد ثواب الدنیا نؤته منها ومن یرد ثواب الاٰخرة نؤته منها وسنجزی الشکرین** ◄ ۱۴۲۔

جو کوئی دنیا کا عوض چاہے ہم اسے اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا ثواب چاہے ہم اسے اس میں سے عطا فرمائیں گے اور قریب ہے کہ ہم شکر کرنے والوں کو جزا بخشیں۔

اور فرماتا ہے عزوجل: **من کان یرید العاجلة عجّلنا له فیها مانشاء لمن یرید ثم جعلنا له جهنم یصلیها مذموما مدحورا ومن ارادا الاٰخرة وسعی لها سعیها وهو مؤمن فاولئک کان سعیهم مشکورا** ◄ ۱۴۳۔

جُو دنیا چاہے ہم اس میں سے جتنا چاہیں یہاں دے دیں، پھر اس کے لیے جہنم رکھیں اس میں بیٹھے مذمتیں ہوتا، دھکّے دیا جاتا، اور جو آخرت چاہے اس کی سی کوشش کرے اور ہو مسلمان، تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش ٹھکانے لگتی ہے۔

مسئلہ ۲۴۰: از کارا ڈاکخانہ اونیرا ضلع گیا مرسلہ مولوی علی احمد صاحب ۵ شعبان ۱۳۳۱ھ

زید کہتا ہے اگر دو چار شخصوں کو اجمالاً ایصال ثواب کیا جائے تو ہر ایک کو پورا پورا پہنچے گا، اور بکر تقسیم کا قائل ہے۔ زید اپنے ثبوت میں شامی کی یہ عبارت پیش کرتا ہے: **لکن سئل ابن حجر المکی عمالو قرأ لاهل المقبرة الفاتحه هل یقسم الثواب بینهم اویصل لکل منهم مثل ثواب ذلک کاملا فاجاب بانه افتی جمع بالثانی وهو اللائق بسعة الفضل** ◄ ۱۴۴۔

ابن حجر مکی سے سوال ہوا: اگر اہل قبرستان کے لیے فاتحہ پڑھے تو ثواب ان کے درمیان تقسیم ہوگا یا ان میں سے ہر ایک کو اس کا ثواب مثل کامل طور پر پہنچے گا۔ انھوں نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے صورت دوم پر فتوی دیا ہے اور وسعتِ کرم کے لائق وہی ہے۔ ت

اور بکر کہتا ہے کہ سوال میں دو باتیں مذکور ہوئیں: ایک تو ایصال ثواب قراءت اور اس کے ساتھ تقسیم ثواب مقروٗ، اور دوسرے وصول مثل ثواب، چونکہ عند الشافعیہ عبادات بدنیہ کا ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ اس لیے علامہ ابن حجر نے اول جواب سے تو بالکل سکوت فرمایا اور فقط شق ثانی کا بموجب مختار متاخرین شافعیہ جواب دیا جس کی تشریح علامہ شامی اس عبارت سے کچھ اوپر بایں الفاظ فرماتے ہیں:

والذی حررہ المتاخرون من الشافعیہ وصول القرأۃ للمیّت اذاکانت بحضرتہ اودعی لہ عقبھا، والدعاء عقبھا ارجی للقبول ومقتضاہ ان المراد انتفاع المیّت بالقرأۃ لاحصول ثوابھالہ ولھذا اختاروا فی الدعاء اللھم اوصل مثل ثواب ماقرأتہ الی فلاں واماعندنا فالو اصل الیہ نفس الثواب ◄ ۱۴۵۔

متاخرین شافعیہ نے جو تنقیح کی ہے وہ یہ ہے کہ قرات میت کو پہنچتی ہے جبکہ قرات اس کے پاس ہو یا بعد قرات اللہ سے دعا کی جائے اس لیے کہ قرات قرآن کے بعد دعا میں امید قبول زیادہ ہے۔ اس کا مقتضاء یہ ہے کہ میت کو قراءت سے فائدہ ملتا ہے یہ نہیں کہ قرات کا ثواب اسے حاصل ہوتا ہے اسی لیے دعا میں وہ یہ الفاظ اختیار کرتے ہیں کہ اے اللہ! میں نے جو پڑھا اس کے ثواب کا مثل فلاں کو پہنچا مگر ہمارے نزدیک خود ثواب اسے پہنچتا ہے۔ ت

غرض بموجب مذہب حنفیہ کہ وہ وصول ثواب مقروٗ کے قائل ہیں تقسیم لابدی ہے کیونکہ ہر عمل کا ثواب خواہ بتضاعیف ہی سہی عند اللہ ایک امر معدود ہے جس کا وصول دو چار شخصوں کو بلا تقسیم کے عقلاً ممتنع ہے۔ اور ابن حجر کا قول ثانی کو "لائق بسعۃ الفضل" فرمانا بھی اسی کو مقتضی ہے کہ قائلین وصول ثواب قرات کے نزدیک تقسیم ضروری ہے اگر اول صورت بھی وصول کامل ہو تو ثانی لائق بسعۃ الفضل فرمانا بالکل بے معنی ہے لعدم الفرق بینھما کیونکہ دونوں میں فرق نہ ہوگا۔ ت اب علمائے کرام فرمائیں کہ حق بجانب کون شخص ہے زید یا بکر؟ اور بموجب مذہب حنفیہ تقسیم ضروری ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

عبارت فتاوٰی ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطلب بہت صاف ہے، بکر نے بالکل تحویل کردیا۔ امام ابن حجر مکی سے ایک سوال ہے جس میں سائل دریافت کرتا ہے کہ متعدد مسلمانوں کے لیے فاتحہ پڑھے تو ثواب ان پر تقسیم ہوگا یا ہر میت کو کامل ثواب ملے گا مثل لفظ کہ شق ثانی میں سائل شافعی المذہب نے اپنے مذہب کی رعایت سے بڑھایا، شق اول میں بھی ان کے طور پر ملحوظ ہے ولھذا ثوابھا نہ کہا بلکہ الثواب بلام عہد یعنی وہی ثواب کہ ہم شافعیہ کے نزدیک معروف و معہود ہے کہ مثل ثواب قاری ہے۔ آیا اموات پر تقسیم ہوگا یا ہر ایک کو پورا ملے گا۔ روشن ہے کہ یہ ایک ہی سوال ہے اور اس میں مقصود بالاستفادہ تقسیم و تکمیل کی دو شقوں سے ایک متعین، جس کا جواب امام نے دیا کہ ایک جماعت نے شق دوم پر فتوٰی دیا یعنی ہر ایک کو پورا ثواب پہنچے گا اور یہی وسعتِ رحمت الٰہیہ کے لائق ہے نہ یہ کہ دو سوال تھے، پہلا مذہب حنفیہ اور دوسرا مذہب شافعیہ سے امام نے پہلے جواب سے سکوت کیا اور دوسرے کا جواب دیا۔ یوں ہوتا تو تقسیم اور لکل منھم فضول تھا کہ حنفیہ و شافعیہ کا یہ اختلاف ایک جماعت اموات کے لیے قرات سے خاص نہیں ایک میت کے لیے قرات بھی یہی ہے کہ ہمارے نزدیک نفس ثواب پہنچتا ہے اور ان کے نزدیک اس کا مثل۔ ایسا ہوتا تو امام اس غلطی پر متنبہ فرماتے۔ پھر جواب یُوں نہ ہوتا کہ ایک جماعت نے ثانی پر فتوٰی دیا، بلکہ یوں ہوتا کہ ہمارا مذہب شق ثانی ہے پھر نفس و مثل میں سعتہ رحمت کا کیا فرق ہے جسے امام ھو اللائق بسعۃ الفضل فرمارہے ہیں۔ بکر کا استدلال کہ "ابن حجر کے قول ثانی کو الخ" عجیب ہے۔ شق اول میں لفظ تقسیم خود مصرح ہے۔ سائل پوچھتا ہی یہ ہے کہ ثواب جو کچھ بھی پہنچے کہ وہ ان کے نزدیک مثل ثواب قاری ہے نہ نفس، تقسیم ہوگا یا ہر ایک کو پورا پہنچے گا؟ امام نے جواب دیا کہ ہر ایک کو پورا پہنچنا الیق ہے، تو قائلین وصول ثواب سے یہ بھی ہوئے۔ شق اول میں نفس ثواب القاری کہاں تھا۔

ثم اقول وباللہ التوفیق میں پھر اللہ تعالیٰ کی مدد سے کہتا ہوں۔ت یہاں تحقیق امر اور ہے جو شبہ کو راسا ختم کردے۔ جب نظر عامہ اہل ظاہر پر شے واحد کا دو شخصوں کو بلا تقسیم وصول عقلاً ممتنع ہے یعنی عرض واحد دو محل سے قائم نہیں ہوسکے ورنہ اس تعبیر میں تو صریح

منع ہے تو واجب کہ حنفیہ کے نزدیک جب نفس ثواب قاری میت کو پہنچے قاری کے پاس نہ رہے، ورنہ یہ بھی عرض واحد کا دو محل سے قیام ہوگا حالانکہ احادیث وحنفیہ وسائر علماء کرام خلاف پر تصریح فرماتے ہیں،

محیط پھر تاتار خانیہ پھر ردالمحتار میں ہے: الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولا ینقص من اجره شیئ ◄ ۱۴۶۔

صدقہ نفل کرنے والے کے لیے بہتر یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرے کہ وہ سب کو پہنچے گا اور اس ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا ت توجب وہی ثواب اس کے پاس بھی رہا اور دوسرے کو بھی پہنچا اور تقسیم نہ ہوا کہ لاینقص من اجرہ شیئ اس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوا، تقسیم ہوتا تو قطعاً کم ہوتا، تو اگر دو سو یا لاکھ یا سب اولین وآخرین مومنین و مومنات کے وہی ثواب پورا پورا پہنچے اور تقسیم نہ ہو کیا استحالہ ہے، جیسے دو ویسے کروڑہا کروڑ۔

امام جلال الملۃ والدین سیوطی زہر الربٰی شرح سنن نسائی میں نقل فرماتے ہیں:

ان للروح شانا اخر فیکون فی الرفیق الاعلی وهی متصلة بالبدن بحیث اذاسلم المسلم علی صاحبه ردعلیه السلام وهی فی مکانها هناک وهذا جبریل علیه السلام راه النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وله ستمائة جناح منها جناحان سدا الافق وکان ید نو من النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی یضع رکبتیه الی رکبتیه ویدیه علی فخذیه وقلوب المخلصین تتسع للایمان بانه من الممکن انه کان هذا الدنو وهو فی مستقره من السمٰوٰت. وهذا محمل تنزله تعالیٰ الی سماء الدنیا ودنوه عشیة عرفة ونحوه فهو منزه عن الحرکة والانتقال وانما یأتی الغلط ههنا من قیاس الغائب علی الشاهد فیعتقد ان الروح من جنس مایعهد من الاجسام التی اذا شغلت مکانا لم یمکن ان تکون فی غیره وهذا غلط محض. فثبت بهذا انه لا منافاة

بين كون الروح في عليين او الجنة او السماء وان لها بالبدن اتصالا بحيث تدرك وتسمع وتصلي وتقرء بها وانما يستغرب هذا الكون الشاهد الدنيوي ليس فيه مايشاهد به هذا وامور البرزخ والأخرة على نمط غير المألوف في الدنيا ◄ ۱۴۷ مختصراً۔

روح کی شان ہی کچھ اور ہے وہ ملاء اعلیٰ میں رہ کر بھی بدن سے متصل ہوتی ہے کہ جب مسلمان صاحب قبر کو سلام کرتا ہے تو وہ اسے جواب دیتا ہے جبکہ روح وہاں اپنے مقام میں ہے ــــــ یہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جنھیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پَر ہیں جن میں سے دو پَر پورے افق پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آتے ہیں یہاں تک کہ اپنے زانو حضور کے زانوؤں کے متصل اور اپنے ہاتھ حضور کی رانوں پر رکھ دیتے، مخلصین کے قلوب اس بات پر ایمان لانے کی وسعت رکھتے ہیں کہ یہ امر ممکن ہے کہ ان کا حضور سے یہ قرب عین اسی حالت میں ہو جب وہ آسمانوں کے اندر اپنے مستقر میں موجود ہوں۔ یہی حال اس کا بھی ہے جو مروی ہے کہ رب تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور قریب ہوتا ہے عرفہ کی شام کو اور اس کے مثل، کیونکہ وہ تو حرکت وانتقال سے منزّہ ہے۔ یہاں غلطی غائب کو شاہد پر قیاس کرنے سے ہوتی ہے۔ آدمی یہ اعتقاد کرتا ہے کہ روح بھی معہود اجسام کی جنس سے ہے کہ جب ایک مقام میں ہو تو دوسرے مقام میں ہونا ممکن نہیں، یہ محض غلط ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس میں کوئی منافات نہیں کہ روح علیین اور جنت اور آسمان میں ہو اور بدن سے بھی اس کا ایسا اتصال ہو کہ ادراک، سماعت، نماز، قرات سارے کام کرتی ہے۔

یہ بات صرف اس لیے عجیب معلوم ہوتی ہے کہ دنیاوی محسوسات میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتے جو اس سے ملتی جلتی ہو مگر برزخ اور آخرت کے معاملات تو دنیا کے طرز مالوف سے جداگانہ شان رکھتے ہیں اھ مختصراً۔

حضرت جامی قدس سرہ' السامی نفحات الانس شریف میں فرماتے ہیں:

شیخ مفرح رحمه الله تعالیٰ ازاہل صعید مصرست بسیار جلیل القدر وکبیر الشان بود ، ویکے از اصحاب او وے را روز عرفه در عرفات دیدویکے دیگر درہمان روز درخانه خویش دید وتمام روز باوے بود چو آں دو شخص بهم رسید ند و ہریک آنچه دیده بود باهم گفتند میان ایشاں نزاع شدیکے گفت وے روز عرفه درعرفات بود، برصدق آں سوگند بطلاق خورد، یکے گفت تمام آں روز درخانه خود بود، وے نیز سو گند بطلاق خورد، پس خصومت کناں پیش مفرح آمد ند، شیخ گفت ہر دوراست گفته اید بذن ہیچکدام طلاق نشده است، یکے از اکابر میگو یدکه من از شیخ مفرح پر سیدم که صدق ہریک موجب حنث دیگر ست، چوں سوگند ہیچکش حانث نه شده باشد، ودراں مجلس که من ایں پر سیدم جماعتے از علماء حاضر بودند، شیخ اشارت بهمه کر د که دریں مسئله سخن گویند ہر کس چیزے گفت اماہیچکس جواب شافی وکافی نه گفت، دراں اثنا جواب آں برمن ظاہر شد که شیخ اشارت بمن کرد که جواب آں بگو، من گفتم چوں ولی بولایت متحقق گردو دراں معنی که روحانیت وے مصور بصورتے تواند شد، متمکن بود که در وقت واحد درجهات مختلفه خود رابصور تهائے متعدده بنماید چنانکه خواہد، پس آنکس که وے رادربعضے ازاں صور بعرفات دیده باشد، ہم راست دیده باشد وآنکه دربعضے دیگرازاں صور درخانه خودش دیده باشد ہم راست دیده باشد وبسو گند ہیچ یک حانث نه شود، وشیخ مفرح فرمود که جواب صحیح این است که تو گفتی رضی الله تعالیٰ عنه و نفعنابه

◄۳۸

شیخ مفرح رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مصر کے اہل دل حضرات سے ہیں، بزرگ رتبہ اور بڑی شان رکھتے تھے، اِن کے ایک مرید نے عرفہ کے دن انھیں عرفات میں دیکھااور دوسرے مرید نے اسی دن انھیں اپنے گھر میں دیکھااور دن بھران کے ساتھ رہا، جب دونوں مریدوں کی ملاقات

ہوئی اور ایک نے جو دیکھا تھا آپس میں بیان کیا توان کے درمیان اختلاف ہوا۔ ایک نے کہا:
حضرت عرفہ کے دن عرفات میں تھے' اور اس کی صداقت پر طلاق کی قسم کھائی۔ دوسرے
نے کہا: اس روز دن بھر اپنے گھر میں تھے' اس نے بھی طلاق کی قسم کھائی' پھر جھگڑتے
ہوئے شیخ مفرح کے پاس آئے۔ شیخ نے کہا: دونوں سچ کہتے ہیں' کسی کی بیوی کو طلاق نہیں
ہوئی' اکابر میں سے ایک کا بیان ہے کہ میں نے شیخ مفرح سے پوچھا: ہر ایک کی صداقت
دوسرے کی قسم ٹوٹنے کی مقتضی ہے پھر کسی کی قسم کیسے نہیں ٹوٹی؟ ___ جس مجلس میں میں
نے سوال کیا علماء کی ایک جماعت موجود تھی' شیخ نے سب کو اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں کلام
کریں' ہر شخص نے کچھ نہ کچھ بیان کیا مگر کسی نے شافی وکافی جواب نہ دیا۔ اسی اثناء میں جواب
مجھ پر منکشف ہوگیا اور شیخ نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اس کا جواب دو ___ میں نے
عرض کیا کہ جب ولی کی ولایت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ اس
کی روحانیت کسی صورت سے مصوّر ہو سکے تو ممکن ہوتا ہے کہ ایک ہی وقت کے اندر مختلف
جہتوں میں اُپنے کو متعدد صورتوں میں جیسے چاہے دکھائے۔ تو جس شخص نے حضرت کو ان
صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں عرفات میں دیکھا صحیح دیکھا' اور اسی وقت دوسرے
نے کسی اور صورت میں اپنے گھر کے اندر تشریف فرما دیکھا اس نے بھی سچ دیکھا' اور کسی کی
قسم نہ ٹوٹے گی' شیخ مفرح نے فرمایا: صحیح جواب یہ ہے کہ جو تم نے دیا ____ خدا ان سے
راضی ہو اور ہمیں ان سے نفع دے ت

حضرت میر سید عبدالواحد قدس سرہ' الماجد سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری راقدس اللہ تعالیٰ روحہ، درماہ ربیع الاول بجہت عرس رسول اللہ صلی ا للہ تعالیٰ علیہ وسلم ازدہ جااستدعا آمدہ کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا راقبول کردند۔ حاضران پرسیدند اے مخد وم ہر دہ استدعاراقبول فرمود وہرجا بعدا ز نماز پیشین حاضرباید شد چگونہ میسر خواہد آمد۔ فرمود کـشن کہ کافر بود چند صد جاحاضرمی شد، اگر

ابوالفتح ده جاحاضر شود چه عجب بعد از نماز پیشین از ہردہ جُاچوڈول رسید مخدوم ہربارے از حجرہ بیرون می آمد برچوڈول سوار میشد و می رفت ونیز ودرحجرہ حاضر می ماند۔ خردمند ا تو ایں رابرتمثیل حمل مکن یعنی مپندار که تمثیلهائے شیخ بچندیں جاہا حاضر شدہ است۔ لاواللہ بلکه عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود، ایں خوددریک شہرویک مقام واقع شد۔ وذات ایں موحد خود دراقصائے عالم حاضراست خواہ علویات خواہ سفلیات ◄۳۹ ۔

ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عرس پاک کی وجہ سے مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ، کی دس جگہ سے دعوت آئی کہ بعد نماز ظہر تشریف لائیں۔ حضرت نے دسوں دعوتیں قبول کیں۔ حاضرین نے پوچھا: حضور نے دسوں دعوتیں قبول فرمائی ہیں اور ہر جگہ نماز ظہر کے بعد پہنچنا ہے یہ کیسے میسر ہوگا؟ فرمایا: کِشن جو کافر تھا سیکڑوں جگہ حاضر ہوتا تھا اگر ابوالفتح دس جگہ حاضر ہو تو کیا عجب ہے؟ نماز ظہر کے بعد دسوں جگہ سے پالکی پہنچی، مخدوم ہر بار حجرہ سے آتے، سوار ہو جاتے، تشریف لے جاتے اور حجرہ میں بھی موجود رہتے___ اے عقل مند! اسے تمثیل پر محمول نہ کرنا، یعنی یہ نہ سمجھنا کہ شیخ کی مثالیں اتنی جگہوں میں حاضر ہوئیں۔ یہ تو ایک شہر اور ایک مقام میں واقع ہوا خود اس موحد کی ذات عالم کے سروں میں موجود ہے خواہ علویات ہوں خواہ سفلیات۔ ت

جس کا دل ان حقائق کی وسعت نہ رکھے اور امور برزخ وآخرت کو اپنے مشہودات دنیا ہی پر قیاس کرے اس پر یہ ماننا لازم ہوگا کہ حنفیہ کے نزدیک بھی میت کو مثل قاری ثواب پہنچتا ہے کہ قاری کا ثواب تو اس کے پاس سے نہیں جاتا اور فرق مذہبین اتنا رہے گا کہ حنفیہ کے نزدیک وہ ثواب اثر ہبہ قاری ہے اور شافعیہ کے نزدیک اجابت دعائے قاری بہر حال وہ استبعاد جس کی بنا پر تقسیم ثواب لازم سمجھے تھے باطل ہو گیا۔ لاکھوں ہو تو لاکھوں کو اتنا ہی ثواب پہنچے گا اور قاری کا ثواب کم نہ ہوگا، بلکہ بعد اموات ترقی کرے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

منْ قرأ الاخلاص احدی عشر مرّۃ ثمّ وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات ◄ ۱۵۰۔

رواہ الطبرانی والدارقطنی۔

جو سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اموات مسلمین کو اس کا ثواب بخشے بعدد اموات اجر پائے۔ اسے طبرانی اور دار قطنی نے روایت کیا۔ت باقی اصل مسئلہ کی تحقیق اور ہر ایک کو پورا ثواب پہنچنے کی توثیق ہمارے فتوی میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۱: از بندر کراچی محلہ جمعدار گل محمد مکرانی مرسلہ مولوی عبدالرحیم مکرانی ۲۷ شعبان ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے کرام ومفتیان عظام رحمکم ربکم اندرین مسئلہ کہ اگر گروہ صبیان قرآن خواندہ یا دیگر اعمال حسنہ کردہ وثواب بموتٰی بخشد، شرعامی رسد یا نہ؟ بینوا الجواب بسند الکتاب وتوجروا عند اللہ بحسن المآب صاحباً حسبۃ للہ تعالیٰ، جواب این مسئلہ بعبارت شافی و دلائل کافی از کتب فقہ حنفیہ و حدیث شریفہ مع حوالہ کتب فقہ نوشتہ وبمواہیر علمائے اعلام آنجائے ثبت نمودہ بفرستند کہ عند اللہ ماجور وعندالناس مشکور خواہند شد، چراکہ درباب این مسئلہ درمیان علمائے بندر کراچی مباحثہ واختلاف افتادہ است آخر الامر طرفین برین قرار دادہ اند کہ ہر جوابیکہ علمائے کرام بریلی دہند، بباید کہ جانبین تسلیم نمایند۔

علمائے کرام ومفتیان عظام' آپ پر خدا کی رحمت ہو' اس مسئلہ میں کیا ارشاد ہے کہ اگر بچوں کی جماعت قرآن پڑھ کر یا دوسرے نیک اعمال کر کے اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو شرعاً پہنچتا ہے یا نہیں؟ کتاب کی سند سے واضح جواب دیں اور خدا کے یہاں حسن انجام کا ثواب لیں۔ حضور! خالصاً للہ اس سوال کا جواب شافی عبارت اور کتب فقہ حنفی وحدیث شریف کے دلائل سے کتب فقہ کے حوالوں کے ساتھ تحریر فرما کر اور وہاں کے علمائے اعلام کی مہریں ثبت فرما کر ارسال فرمائیں' خدا کے یہاں اجر پائیں گے اور لوگ شکر گزار ہوں گے ا

س مسئلہ میں بندر کراچی کے علماء میں مباحثہ اور اختلاف واقع ہوا۔ آخر طرفین نے یہ طے کیا کہ بریلی کے علمائے کرام جو جواب دیں وہ جانبین تسلیم کریں۔ت

الجواب

اللھم لک الحمد صل علی المصطفی واٰلہ العمد ہر قربتے کہ صبی اہل آنست نہ ہمچو اعتاق و صدقہ وہبہ مال کہ اصلا از وصورت نہ بندد چو از صبی عاقل اداشود برقول جمھور ومذہب صحیح ومنصور ثوابش ہم ازان ا وباشد علامہ استروشنی درجامع صغار فرماید حسنات الصبی قبل ان یجری علیہ القلم للصبی لا لا بویہ لقولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الاماسعٰی ھذا قول عامۃ مشائخنا ◄۱۵۱ ۔اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے حضرت محمد مصطفیٰ اور ان کی آل معتمد پر درود نازل فرما۔ ہر وہ قربت کہ بچہ جس کا اہل ہے غلام آزاد کرنا، صدقہ کرنا، مال کا ہبہ کرنا اور اس طرح کی قربتیں نہیں کہ یہ بچّے سے واقع ہو نہیں سکتیں جب عاقل بچّے سے وہ ادا ہو گی تو قول جمہور اور مذہب صحیح و منصور یہ ہے کہ اس کا ثواب بھی بچے ہی کے لیے ہوگا، علامہ استروشنی جامع صغار میں فرماتے ہیں: بچے کی نیکیاں جو اس پر قلم جاری ہونے سے قبل ہوں وہ بچے ہی کے لیے ہیں اس کے والدین کے لیے نہیں کیونکہ ارشاد باری ہے: انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کوشش کی ___ یہ ہمارے عامہ مشائخ کا قول ہے۔ت

علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری دراحکام الصیبان از کتاب الاشباہ فرماید: علامہ زین العابدین ابن نجیم مصری کتاب الاشباہ کے احکام الصیبان میں فرماتے ہیں:

تصح عباداتہ وان لم تجب علیہ واختلفوا فی ثوابھا والمعتمد انہ لہ وللمعلم ثواب التعلیم، وکذا جمیع حسناتہ ◄۱۵۲۔

بچے کی عبادتیں صحیح ہیں اگرچہ اس پر واجب نہیں' ان کے ثواب کے بارے میں اختلاف ہے۔ معتمد یہ ہے کہ ثواب بچے ہی کے لیے ہوگا' اور معلم کو سکھانے کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح اس کی تمام نیکیوں کا حال ہے۔ ت

باز علمائے مااصولاً وفروعاً تصریحات جلیه دارند که انسان رامی ر سد که ثوا ب اعمال خودش ازاں با غیرے کند کما نص علیه فی الهداية وشروحها والملتقى والدر و خزانة المفتين والهندية وغيرها من كتب المذهب۔ علمائے کرام ایں سخن راہمچناں مرسل ومطلق گزاشته اند وہیچ بوئے از تخصیص وتقیید نداده، پس آں چنانکه باطلاق اعمال برشمول فرائض وتناول عملیکه ابتداء برائے خود بےنیت غیر کرده باشد وبه ارسال غیر بر دخول حضور پر نور سید الانبیاء علیه وعلیهم افضل الصلوة و الثناء استدلال کرده اند ہمچناں اطلاق انسان بردخول صبیان دلیلے کافی است تا آنکه برہانے صحیح استثنائے آناں قائم شود و خود آں برہان کجا وکدام ۔پھر کتب اصول وفروع میں ہمارے علماء کی روشن تصریحات موجود ہیں که انسان اپنے اعمال کا ثواب دوسرے کے لیے کرسکتاہے۔جیسا که ہدایه، شروح ہدایه، ملتقی، دُرمختار، خزانة المفتین، ہندیه وغیرہا کتب مذہب میں اس کی صراحت ہے ت علمائے کرام نے یہ کلام اسی طرح مُرسَل ومطلق رکھا ہے۔ کسی تخصیص وتقیید کا اشارہ ونشان نہ دیا___ تو جس طرح اعمال کو مطلق ذکر کرنے سے علماء نے یہ استدلال کیا کہ یہ حکم فرائض کو بھی شامل ہے اور اس عمل کو بھی جسے ابتداء میں اپنے لیے دوسرے کی نیت کے بغیر کیا ہو___ اور جس طرح ''غیر'' کے عموم سے یہ استدلال کیا کہ اس میں حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والثناء بھی داخل ہیں اسی طرح لفظ ''انسان'' مطلق مذکور ہونا اس بات کی کافی دلیل ہے کہ اس میں بچے بھی داخل ہیں جب تک کہ کوئی صحیح برہان ان کے استثناء پر قائم نہ ہو جائے مگر ایسی برہان کہاں اور کون؟ ت

فی ردالمحتار فی البحر بحثا ان اطلاقھم شامل للفریضۃ ◄ ۱۵۳ وفیہ' عنہ ان الظاھر انہ لافرق بین ان ینوی بہ عند الفعل للغیر اوبفعلہ لنفسہ ثم بعد ذلک یجعل ثوابہ لغیرہ لاطلاق کلامھم ◄ ۱۵۴

ردالمحتار میں ہے: بحر میں بطور بحث ہے کہ علماء کا اعمال کو مطلق ذکر کرنا فرض کو بھی شامل ہے اھ اور اسی میں اسی بحر کے حوالے سے ہے: ظاہر یہ ہے کہ میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ عمل کے وقت دوسرے کے لیے کرنے کی نیت کی ہو یا اپنے لیے کرنے کی نیت کی ہو، پھر اس کا ثواب دوسرے کے لیے کردے۔ اس لیے کہ کلام علماء میں اطلاق ہے، ایسی کوئی قید نہیں اھ

فیہ قلت وقول علمائنا لہ ان جعل ثواب عملہ لغیرہ یدخل فیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ احق بذلک حیث انقذنا من الضلالۃ ◄ ۱۵۵۔

اسی میں ہے: میں نے کہا: ہمارے علما کا قول ہے کہ " وہ اپنے عمل کا ثواب "دوسرے" اپنے غیر کے لیے کرسکتا ہے" ___ تو اس میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہیں اس لیے کہ وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ حضور نے ہی ہمیں گمراہی سے نجات دی اھ ت

نہایت آنچہ اینجا بخاطر خطور تو ان کرد آن ست کہ نزد اصحاب معشر حنفیہ عمھم اللہ بالطافہ الخفیہ ۔ این کار ہبہ ثواب وابدائے آنست وصبی ازاہل تبرع نیست۔

زیادہ سے زیادہ جو شبہ یہاں دل میں گزر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے علمائے حنفیہ کے نزدیک ___ ان پر اللہ کی پوشیدہ عنایتیں عام ہوں ___ یہ عمل ثواب کا ہبہ اور ہدیہ ہے اور بچہ تبرّع اپنی طرف سے بھلائی اور احسان کے طور پر کچھ کرنے کا اہل نہیں ہے۔ت

اقول وبا للہ التوفیق صبی عاقل ازہر گونہ تبرع محجورنیست۔ منشائے حجر ہمیں ضررست ۔ ولو فی الحال کما فی القرض ولوبالا

حتمال کمافی البیع آنجا که ہیچ ضرر نیست در حجر نظر نیست بلکه خلاف نظر وعین اضرار ست که بمشابه الحاق اوبجماد واحجار ست۔ آخر نه بینی که صبی بالاجماع ازاہل ابتداء بسلام است بلکه مودبش را باید که اگرخود گرنبا شد تعلمیش نماید۔ حالانکه این نیز از باب تبرع است تاآنکه درحدیث او را صدقه نامیده اند ابو داؤد عن ابی ذر رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تسلیمه علی من لقی صدقة ◄۱۵۶ ۔ ہمچنان بابرادر خود بکشاده روی سخن فرمودن وباظهار بشاشت دندان سپیده نمودن البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن حبان فی صحیحهما عنه رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم تبسمک فی وجه اخیک لک صدقة ◄۱۵۷۔

اقول وبا اللہ التوفیق میں کہتا ہوں، اور توفیق خدا ہی سے ہے۔ت عاقل بچہ ہر طرح کے تصرف سے مجور نہیں حَجۡر کا معنٰی تصرف سے روک دینا حجر کا منشا یہی ضرر ہے اگرچہ فی الحال نقصان ہو جیسے قرض دینے میں یا اس کا احتمال ہو جیسے بیع میں ___ جہاں کوئی ضرر نہیں وہاں حجر میں نظر اور بچہ کی رعایت نہیں بلکہ یہ خلاف نظر اور بعینہٖ ضرر رسانی ہے کہ گویا اسے جماد اور پتھر سے لاحق کر دینا ہے۔

دیکھئے کہ بچہ بالاجماع اس کا اہل ہے کہ سلام میں پہل کرے بلکہ اس کے مربی کو چاہئے کہ اگر خود اس کا عادی نہ ہو تو اسے سکھائے حالانکہ یہ بھی تبرع ہی کے باب سے ہے یہاں تک کہ حدیث میں اسے صدقہ کا نام دیا گیا ہے۔ ابوداؤد حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ملے اس سے سلام کرنا صدقہ ہے۔''

اسی طرح اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے بات کرنا اور اظہار بشاشت کے ساتھ مسکرانا ___ امام بخاری نے ادب المفرد میں اور ترمذی وابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں ان ہی حضرت ابوذر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کے سامنے تیرا تبسم کرنا تیرے لیے صدقہ ہے۔ ت

ہمچنان راہ گم کردہ را بذکر معالم طریق دلالت کرد ن احمد والشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل الطریق صدقۃ ◄۱۵۸ وفی حدیث ابی ذر المذکور ارشادک الرجل فی ارض الضلال صدقۃ ◄۱۵۹۔

اسی طرح راستہ بھول جانے والے کو راہ کے نشانات بتا کر راہنمائی کردینا ___ امام احمد اور بخاری و مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "راستہ بتانا صدقہ ہے" ____ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور میں ہے: "جہاں کوئی راہ بھٹک جائے اس کی رہنمائی کردینا صدقہ ہے۔" ت

ہمچنان کر راسخن شنواند ان الخطیب فی جامعہ عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسماع الاصم صدقۃ ◄۱۶۰۔

اسی طرح بہرے شخص کو بات سنوانا ___ خطیب اپنی جامع میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بہرے کو سنانا صدقہ ہے۔"

ہمچنان کہ باکسیکہ جماعت نیافت اقتداء نمودن احمد وابوداؤد وابن حبان والحاکم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الارجل یتصدق علی ھذا فیصلی معہ ◄۱۶۱۔

اسی طرح جس شخص نے جماعت نہ پائی اس کی اقتداء کرنا ____ امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: " ارے کوئی ایسا شخص نہیں جو اس پر صدقہ کردے کہ اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔" ت

ہمچناں انواع برکثیر ووافراست ودرآنہائے وبرروئے صبیان مسلمین فراز نیست تازیانے یااندیشہ اونباشد ازیں ہمہ بگز روبالا تر شنو، ترامیر سد کہ پسر خود پسران ماذون ہر کرا خواہی کہ بے حاجت با ذن کسے و محجور را از ولی پر سیدہ در خصومات خویش وکیل کنی یامتاع خودت فروختن یاکالائے برائےتو خریدن فرمائی بےآ نکہ نام اجر ے درمیان باشد، ایں خود خبر تبرع چیست۔ امارو ا داشتند کہ زیانے نہ پنداشتند بلکہ تصحیح عبارات او ر اسود نگاشتند، درجامع الصغار است فی وکالۃ الذخیرۃ اذا وکل صبیا یبیع عبدہ، او وکلہ بان یشتری لہ شیئا فباع واشتری جاز اذاکان یعقل ذلک فلا عہدۃ علی الصبی وانما العہدۃ علی الأمر، وکذلک لو وکل صبیا بالخصومۃ جاز بعد ان یکون الصبی بحیث یعقل مایقول ومایقال وھذہ المسئلۃ فی الحاصل علی وجہین اما ان یکون صبیہ اوصبی غیرہ فان وکل صبیہ جاز ولایستامر احد ا وان وکل صبی غیرہ فان کان ماذونا لہ فی التجارۃ لایستامرولیہ فان اذن ولیہ جاز لہ ان یوکلہ وھذا لان استعمال صبی الغیر بغیر اذن الولی لایجوز، وباذنہ یجوز، قالو اوھذہ المسئلۃ روایۃ ان للاب ان یعیرہ ولدہ وقد اتفق علیہ المشائخ وھل لہ ان یعیر مال ولدہ بعض المتاخرین قالو الہ ذلک وعامتھم علیٰ انہ لیس لہ ذلک ثم ان محمدًا رحمہ اللہ تعالیٰ جوز بیع الصبی المحجور علیہ وشراہ لغیرہ ولم یجوز بیعہ وشراءہ لنفسہ لان بیعہ و شراہ لنفسہ مترددان بین النفع والضرر واما بیعہ وشراءہ لغیر علیٰ وجہ لایلزم العہدۃ نفع محض لان فیہ تصحیح عبارتہ والصبی العاقل من اھل التصرفات النافعۃ المحضۃ کقبول الھبۃ وغیر ذلک وانما لایلزم العہدۃ لان فیہ ضرر للصغیرا الخ ◄ ۱۶۲

اس طرح کی بہت سی اور کثیر نیکیاں ہیں ــــــ اور ان کا دروازہ مسلمان بچوں پر بند نہیں جب تک کہ کوئی نقصان یا اندیشہ نقصان نہ ہو۔ان سب سے آگے بڑھئے اور بلند تر سنئے ــــــ انسان اپنے لڑکے کو، یا ماذون لڑکوں میں سے جس کو چاہے ــــــ بغیر اس کے کہ کسی کے اذن کی حاجت ہو ــــــ اور مجور ہو تو اس کے ولی سے پوچھ کر، اپنے مقدمات میں وکیل بنا سکتا ہے یا اسے اپنا سامان بیچنے یا اپنے لیے کوئی سامان خریدنے کا حکم دے سکتا ہے، بغیر اس کے کہ درمیان میں کسی اجرت کا نام ہو ــــــ یہ خود تبرّع نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر علما نے اسے ناجائز رکھا کیونکہ اس میں کوئی نقصان نہ سمجھا، بلکہ اس کی عبارت کی تصحیح کو فائدہ قرار دیا۔ جامع الصغار میں ہے: ذخیرہ کتاب الوکالۃ میں ہے: اپنا غلام بیچنے کے لیے کسی بچے کو وکیل بنایا اور بچے نے خرید وفروخت کیا تو جائز ہے جبکہ بچہ اسے سمجھتا ہو اور ذمہ بچے پر نہیں بلکہ آمر پر ہوگا ــــــ اسی طرح اگر کسی بچے کو مقدمے کا وکیل بنایا تو جائز ہے جبکہ یہ سمجھتا ہو کہ خود کیا کہہ رہا ہے اور اس سے کیا کہا جارہا ہے، بلحاظ حاصل اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں: ا یا تو خود اس کا بچہ ہوگا ۲ یا دوسرے کا ہوگا، اگر اپنے بچہ کو وکیل بنایا تو جائز ہے اور کسی سے اجازت نہیں لینا ہے۔اور اگر دوسرے کے بچے کو وکیل بنایا تو دو حالت ہے اگر وہ تجارت کے لیے ماذون تھا تو اس کے ولی سے اجازت لے ــــــ اگر اس نے اجازت دے دی تو اسے وکیل بنانا جائز ہے ــــــ یہ اس لیے کہ دوسرے کے بچے سے اجازت ولی کے بغیر کام لینا جائز نہیں، اور اس کے اذن سے ہو تو جائز ہے ــــــ علماء نے فرمایا: اس مسئلہ سے متعلق ایک روایت ہے وہ یہ کہ باپ اپنے بچے کو عاریۃً دے سکتا ہے، اس پر مشائخ کا اتفاق ہے۔ اپنے بچے کے مال کو عاریۃً دے سکتا ہے یا نہیں؟ بعض متاخرین نے کہا دے سکتا ہے۔ اور اکثر اس پر ہیں کہ باپ کو اس کا اختیار نہیں ــــــ پھر جو بچہ مجور ہے وہ اگر دوسرے کے لیے خرید وفروخت کرے تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے جائز رکھا ہے، اور اپنے لیے خرید وفروخت کرے تو اس کو جائز نہ قرار دیا اس لیے کہ اپنے لیے اس کی جو خرید وفروخت ہوگی اس میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہے اور دوسرے کے لیے جب اس طور پر خرید

وفروخت ہوگی کہ ذمہ بچے پر نہ آئے تو اس میں اس کے لیے محض نفع ہے کیونکہ اس کی تعبیر اور گفتگو صحیح قرار پاجاتی ہے ___ اور عاقل بچہ ایسے تصرفات کا اہل ہے جن میں صرف نفع ہو جیسے ہبہ قبول کرنا وغیرہ ____ اور ذمہ بچہ پر نہ آئے گا اس لیے اس میں بچہ کا ضرر ہے الخ ت

ہمچناں درفصل سی وچہارم از جامع الفصولین در احکام الصبیان است ◄۱۶۳ والعبارة الاولی اتم فائدة واعظم عائدة

اس طرح جامع الفصولین کی فصل ۳۴ میں بچوں کے احکام کے بیان میں ہے ____ مگر عبارت بالا زیادہ مفید اور عظیم نفع کی حامل ہے۔

پس بوضوع پیوست که صبی اگر چه محجور است ازتبرع بے ضرر، محجور نیست هذه کبری ولنبین صغری چوں بتوفیقه تعالیٰ برہنمائی فقه وحدیث درمانحن فیه، نظر مے کنیم ہبه ثواب واہدائے اوبمسلمانے رابحمد الله تعالیٰ نفع بے ضرر مے یابیم این نه ہمچور ہبه مال ست که چو بکسےدہی از خود گم کنی، تانز دتست بدیگرے نه رسد چوں بدیگرے رسد پیش تونماند این جابسعت فضل وکمال کرم رب العزة جل جلاله ہم ثواب تونزد توماند۔ وہم بموہوب له پرسد بلکه بایں کار خوب ثواب توده بالاشود - پس این نفع بقصور وتجارة لن تبورا ست۔ اس کی تفصیل سے واضح ہوگیا کہ بچہ اگرچہ مجور ہو مگر بے ضرر تبرّع سے مجور نہیں ہے یہ کبرٰی ہوا اب ہم صغرٰی بیان کرتے ہیں، بتوفیق الٰہی جب ہم فقہ وحدیث کی رہنمائی میں زیر بحث مسئلہ میں غور کرتے ہیں تو کسی مسلمان کو ثواب ہبہ وہدیہ کرنے کو بحمدہٖ تعالیٰ ہم نفع بے ضرر پاتے ہیں ____ یہ ہبہ مال کی طرح نہیں کہ مال جب کسی کو دیا تو اپنے پاس سے گیا۔ اور جب تک اپنے پاس ہے دوسرے کے پاس پہنچ جائیگا تو اپنے پاس نہ رہے گا۔ یہاں وسعتِ فضل الٰہی اور کمال ربانی سے ہدیہ کرنے والے کا ثواب خود اس کے پاس بھی رہتاہے، اور موہوب لہ کے پاس بھی پہنچتاہے بلکہ اس عمل کی

وجہ سے خود اس کا ثواب دس گنا ہو جاتا ہے تو یہ ایسا نفع ہے جس میں کوئی کمی نہیں، اور ایسی تجارت ہے جس میں ہرگز کوئی خسارہ نہیں۔

درحدیث ۱ : است که حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسم فرمود من حج عن میّت فللذی حج مثل اجرہ ◄۱۶۴۔ ہر کہ از جانب مردہ حج کند مراد را مثل ثواب آں میّت باشد رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۱: حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی وفات یافتہ کی جانب سے حج کرے اس کے لیے بھی ثواب میّت کے مثل ثواب ہو، اسے طبرانی نے معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث ۲ : کہ حضور اقدس صلوات اللہ تعالی و سلامہ علیہ فرمود اذا تصدق احدکم بصدق تطوعا فلیجعلها من ابویه فیکون لهما اجرها فلا ینقص من اجره شیئ ◄۱۶۵۔ چوں کسے از شما صدقہ نافلہ کردن خواہد باید کہ اورا از مادر وپدر خود گرداند کہ ایشاں راثواب اوباشد واز ثواب ایں کس چیز نکاہد رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما۔

حدیث ۲ : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص نفل صدقہ کرنا چاہے تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی جانب سے کردے کہ انھیں اس کا ثواب ملے گا اور اس شخص کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اسے طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن عُساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث ۳ : روی نحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاویة بن حَیَدة القُشَیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حدیث ۳: اسی کے ہم معنی دیلمی نے مسند الفردوس میں معاویہ بن حَیدہ قُشَیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴ : که فرمود صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من مر علی المقابر وقرأ قل هوالله احد، احدٰی عشرة مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات ◄۱۶۶ ہر که بگورستان گزرد وسوره اخلاص یازده بارخوانده بمردگان بخشد بشمار مردگان ثوابش داده شود۔ رواه الدار قطنی والطبرانی والدیلمی والسلفی عن امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه۔

حدیث ۴: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبرستان سے گزرے اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے اسے مردوں کی تعداد کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ اسے دار قطنی، ویلمی اور سلفی نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ سے روایت کی ہے۔

حدیث ۵ : که فرمود صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه ومنهما ◄۱۶۷ الحدیث چوں کسے ازوالدین خودش حج کند ہم ازقبول کرده شود وہم ایشاں رواه الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی الله تعالیٰ عنه۔

حدیث ۵: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو اس کی جانب سے بھی قبول کیا جائے اور ان کی جانب سے بھی ____ اسے دار قطنی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

پیداست که معنی قبول ہمیں عطائے ثواب ست کما نص علیه العلماء ولذا قال فی التیسیر ای اثابه واثابهما علیه فیکتب له ثواب حجة مستقلة ولهما کذالک ◄۱۶۸۔

ظاہر ہے کہ قبول کا معنٰی یہاں ثواب دینا ہے۔ جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح فرمائی۔ اسی لیے تیسیر میں فرمایا: یعنی اس پر اسے بھی ثواب دے اور اس کے ماں باپ کو بھی ثواب دے تو اس کے لیے بھی مستقل حج لکھے اور ان کے لیے بھی ویسا ہی۔

حدیث ٦ : کہ فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حج عن ابیہ او عن امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج ◄ ١٦٩ ہر کہ از پدر و مادر خود حج کرد پس بدرستے کہ حج ازاو ادا کرد خودش فضیلت دہ حج یافت رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث ٦ : رسول انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کیا تو بے شک اس کی جانب سے حج ادا کر دیا اور خود دس حج کی فضیلت پائی ___ اسے دار قطنی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

در ردالمحتار است الثواب لاینعدم کما علمت ◄ ١٧٠ ای اذا اھدی ثواب علمہ لغیرہ وصل الیہ ولم ینعدم من عندہ۔ ردالمحتار میں ہے: ثواب معدوم نہیں ہو جاتا جیسا کہ معلوم ہوا اھ ___ یعنی جب اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو ہدیہ کیا تو اس کے پاس پہنچ گیا اور خود ہدیہ کرنے والے کے پاس سے فنا نہ ہوا۔

وفیہ عن العلامۃ نوح أفندی عن مناسک القاضی حج الانسان عن غیرہ افضل من حجہ عن نفسہ ◄ ١٧١ الخ اسی ردالمحتار میں علامہ نوح آفندی سے منقول ہے وہ مناسک قاضی سے ناقل ہیں: انسان کا دوسرے کی جانب سے حج کرنا خود اپنی طرف سے حج کرنے سے افضل ہے الخ۔

وفیہ عن التاتار خانیۃ عن المحیط، الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیئ اھ قال وہو مذہب اھل السنۃ والجماعۃ ◄ ١٧٢ الخ۔ اور اسی میں تاتار خانیہ سے، اس

میں محیط سے منقول ہے: جو کوئی نفل صدقہ کرے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ تمام مومنین و مومنات کی نیت کرلے کہ وہ ان سب کو پہنچے اور اس کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا اھ
۔۔۔ فرمایا: یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے الخ۔

بالجملہ اہدائے ثواب ہمچو روشن کردن چراغ از چراغ ست، کہ ازیں چراغ چیزے نہ کاہد۔ وہ چراغ دیگر روشنائی یابد، وشک نیست کہ صبی ازہمچو تبرّع زنہار محجور نیست بلکہ چراغ افروختن نیز نظیر او نتوان شد کہ آنجار اگر از چراغ چیزے کم نشود فزوں ہم نشود واینجا ثواب واہب یکے دہ می شود واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ مختصر یہ کہ ثواب ہدیہ کرنا ایسا ہے جیسے چراغ سے چراغ جلانا کہ اس چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا اور دوسرے چراغ کو روشنی مل جاتی ہے ۔۔۔۔ اور بلاشبہ بچہ اس طرح کے تبرّع سے ہرگز مجور نہیں ۔۔۔ بلکہ چراغ جلانا بھی اس کی نظیر نہیں ہوسکتی کہ وہاں اگر چراغ سے کچھ کم نہیں ہوتا تو کچھ زائد بھی نہیں ہوتا۔ اور یہاں ہبہ کرنیوالے کا ثواب ایک کا دس ہوجاتا ہے۔ اور اللہ جس کیلئے چاہے اور زیادہ کرتا ہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

بمثل فرض کن اگر در محسوس نیز صورتے ہمچناں یافتہ شدے کہ صبی درہمی دہد وآں درہم ہم بموہوب لہ رسد و ہم بدست صبی برقرار ماند و یکے دہ گرد د آیا معقول بود کہ شرع مطہر صبی راازہمچوتصرف بازداشتے حاش للہ حجر برائے نظر ووضع ضرراست نہ بہر دفع نفع والحاق بحجراین ست دریں مسئلہ طریق نظر۔ بطور مثل فرض کیجئے اگر عالم محسوس میں بھی کوئی ایسی صورت ہوتی کہ بچہ ایک درہم دے وہ درہم موہوب لہ کے پاس بھی پہنچے اور بچے کے ہاتھ میں بھی برقرار رہے اور ایک کا دس ہوجائے تو کیا یہ متصور تھا کہ شرع مطہر بچے کو ایسے تصرف سے روک دیتی ۔۔۔۔ حاشا للہ! حجر ضرر دور کرنے پر نظر کے لیے ہے نفع دور کرنے اور حجر پتھر سے لاحق کرنے کے لیے نہیں ہے ۔۔۔۔ یہ اس مسئلہ میں طریق نظر ہے۔ ت

ثم اقول وبالله التوفیق ہمانا از کلمات علماء نص جزیہ برآریم علمائے، مادر عامہ کتب تصریح فرمودہ اند کہ مسئلہ حج عن الغیر برہماں اصل کلی مبتنی ست کہ انسان رامی رسد کہ ثواب عملش ازاں دیگرے کند۔ فی الھدایہ باب الحج عن الغیر: الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلٰوۃ ا او صوما او صدقۃ اوغیرھا عنداھل السنۃ والجماعۃ ◄۱۷۳ ومثلہ فی خزانۃ المفتین برمز "ہ" لھا۔

ثم اقول وباللہ التوفیق پھر میں کہتا ہوں اور توفیق خدا تعالیٰ ہی سے ہے۔ت کلمات علماء سے ہم خود اس جزیہ کی صراحت لائیں۔ ہمارے علماء نے عامہ کتب میں تصریح فرمائی ہے کہ دوسرے کی جانب سے حج کی بنیاد اسی قاعدہ کلیہ پر ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر سکتا ہے ـــــ ہدایہ باب الحج عن الغیر میں ہے: اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک انسان کو حق حاصل ہے کہ اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کے لیے کردے۔ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اور کچھ 'اھ اسی کے مثل خزانۃ المفتین میں ہدایہ کے لیے "ہ" کے رمز کے ساتھ ہے۔

و فی الدر باب الحج عن الغیر الاصل ان کل من اتی بعبادۃ مّالہ جعلُ ثوابھا لغیرہ ◄۱۷۴

درمختار باب الحج عن الغیر میں ہے: اصل یہ ہے کہ جو شخص بھی کوئی بھی عبادت کرے اسے اختیار ہے کہ اس کا ثواب دوسرے کے لیے کردے اھ'

وفی الھندیہ عن الغایۃ کالھدایۃ مع زیادۃ مفیدۃ وفی ملتقی الابحر اخر الباب وللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ فی جمیع العبادات ◄۱۷۵ قال فی شرح مجمع الانھر ھذا وقع فی معرض العلۃ لما قبلہ ◄۱۷۶ پس ثابت شدکہ حج ازدیگرے کردن از باب اہدائے ثواب است، ورنہ این تفریع راچہ محل بودے، حالا باید دیدکہ صبی نیز حج عن الغیر تواں کرد یانہ، درکتب مذہب تصریحات جلیہ است کہ

می تواں کرد۔ در تنویر الابصار است یشترط اهلیة المامور لصحة الافعال ◀۱۷۷۔

ہندیہ میں غایہ کے حوالے سے عبارت ہدایہ کی طرح ایک مفید اضافے کے ساتھ ہے۔ ملتقی الابحر باب مذکور کے آخر میں ہے: انسان کو تمام عبادات پر اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر دے اھ اس کی شرح مجمع الانھر میں ہے: یہ عبادت بیان ماقبل کے علت کی منزل میں ہے ــــــ تو ثابت ہوا کہ دوسرے کی جانب سے حج کرنا اہدائے ثواب کے باب سے ہے ــــ ورنہ اس تفریع کا کیا موقع ہوتا ــــ اب دیکھنا چاہئے کہ بچہ بھی دوسرے کی جانب سے حج کر سکتا ہے یا نہیں؟ ــــ کتب مذہب میں روشن تصریحات موجود ہیں کہ کر سکتا ہے ــ تنویر الابصار میں ہے: صحتِ افعال کے لیے مامور کا اہل ہونا شرط ہے

درحاشیة علامه طحطاوی است عبر بالصحة دون الوجوب لیعم المراهق فانه اهل للصحة دون الوجوب◀۱۷۸۔

حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے: "صحت" سے تعبیر فرمائی "وجوب" سے نہیں۔ تاکہ مراہق قریب البلوغ لڑکے کو بھی شامل ہو کیونکہ حج کی ادائیگی اس سے صحیح ہے مگر اس پر واجب نہیں

در درمختار است فجاز حج الصرورة والمرأة والعبد والمراهق وغیرہم اولی لعدم الخلاف ◀۱۷۹ ملخصا۔ ودر ردالمحتار است الشرط هو الاهلیة دون الذکورة والحریة والبلوغ ◀۱۸۰ ملخصا

درمختار میں ہے: صرورہ جس نے اپنا حج اسلام نہ کیا ہو عورت، غلام اور مراہق کا حج جائز ہے اور ان کے علاوہ حج بدل کے لیے ہوں تو بہتر ہے تاکہ اختلاف ائمہ نہ رہے اھ ملخصا ــــ ردالمحتار میں ہے: شرط صرف اہلیت ہے۔ مرد ہونا، آزاد ہونا، بالغ ہونا شرط نہیں اھ ملخصا

وہم دراں ازلباب درتعداد شرائط آورد والتاسع عشر تمیز المامور فلا یصح احجاج صبی غیر ممیز ویصح احجاج المراهق ◀۱۸۱

ہم دران ست هذه الشرائط كلها فى الحج الفرض واما النفل فلا يُشترط فيه شيئى منها الا السلام والعقل والتمييز ◄۱۸۲____
ہمچناں در مناسک علامہ سندی است

اسی میں لباب سے تعداد شرائط میں نقل ہے: انیسویں شرط یہ ہے کہ مامور باتمیز سمجھدار رہو، تو نا سمجھ بچے سے حج کرانا صحیح نہیں اور مُراہق سے حج کرانا صحیح ہے ____ اسی میں ہے: یہ ساری شرطیں حج فرض میں نفل میں اسلام، عقل اور تمیز کے سوا کوئی شرط نہیں اسی طرح مناسک علامہ سندی میں ہے ___

ودر ہندیة ازغاية السروجى شرح ہداية از علامه كرمانى آورد الافضل ان يكون عالما بطريق الحج وافعاله ويكون حرا عاقلا بالغا ◄۱۸۳

ہندیہ میں غایۃ السروجی از علامہ کرمانی کے حوالے سے ہے: افضل یہ ہے کہ طریقہ حج اور افعال حج سے باخبر ہو اور آزاد، عاقل، بالغ ہو اھ

اقول المراد بالعاقل مايقابل المعتوه الذى حكمه حكم الصبى العاقل دون ما يقابل المجنون لان اصل العاقل شرط صحة العبادات والكلام ھٰهنا فى الافضلية وكان الحاصل ان الافضل ان لايكون عبد اولامعتوها ولا صبيا مميزا وانما اكثرنا من النقول فى المسئلة لما وقع فى بعض نسخ اللباب من تصحيف اوقع الشارح فى بحث مضطرب وقداجبنا بحول الله تعالیٰ فى ما علقنا على طرقه بمالا مزيد عليه ولاحاجة بنا الى الاطالة بايراداه هنا ط باز برظاہر الروايةمو يد بنصوص صراح احاديث صحاح كه نفس عمل از جانب آمرواقع شود۔ ايں معنى درايں كارما رامؤ يد راست كه چوں صبى مميزاصل عمل بهر ديگرے وازاں او مے تواں كرد وہبہ ثواب يكے ازتوابع اُوست وذلك قوله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فيما روينا عنه تقبل منه ومنهما كما اسفلنا پس از مجرد اہدائے ثواب مانع كيست وجا حر چيست

.سخن اینجا درازاست ودرفیض الٰهی بازامابرہمیں قدر بسندہ کنیم حامدین لربنا علی جودہ ونو الہ ومصلین علی سیدنامحمد واٰلہ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اقول یہاں عاقل سے مراد معتوہ کا مقابل ہے جس کا حکم عاقل بچے کا ہے، مجنون کا مقابل مراد نہیں اس لیے کہ نفس عقل تو تمام عبادات کی ''صحت'' کے لیے شرط ہے، اور یہاں کلام ''افضلیت'' کے بارے میں ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ افضل یہ ہے کہ نہ غلام ہو، نہ معتوہ۔ نہ ممیز بچہ ___ ہم نے اس مسئلہ میں حوالے زیادہ پیش کئے جس کی وجہ یہ ہے کہ لباب کے بعض نسخوں میں کچھ خطائے کتابت واقع ہوئی جس نے شارح کوایک بااضطراب بحث میں ڈال دیا جس کا جواب بعونہ تعالیٰ ہم نے اس کے حاشیہ میں کامل طور پر دے دیا ہے یہاں اسے ذکر کرکے کلام طویل کرنے کی ضرورت نہیں ____ پھر ظاہر الروایہ کی بنیاد پر جو صحیح احادیث کے صریح نصوص سے تائید یافتہ ہے کہ نفس عمل آمر کی جانب سے واقع ہوتا ہے۔ یہ معنیٰ اس کام میں ہمارے لیے زیادہ مؤید ہے کہ جب ممیز بچہ اصل عمل دوسرے کے لیے اور اس کے حق میں کرسکتا ہے اور ثواب ہبہ کرنا بھی اس کے توابع میں سے ایک ہے اور وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روایتِ مذکورہ میں یہ ارشاد ہے کہ ''اس سے اور اس کی ماں باپ دونوں کی جانب سے قبول کیا جائے'' تو ثواب ہدیہ کرنے سے مانع کون ہے اور رکاوٹ کیا ہے؟ کلام یہاں طویل ہے اور فیض الٰہی کا دروازہ کشادہ، مگر ہم اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں اس کے ساتھ اپنے رب کی، اس کے جودوکرم پر حمد کرتے ہیں اور اپنے آقا حضرت محمد اور ان کی آل پر درود بھیجتے ہیں اور خدائے پاک وبرتر خوب جاننے والا ہے، اور اس ذات بزرگ کا علم زیادہ کامل اور محکم ہے۔ ت

مسئلہ ۲۴۲: ازالہ آباد مدرسہ سبحانیہ دار الطلباء مرسلہ محمد سعید الحسن صاحب ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے یہ دستور مقرر کر رکھا ہے کہ ہر ششماہی یا سالانہ یوم معین وتاریخ مقررہ پر اپنے پیر کا عرس ہوا کرے، لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ جو شخص یہ

عرس کرے اور عرس کی نیاز کردہ شیرینی کھائے گا اوپر بلاشبہ جنت مقام دوزخ حرام ہے' یہ کہنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

یہ کہنا جزاف اور یاوہ گوئی ہے ◄ ۱۸۴۔ اللہ جانتا ہے کہ کس کا جنت مقام اور کس پر دوزخ حرام' عرس کی شیرینی کھانے پر اللہ تعالیٰ ورسول کا کوئی وعدہ ایسا ثابت نہیں جس کے بھروسہ پر یہ حکم لگا سکیں' تو یہ

تَقَوُّل علی اللہ اللہ تعالیٰ پر اپنی طرف سے لگا کر کچھ بولنا۔ت ہوا اور وہ ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: اطلع الغیب ام اتخذ عند الرحمٰن عھدا ◄ ۱۸۵

کیا اس نے غیب دیکھ لیا ہے یا رحمان کے یہاں کوئی عہد کر رکھا ہے۔ت

قال اللہ تعالیٰ: اتقولون علی اللہ مالا تعلمون ◄ ۱۸۶۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا تم خدا پر وہ بولتے ہو جس کا تمھیں علم نہیں۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۴۳ تا ۲۴۴: از بنگال ضلع سلہٹ موضع شوبید پور مرسلہ مولوی انوارالدین صاحب ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

۱ میّت کے ثواب رسانی کے لیے قرآن شریف کر ہدیہ کرنا یا چند نماز و روزہ وغیرہ کے کفارہ کے عوض میں قرآن شریف کو حیلہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے ہو تو کون کون صورتوں میں؟ یعنی بعض میّت کے ثلث مال قدر کفارہ کے ہے اور بعض کے کم اور بعض کے بالکلیہ نہیں۔اور ان صورتوں میں مع وصیت کے کیا حکم ہے؟

۲ بوقت دفن میّت کے دعا غیرہ پڑھ کر چھوٹے چھوٹے ڈھیلا وغیرہ پر دم کر کے قبر کے اندر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

۱ قرآن مجید کسی مسلمان کو دے کر اس کا ثواب میت مسلم کو پہنچانا جائز ہے، کفارے کے عوض میں قرآن مجید دے کر جو حیلہ یہاں عوام میں رائج ہے محض باطل و بے سود ہے، بلکہ بحال وصیتِ ثلث مال یا باجازت ورثہ بالغین اس سے زائد، اور بلا وصیت جس قدر مال پر وارث عاقل بالغ چاہے اگر کفارہ واجبہ کی قدر کو کافی نہ ہو بطریق دور پورا کریں یعنی ایک بار فقیر کو دے دیں اس قدر کا کفارہ ادا ہوا۔ فقیر بعد قبضہ پھر اسے اپنی طرف ہبہ کر دے۔ وارث پھر فقیر کو کفارہ میں دے، یہاں تک کہ الٹ پھیر میں قدر کفارہ تک پہنچ جائے ◄ ۱۸۷ کما نص علیه فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر وقد حققناہ فی فتاوٰنا جیسا کہ در مختار اور اس کے علاوہ کتب مبارکہ میں اس کی تصریح ہے اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحقیق کی ہے۔ ت

۲ کوئی حرج نہیں جبکہ قبر میں جگہ نہ گھیرے لعدم المنع وما لم یمنع لایمنع کیونکہ اس سے ممانعت نہ آئی اور جس سے منع وارد نہیں وہ ممنوع نہ ہو گا۔ ت واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴۵: از پوسٹ فراش گنج ضلع نواکھالی ملک بنگالہ ۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ثواب رسانی کی نیت سے قرآن مجید پڑھ کر اس پر اُجرت دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایک قرآن مجید پڑھ کر چالیس درم سے کچھ کم اُجرت لینا اور پڑھانے والے کے لیے چالیس درہم سے کم اُجرت دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

ثواب رسانی کے لیے قرآن مجید پڑھنے پر اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہے، اور چالیس درہم اجرت محض بے اصل ہے۔

مسئلہ ۲۴۶: از بنارس پچی باغ مسئولہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

دستور ہے کہ اغنیاء قرآن خوانی کے واسطے بُلائے جاتے ہیں اور ان کی دعوت دی جاتی ہے، کیا ان اغنیاء کو بعد قرآن خوانی دعوت بعام چہلم جائز ہے؟ اور یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

موت میں دعوت بے معنی ہے، فتح القدیر میں اسے بدعت مستقبحہ فرمایا**لان الدعوۃ شرعت فی السرور لافی الشرور** ◄ ۱۸۸ اس لیے کہ دعوت خوشی میں مشروع ہے غمی میں نہیں۔ت اغنیا کا اس میں کچھ حق نہیں اور اگر بنظر المعھود عُرفا کالمشروط لفظا جو عرفا معلوم ہے اسی کی طرح ہے جو لفظاً مشروط ہے۔ت

وہ اجرت قرآن خوانی کی حد تک پہنچ گیا ہو، کھلانے والا جانتا ہو ان کی تلاوت کے عوض مجھے کھانا دینا ہے، یہ جانتے ہوں ہمیں قرآن پڑھ کر کھانا لینا ہے، تو آپ ہی حرام ہے، کھانا بھی حرام اور کھلانا بھی حرام، **لا تشتروا بایتی ثمناً قلیلا** ◄ ۱۸۹ میری آیتوں کے بدلے حقیر مال دُنیا نہ لو۔ت واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۷: از لکھنؤ محلّہ فرنگی محل احاطہ حیدر جان طوائف.بردوگان ہیزم سوختنی مسئولہ زین العابدین ۲۰ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ضلع اعظم گڑھ کے قریب وجوار یہ رسم قدیم میت کے ایصال ثواب کے واسطے جاری تھی کہ ورثاء میت چہلم تک قرآن خوانی کراتے تھے اور بعد اختتام میعاد قرآن خوانی کی اجرت بصورت نقد و پارچہ اور اشارے قرآن خوانی میں کھانا دیا کرتے تھے، اب چند لوگوں دیوبند سے تعلیم پاکر اسی ضلع میں آئے اور ہم لوگوں کے طریقہ مستمر ایصال ثواب کو ممنوع وناجائز کہتے اور فعل عبث قرار دیتے ہیں، پس علمائے اہلسنت وجماعت سے استدعا ہے کہ طریقہ مروجہ ایصال ثواب عند الشرع جائز ودرست ہے یا ممنوع، اور میت کو ثواب قرآن خوانی وکھانا وغیرہ کا ملتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

دیوبندی عقیدہ والوں کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں ◄ 190، اور فرمایا:

من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر ◄ ۱۹۱

جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ ان کی کوئی بات نہ سنی جائے نہ ان کی کسی بات پر عمل کیا جائے جب تک اپنے علماء سے تحقیق نہ کرلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: وایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتونکم ◄ ۱۹۲۔

ان سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کریں۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور ان کا بتایا ہوا کوئی مسئلہ اگر صحیح بھی نکلے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ عالم ہیں، یا ان کے اور مسائل بھی صحیح ہوں گے۔ دنیا میں کوئی ایسا فرقہ نہیں جس کی کوئی نہ کوئی بات صحیح نہ ہو، مثلاً یہود ونصاریٰ کی یہ بات صحیح ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔ کیا اس سے یہودی اور نصرانی سچے ہوسکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الکذوب قد یصدق ◄ ۱۹۳

بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے،

دیوبندی تو اموات مسلمین کو ثواب پہنچانے ہی سے جلتے ہیں، فاتحہ، سوم، دہم، چہلم سب کو حرام کہتے ہیں، یہ سب باتیں جائز ہیں، میت کو قرآن خوانی وبعام دونوں کا ثواب پہنچتا ہے، تیجے وچالیسویں وغیر کا تعین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا، ہاں قرآن خوانی پر اُجرت لینا دینا منع ہے، اس کا طریقہ یہ کیا جائے کہ حافظ کو مثلاً چالیس دن کے لیے نوکر رکھ لیں کہ جو چاہیں کام لیں گے اور یہ تنخواہ دیں گے، پھر اس سے قبر پر پڑھنے کا کام لیا جائے، اب یہ اجرت بلاشبہ جائز ہے کہ اس وقت کے مقابل ہے نہ کہ تلاوت قرآن کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۴۸ تا ۲۵۰: از شہر محلہ بہاری پور مسئولہ عبدالجبار صاحب ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ

۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قرآن شریف پڑھ کر یا زیارتِ قبور وختم تہلیل کرکے جس میں ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے اُجرت لینا جو حرام ہے وہ قطعی حرام ہے یا نہ؟

۲ بلا تعین اسی وقت اگر قاری کو کچھ دے دیا جائے وہ بھی حرام ہے یانہ؟ ۳ المعروف کُالمشروط جو معروف ہے وہ مشروط کی طرح ہے۔ت قاعدہ کلیہ ہے یانہ؟ بینواتوجروا

الجواب ۱ تلاوت و تہلیل میں اُجرت لینا ضرور حرام ہے اور گناہ ہونے میں قطعی اور غیر قطعی ہونے کا فرق نہیں گناہ اگرچہ صغیرہ ہوں اسے ہلکا جاننا قطعی حرام ہے۔

۲ جبکہ عادات ورواج کے مطابق قاری کو معلوم ہے کہ ملے گا اور اسے معلوم ہے کہ دینا ہوگا۔ تو ضرور اُجرت میں داخل ہے فان المعروف کالمشروط معروف مشروط کی طرح ہے۔ت

۳ المعروف کالمشروط قاعدہ کلیہ ہے مگر جب صراحۃً معروف کی نفی کردے تو مشروط نہیں رہے گا۔ مثلاً قاری سے صاف کہہ دیا جائے کہ دیا کچھ نہ جائے گا۔ یا وہ کہہ دے کہ میں لوں گا کچھ نہیں، اس کے بعد پڑھے پھر جو چاہیں دے دیں وہ اجرت میں داخل نہ ہوگا۔لان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی الخانیۃ وغیرھا اس لیے کہ صریح کا درجہ دلالت سے اوپر ہے جیسا کہ خانیہ وغیرہ میں ہے۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۱ تا ۲۵۵: حاجی عبدالغنی صاحب طالب علم مدرسۃ منظرالاسلام بریلی ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں عالم اہلسنت، ناصر ملت اس بارے میں کہ:

۱ میت کے تابوت کو لے کر دس قدم چلنا پھر جانب بدلنا، اسی طرح چاروں جانب چالیس قدم چلنا سنت ہے یا نہیں؟

۲ اور اگر قبرستان چالیس قدم سے کم ہو تو میت کو لے کر قبر کے چاروں طرف چالیس قدم گھومنا جائز ہے یا نہیں؟

۳ نماز جنازہ پڑھ کر اور قبور کی زیارت کر کے خیرات لینا جائز ہے یا نہیں؟

۴ جو شخص اس کو ناجائز سمجھ کر اعلان کردے کہ میں اس کو ناجائز سمجھتا ہوں کوئی صاحب اس کی اجرت ہم کو ہرگز نہ دو، پھر اگر کوئی بطور ہدیہ دے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟

۵ میت کی روح پر ثواب رسانی کے لیے قرآن شریف ومیلاد شریف پڑھ کر خیرات لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

۱ مستحب ہے ۲ جہالت وممنوع ہے

۳ ناجائز ہے ۴ جائز ہے

۵ ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۲۵۶: از بنگالہ ضلع میمن سنگھ موضع مرزا پور مرسلہ منشی آدم غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

ماتقولون یا علماء الفحول فی ھذہ المسئلۃ کافرمات واراد ورثہ ان یطعمو اطعاما للمسلمین ھل یجوز الاکل للمسلمین ام لا۔ اس مسئلہ میں علمائے کرام کیا فرماتے ہیں ایک کافر فوت ہوا اب اس کے ورثہ مسلمانوں کو کھانا کھلانا چاہتے ہیں، تو مسلمانوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ت

الجواب

لا ینبغی لھم ان یجیبوا لانھا ان کانت ضیافۃ فالضیافۃ فی الموت من النیاحۃ روی الامام احمد وابن ماجۃ بسند صحیح عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیّت وصنعۃ الطعام من النیاحۃ ◄ ۱۹۴ وان کانت بزعمہ صدقۃ مع انہ لاصدقۃ من کافر ولالکافر ففیہ ازدراء بالمسلمین لانہ یعد نفسہ الخبیثۃ متفضلۃ علیھم بالتصدق وایاھم آکلی صدقتہ والید العلیا خیر من الید السفلی ولاینبغی لید کافر ان تکون علیا بل الاسلام یعلوہ ولایعلی ھذا ماظھر لی وارجو ان تکون صوابا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

انھیں یہ دعوت نہ قبول کرنا چاہئے اس لیے کہ یہ اگر ضیافت ہے تو موت میں ضیافت نیاحت سے ہے' امام احمد اور ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: ہم گروہ صحابہ میّت کے پاس جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرنے کو نیاحت سے شمار کرتے تھے____اور اگر اس کے خیال میں صدقہ ہو___ جبکہ صدقہ کسی کافر سے اور کسی کافر کے لیے ہو ہی نہیں سکتا___ تو اس میں مسلمانوں کی بے عزتی ہے اس لیے کہ وہ صدقہ کرکے اپنے نفس خبیث کو ان پر احسان کرنے والا اور انھیں صدقہ کھانے والا سمجھا جاتا ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہوتا ہے___ اور کسی کافر کا ہاتھ اونچا نہیں ہونا چاہئے' بلکہ اسلام غالب ہوتا ہے مغلوب نہیں ہوتا____ یہ وہ ہے جو مجھ پر ظاہر ہوا' اور امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ درست ہوگا' اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ ت

مسئلہ ۲۵۷: از بریلی مسئولہ شیخ عبدالعزیز بساطی دوم ذوالقعدہ ۱۳۳۰ھ

اہل ہنود اگر فاتحہ دلوانا چاہیں تو دینی چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

فاتحہ ایصالِ ثواب ہے۔ کافر کی طرف سے یا کافر کے مال کا ثواب پہنچانا کیا معنیٰ؟ کافر اصلاً اہل ثواب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۲۵۸: از عثمان پور ڈاکخانہ کوٹھی ضلع بارہ بنکی مرسلہ محمد حسن یار خاں صاحب ۷ اربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر یا مشرک یا رافضی کو قرآن خوانی اور کسی ذریعہ سے ایصال ثواب کرے تو اس کافر یا مشرک یا رافضی کو ثواب پہنچے گا یا نہیں؟ اور ایصال ثواب کرنے والے کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

کافر خواہ مشرک ہو یا غیر مشرک جیسے آج کل کے عام رافضی کہ منکرانِ ضروریات دین ہیں' اسے ہرگز کسی طرح کسی فعل خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا'

قال اللہ تعالیٰ وما لھم فی الاٰخرۃ من خلاق ◄ ۱۹۵

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ت

اور انھیں ایصال ثواب کرنا معاذ اللہ خود راہ کفر کی طرف جانا ہے کہ نصوص قطعیہ کو باطل ٹھہرانا ہے۔ رافضی تبرائی کا فقہائے کرام کے نزدیک یہی حکم ہے، ہاں جو تبرائی نہیں جیسے تفضیلی، انھیں ثواب پہنچ سکتا ہے اور پہنچانا بھی حرام نہیں جبکہ ان سے دینی محبت یا ان کی بدعت کو سہل وآسان سمجھنے کی بنا پر نہ ہو، ورنہ انکم اذا مثلھم یہ بھی انھیں میں شمار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۵۹: از منڈی ہلدوانی ضلع نینی تال مرسلہ حفیظ احمد مستری ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ہندو میت کے ثواب کے لیے میلاد شریف کے واسطے کچھ روپیہ دے تو اس ہندو کے روپے سے میلاد شریف پڑھوانا کیسا ہے؟

الجواب

ہندو سے روپیہ اس واسطے نہ لیا جائے۔ حدیث میں ہے:

انی نھیت عن زبد المشرکین ◄ ۱۹۶

مجھے مشرکین کی جھاگ سے منع کیا گیا۔ت واللہ تعالیٰ اعلم

"ولی اللہ کی نیاز میں شفا ہے"

کے سترہ حروف کی نسبت سے ایصالِ ثواب کے

17 مدنی پھول

(۱) فرض، واجب، سنت، نفل، روزہ، زکوۃ، حج، بیان، درس، مدنی قافلے میں سفر، مدنی انعامات، نیکی دعوت، دینی کتاب کا مطالعہ، مدنی کاموں کے لئے انفرادی کوشش وغیرہ ہر نیک کام کا ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں۔

(۲) میت کا تیجہ، دسواں، چالیسواں اور برسی کرنا اچھا ہے کہ یہ ایصالِ ثواب کے ہی ذرائع ہیں۔ شریعت میں تیجے وغیرہ کے عدم جواز (یعنی ناجائز ہونے) کی دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے اور میت کے لئے زندوں کا دعا کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو کہ ایصالِ ثواب کی اصل ہے۔ چنانچہ

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ (پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۵۹)

اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب عزوجل ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

(۳) تیجے وغیرہ کا کھانا صرف اسی صورت میں میت کے چھوڑے ہوئے مال سے کرسکتے ہیں جبکہ ساری ورثاء بالغ ہوں اور سب کے سب اجازت بھی دیں اگر ایک بھی وارث نابالغ ہے تو سخت حرام ہے۔ ہاں بالغ اپنے حصہ سے کرسکتا ہے۔ (ملخص بہارِ شریعت)

(۴) میت کے گھر والے اگر تیجے کا کھانا پکائیں (تو مالدار نہ کھائیں) صرف فقراء کو کھلائیں۔ (ملخص از بہارِ شریعت)

(۵) ایک دن کے بچے کو بھی ایصالِ ثواب کرسکتے ہیں اس کا تیجہ وغیرہ بھی کرنے میں حرج نہیں۔

(۶) جو زندہ ہیں اُن کو بھی بلکہ جو مسلمان ابھی پیدا نہیں ہوئے اُن کو بھی پیشگی (ایڈوانس میں) ایصالِ ثواب کیا جاسکتا ہے۔

(۷) مسلمان جنات کو بھی ایصالِ ثواب کر سکتے ہیں۔

(۸) گیارہویں شریف، رجبی شریف (یعنی ۲۲ رجب المرجب کو سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے کرنا) وغیرہ جائز ہے۔ کونڈے ہی میں کھیر کھلانا ضروری نہیں دوسرے برتن میں بھی کھلا سکتے ہیں اس کو گھر سے باہر بھی لے جاسکتے ہیں۔

(۹) بزرگوں کی فاتحہ کے کھانے کو تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں اور یہ نیاز تبرک ہے اسے امیر و غریب سب کھاسکتے ہیں۔

(۱۰) ایصالِ ثواب کے کھانے میں مہمان کی شرکت شرط نہیں گھر کے افراد اگر خود ہی کھالیں جب بھی کوئی حرج نہیں۔

(۱۱) روزانہ جتنی بار بھی کھانا کھائیں اس میں اگر کسی نہ کسی بزرگ کے ایصالِ ثواب کی نیت کرلیں تو مدینہ ہی مدینہ مثلاً ناشتے میں نیت کریں آج کے ناشتے کا ثواب سرکارِ مدینہ ﷺ اور آپ کے ذریعے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو پہنچے۔ دوپہر کو نیت کریں ابھی جو کھانا کھائیں گے (یا کھایا) اس کا ثواب سرکارِ غوثِ اعظم اور تمام اولیائے کرام علیہم الرضوان کو پہنچے، رات کو نیت کریں ابھی جو کھائیں گے اس کا ثواب امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن اور ہر مسلمان مرد و عورت کو پہنچے۔

(۱۲) کھانے سے پہلے ایصالِ ثواب کریں یا کھانے کے بعد دونوں طرح درست ہے۔

(۱۳) ہوسکے تو ہر روز (نفع پر نہیں بلکہ) اپنی بکری کا ایک فیصد اور ملازمت کے لئے نکال لیا کریں اس رقم سے دینی کتابیں تقسیم کریں یا کسی بھی نیک کام میں خرچ کریں ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکتیں خود ہی دیکھیں گے۔

(۱۴) داستانِ عجیب، شہزادے کا سر، دس بیبیوں کی کہانی اور جنابِ سیدہ کی کہانی وغیرہ سب من گھڑت قصے ہیں انہیں ہرگز نہ پڑھا کریں۔ اسی طرح ایک پمفلٹ بنام وصیت نامہ لوگ تقسیم کرتے ہیں جس میں کسی شیخ

احمد کا خواب درج ہے یہ بھی جعلی ہے اس کے نیچے مخصوص تعداد میں چھپوا کر بانٹنے کی فضیلت اور نہ تقسیم کرنے کے نقصانات وغیرہ لکھے ہیں ان کا بھی اعتبار نہ کریں۔

(۱۵) جتنوں کو بھی ایصالِ ثواب کریں اللہ عزوجل کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے گا یہ نہیں ثواب تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ملے۔ (ردالمحتار)

(۱۶) ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ یہ امید ہے کہ اس نے جتنوں کو ایصالِ ثواب کیا اُن سب کے مجموعہ کے برابر اس کو ثواب ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس پر اس کو دس نیکیاں ملیں اب اس نے دس مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا تو ہر ایک کو دس دس نیکیاں پہنچیں گی جبکہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو ایک سو دس اور اگر ایک ہزار کو ایصالِ ثواب کیا تو اس کو دس ہزار دس۔ وعلیٰ ھذا القیاس (ملخص از فتاویٰ رضویہ)

(۱۷) ایصالِ ثواب صرف مسلمان کو کر سکتے ہیں کافر یا مرتد کو ایصالِ ثواب کرنا یا اس کو مرحوم کہنا کفر ہے۔

حاشیه

۱ مفتی خلیل برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ میں ارشاد فرماتے ہیں فاتحہ ایصالِ ثواب کا نام ہے اور ایصالِ ثواب یعنی قرآن مجید یا درود پاک یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک کام کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز و مستحسن ہے۔

۲ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد مکتبہ ومطبعہ الشہد الحسینی قاہرہ ۲/ ۲۷۳

۳ احیاء العلوم کتاب آداب السماع والوجد مکتبہ ومطبعہ الشہد الحسینی قاہرہ ۲/ ۲۷۳

۴ صراطِ مستقیم ہدایت ثالثہ در بدعاتیکہ الخ مطبوعہ المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۶۴

۵ صراط مستقیم ہدایت اولیٰ درذکر بدعاتیکہ الخ المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۵۵

۶ حصن حصین آداب الدعاء افضل المطابع لکھنؤ ص ۱۷

۷ مسائل اربعین

۸ رسالہ زبدۃ النصائح

۹ یوں تو ایصالِ ثواب پر کثیر احادیث نقل کی جاسکتی ہیں یہاں ہم گیارہ احادیث نقل کر رہے ہیں۔

عن ابن عباس ان سعد بن عبادۃ توفیت امہ وھو غائب عنھا فقال یا رسول اللہ ان امی توفیت وانا غائب عنھا اینفعھا شئی ان تصدقت بہ عنھا قال نعم قال فانی اشھدک ان حائطی المخراف صدقۃ علیھا۔

(بخاری جلد اول صفحہ ۳۸۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ موجود نہ تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں غائب تھا اور میری والدہ فوت ہوگئیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا کہ

میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

عن عائشه ان رجلا قال للنبی ﷺ ان امی افتلتت نفسها واظنها لو تکلمت تصدقت فهل لها جر ان تصدقت عنها قال نعم۔ (بخاری جلد اول صفحہ ۱۸۶، مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۴۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میری ماں اچانک فوت ہوگئیں ان اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کچھ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کر دوں تو کیا ان کو اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں!

عن حنش قال رایت علیا یضحی بکبشین فقلت له ما هذا فقال ان رسول الله ﷺ اوصانی ان اضحی عنه فانا اضحی عنه۔ (سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹،۳۰)

حنش کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھے ذبح کرتے ہوئے دیکھا میں نے کہا یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں پس میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

عن جابر بن عبدالله قال ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجههما قال انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین لا شریك له وبذلك امرت وانا من المسلمین اللهم منك ولك عن محمد وامة بسم الله والله اکبر ثم ذبح

(سنن ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن نبی کریم ﷺ نے دو سینگوں والے سرمیہ خصی مینڈھے ذبح کے جب آپ نے ان کو قبلہ کے رخ گرایا تو آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی" انی وجہت وجہی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین اللھم منک ولک عن محمد وامتہ بسم اللہ واللہ اکبر "اس کے بعد آپ نے ذبح کیا۔

امام ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

اللھم تقبل من محمد وال محمد ومن امة محمد۔ (سنن ابوداؤد جلد ۲)

اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے اس کو قبول فرما۔ ﷺ

اس روایت میں مینڈھے کی قربانی کا ثواب امت کے لئے ایصال کیا گیا قرآنِ پاک کی تلاوت بھی کی گئی اور مینڈھا جو کھانے کی چیز ہے وہ سامنے بھی موجود تھا یعنی منکرین پر کئے جانے والے تمام سوالات کا جواب اس حدیث میں موجود ہے۔

عن سعد بن عبادة انه قال رسول الله ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء فحفر بیرا وقال هذه لام سعد۔ (سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۳۶)

حضرت سعد بن عبادہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ سعد کی والدہ کی فوت ہوگئیں ج پس کس چیز کا صدقہ کرنا سب سے افضل ہے آپ نے فرمایا پانی کا انہوں نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی ماں کے لے رہے۔

عن ابن عباس ان امراة جاءت الی النبی ﷺ فقالت ان امی نذرت ان تحج فما تت قبل ان تحج افاحج عنها قال نعم حجی عنها ارءیت لو کان علی امك دین اکنت قاضیة قالت نعم قال اقضوا الذی له فان الله احق بالوفاء۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کرو۔ یہ بتاؤ کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ ادا کے تت جانے کا زیادہ حقدار ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن ابی هریرة قال ترفع للمیت بعد موته درجته فیقول ای رب ! ای شئی

هذا؟فيقال ولدك استغفر لك۔ (الادب المفرد صفحہ ۲۰۔۲۱)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ موت کے بعد میت کے لے وایک درجہ بلند کیا جائے گا وہ کہے گی اے رب یہ کیا ہے؟ پس کہا جائے گا تیرے بیٹے نے تیرے لے ی بخشش کی دعا کی ہے۔

عن عائشہ زوج النبی ﷺ ان رسول اللہ ﷺ قال من مات وعلیہ صیام وصام عنہ ولیہ ھذا اسناد صحیح۔ (سنن دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۱۵۹)

نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے یہ اسناد صحیح ہے (یعنی روزوں کا فدیہ دے)

عن ابن عباس قال جاء امراۃ الی النبی ﷺ فقالت ان اختی ماتت وعلیھا صوم قال لو کان علیھا دین اکنت تقتضیہ؟قالت نعم قال فحق اللہ احق۔

(سنن دارقطنی جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا میری بہن فوت ہوگی اور اس پر روزے ہیں آپ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے۔

وعن انس ان سعدا اتی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ ان امی توفیت ولم توص افینفعھا ان اتصدق علیھا قال نعم وعلیک بالماء رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال صحیح۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۳۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر کہا یارسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہوگیں ع اور انہوں نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں اور تم پانی کا صدقہ کرو اس کو طبرانی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

عن عبداللہ بن عمر و قال قال رسول اللہ ﷺ اذا تصدق بصدقة تطوعا فیجعلها عن ابویه فیکون لهما اجرها ولا ینقص من اجوه شیئا رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه کارجة بن معصب الضبی وهو ضعیف۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۳۹۔۱۳۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص نفلی صدقہ کرے اور اس کو اپنے والدین کی طرف سے کردے تو اس کے والدین کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس کے اجر سے کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ضعیف راوی ہے۔

۱۰ صاحب فتح القدیر حضرت کمال الدین ابن ہمام محمد بن عبدالحمید محقق علی الاطلاق نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور فتح القدیر فقہ کی وہ مشہور و معروف کتاب ہے جو بریلوی اور دیوبندی مدارس میں پڑھی جاتی ہے۔

۱۱ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کی "تفسیر جلالین" بھی تمام مکاتب فکر کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے یعنی اتنی بلند علمی شخصیت کہ تفسیر پڑھانے کے لے آپ کی تفسیر نصاب میں رکھی گیا۔

۱۲ امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن نے یہ کوئی نیی بات نہیں کی بلکہ تمام اسلاف سے یہی بات ثابت ہے جیسا کہ امام نووی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

وفی هذا الحدیث جواز الصدقة عن المیت واستحبابها وان ثوابها یصله وینفعه وینفع المتصدق ایضا وهذا کله اجمع علیه المسلمون۔ (مسلم مع نووی جلد ۲ صفحہ ۴۱)

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے صدقہ جائز اور مستحب ہونے کا جواز موجود ہے اور صدقہ کا ثواب اور نفع میت اور صدقہ کرنے والے دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور یہ ایسے امور ہیں کہ ان پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور یاد رہے کہ امام نووی ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں اور امام احمد رضا خان چودہویں صدی کے یعنی دونوں کے درمیان سات سو سال کا فرق ہے۔ اسی طرح ابن قیم جوزیہ المتوفی ۷۵۱ھ لکھتے

ہیں

والذی یبطله اجماع الامة علی انتفاعه باداء دینه وما علیه من الحقوق وابراء المستحق لذمته والصدقة والحج عنه باالنص الذی لا سبیل الی ردہ ودفعه و کذالك الصوم۔ (کتاب الروح صفحہ ۳۲۱)

یعنی اور نص واجماع سے ثابت ہے کہ اگر مردے کا قرض ادا کر دیا جائے یا اس کی طرف سے حقوق واجبہ ادا کر دیے جائیں اور صدقہ کر دیا جائے اور حج کرلیا جائے تو ان عملوں سے اسے فائدہ پہنچے گا اس نص واجماع کو ہٹانے کی کوئی صورت ہی نہیں اور اسی طرح روزہ۔

۱۳ یعنی فاتحہ، تلاوتِ قرآنِ پاک اور کھانے وغیرہ کو صدقہ کرنا دو افعال کا مجموعہ ہے جب دونوں اچھے کاموں کو ملایا جائے گا تو اچھے کو اچھے میں ملایا تو ان دونوں کا مجموعہ بھی اچھا ہی ہوا۔

۱۴ امباحات جمع ہے مباح کا۔

۱۵ یعنی جائز کام ایک جگہ اگر جمع ہوں تو ان جائز کو جمع کرنا بھی جائز ہی ہوگا۔

۱۶ اباریک بینوں کے امام۔

۱۷ یعنی رئیس المتکلمین تاج العلماء مولانا نقی علی خان علیہ الرحمۃ المنان

۱۸ افاتحہ کو منع کرنے والا گروہ

۱۹ گروہ وہابیہ کے امام اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں لکھا

۲۰ یعنی مسلمان اگر صدقہ دے پھر اس کا ثواب گزرے ہوئے لوگوں میں سے کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ مستحب طریقہ ہے۔

۲۱ یعنی اسماعیل دہلوی

۲۲ گروہ وہابیہ کے بڑے اپنے امام سے تو پوچھیں

۲۳ کیونکہ گروہ وہابیہ تو بدعت حسنہ کو ماننے کے لے تیار ہی نہیں۔

۲۴ یعنی عید میں گلے ملنا یہ وہابیہ کے نزدیک بدعت سیئہ ہے یعنی عید کے دن گلے ملنا والا جہنم کے سب

سے نچلے طبقے میں ڈالا جائے گا" ولا حول ولاقوۃ الا باللہ" یعنی لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو جہنم کی وعید سناتے" اس بڑے مذہب پر لعنت کیجئے"

۲۵غیر مستقل مزاجی

۲۶انفاس العارفین (اردو) حضور کی نیاز کی اشیاء کی مقبولیت، المعارف گنج بخش روڈ، لاہور صفحہ ۱۰۶

۲۷الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، کتب خانہ علویہ رضویہ فیصل آباد، صفحہ ۴۰

۲۸الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، ذکر طریقہ ختم خواجگانِ چشت، برقی پریس دہلی، صفحہ ۱۰۰

۲۹ہمعات، ہمعہ ۱۱، اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ، حیدرآباد سندھ، صفحہ ۵۸

۳۰زبدۃ النصائح

۳۱انفاس العارفین (اردو) دعوتِ مخدوم الہ دیہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور ص ۱۱۲

۳۲تحفہ اثناء عشریہ الباب ہفتم در امامت سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

۳۳تحفہ اثناء عشریہ مطبوعہ دارالاشاعت میں مولوی خلیل الرحمن نعمانی مظاہری (دیوبندی) شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز دہلوی کے بارے میں لکھتے ہیں" اور جب رفض و بدعت سر اٹھاتے ہیں تو اس کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے لائق فرزند اور صحیح جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو پیدا فرما دیتا ہے اور اُن سے اپنے دین کی حفاظت کا کام لیتا ہے جو دین میں طرح طرح کی آمیزشوں اور آلائشوں سے کو اپنی تحریر و تقریر سے پاک وصاف کر دیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہندو پاکستان کا ہر مسلمان حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کا مرہونِ منت ہے کیونکہ آج دین کی کچھ صحیح شکل وصورت نظر آتی ہے وہ اسی خاندان کی اسلامی خدمات کی بدولت ہے جنھوں نے یہاں تمام علومِ اسلامی اور خصوصاً تفسیر و حدیث اور فقہ اسلامی کی ایسی شاندار اور بے بہا خدمات انجام دی ہیں جو رہتی دنیا تک انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ اور ان کے لئے ہمیشہ کے لئے ایک صدقہ جاریہ ثابت ہوں گی"

۳۴صراط مستقیم خاتمہ در بیان پارہ الخ مکتبہ سلفیہ لاہور ص ۱۶۴

۳۵ نصیحۃ المسلمین چند شرکیہ رسمیں سبحانی اکیڈمی لاہور ص ۴۱
۳۶ رسالہ زبدۃ النصائح
۳۷ رسالہ زبدۃ النصائح
۳۸ رسالہ زبدۃ النصائح
۳۹ رسالہ زبدۃ النصائح
۴۰ رسالہ بدعت
۴۱ القول الجمیل معہ ترجمہ شفاء العلیل، فصل ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صفحہ ۱۷۳
۴۲ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، فصل ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صفحہ ۱۷۳
۴۳ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، فصل ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صفحہ ۱۰۷
۴۴ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، فصل ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صفحہ ۵۱
۴۵ شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، فصل ۱۱، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صفحہ ۵۱
۴۶ صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب باب اول المکتبہ السلفیہ لاہور صفحہ ۷ و ۸
۴۷ صراط مستقیم باب چہارم المکتبہ السلفیہ لاہور صفحہ ۱۶۶
۴۸ صحیح مسلم باب فضل مسجد قبا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۴۸
۴۹ صحیح مسلم باب استحباب صیام ثلاثۃ آیام الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۶۸
۵۰ صحیح البخاری باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۵۲
۵۱ صحیح البخاری باب من اراد غزوۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۱۴
۵۲ الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۲۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۷۸
کنز العمال حدیث ۲۹۳۴۰ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/۲۵۰
۵۳ صحیح البخاری باب من جعل لاہل العلم ایاما معلومۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶
۵۴ تعلیم المتعلم فصل فی بدایۃ السبق مطبع علیمی دہلی صفحہ ۴۳

۵۵ تعلیم المتعلم فصل فی بدایۃ السبق الخ مطبع علیمی دہلی صفحہ ۴۳

۵۶ تنزیہہ الشریعۃ باب ذکر البلدانج والایام الخ فصل ثانی حدیث ۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۵۶

۵۷ تعلیم المتعلم فصل فی بدایہ السبق الخ مطبع علیمی دہلی صفحہ ۴۳

تنزیہی الشریعۃ باب ذکر البلدان والایام الخ فصل ثانی حدیث ۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/۵۶

۵۸ تفسیر عزیزی آیہ والقمر اذا اتسق کے تحت مذکور ہے لال کنواں دہلی صفحہ ۲۰۶

۵۹ مفتی عبد الحکیم پنجابی

۶۰ زبدۃ النصائح

۶۱ درمنثور بحوالہ ابن منذر وابن مردویہ زیر آیہ سلام علیکم الخ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۴/۵۸

۶۲ جامع البیان تفسیر ابن جریر زیر آیہ سلام علیکم الخ مطبعۃ میمینہ مصر ۱۳/۸۴

۶۳ التفسیر الکبیر للرازی زیر آیہ سلام علیکم مطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۷/۴۵

۶۴ زبدۃ النصائح

۶۵ مسند احمد بن حنبل حدیث امرأۃ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶/۳۶۸

۶۶ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۵۱۲۰ دار المعرفت بیروت ۴/۳۳۰

۶۷ درمختار باب الحج عن الغیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۱

۶۸ ردالمحتار باب الحج عن الغیر ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۲/۲۳۶

۶۹ مرقات باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں ہے

البدعة اما واجبة كتعلم النحو وتدوين اصول الفقه واما محرمة كمذهب الجبرية واما مندوبة كاحداث الروابط والمدارس وكل احسان لم يعهد في الصدر الاول وكالتراويح اى بالجماعة العامة واما مكروهة كزخرفة المسجد واما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح والتواسع بلذيذ الماكل والمشارب۔

بدعت یا تو واجب ہے جیسے علم نحو کا سیکھنا اور اصول فقہ کا جمع کرنا اور یا حرام ہے جیسے جبریہ مذہب اور یا مستحب ہے جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور ہر وہ اچھی بات جو پہلے زمانہ میں نہ تھی اور جیسے جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے جیسے مسجدوں کو فخریہ زینت دینا اور یا جائز ہے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا۔

شامی جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب الامامت میں ہے

ای صاحب بدعة محرمة والا فقد تکون واجبة کنصب الادلة وتعلم النحو ومندوبة کاحداث نحو رباط ومدرسة وکل احسان لم یکن فی الصدر الاول مکروهة کزخرفة المسجد ومباحة کالتوسع بلذیذ الماکل و المشارب والثیاب کمافی شرح الجامع الصغیر۔

یعنی حرام بدعت والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے ورنہ بدعت تو کبھی واجب ہوتی ہے جیسے کہ دلائل قائم کرنا اور علم نحو سیکھنا اور کبھی مستحب جیسے مسافر خانہ اور مدرسے اور ہر وہ اچھی چیز جو کہ پہلے زمانہ میں تھی ان کا ایجاد کرنا اور کبھی مکروہ جیسے کہ مسجدوں کی فخریہ زینت اور کبھی مباح جیسے عمدہ کھانے شربتوں اور کپڑوں میں وسعت کرنا اسی طرح جامع صغیر کی شرح میں ہے۔

یاد رہے کہ صاحب مرقات متوفی ۱۰۱۴ھ اور علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت متوفی ۱۳۴۰ھ سے پہلے کے بزرگ ہیں یعنی نہ تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت یہ بات کرنے میں منفرد ہیں نہ سب سے پہلے ہیں۔

۷۰ القرآن ۱۶/ ۱۷ـ۱۱۶

۷۱ توجہ رہے کہ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت یہ بات کرنے میں نہ تو تنہا ہیں اور نہ ہی پہلے فرد ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت تو اسلاف کے طریق پر چلنے والے ہیں دھوکہ باز، دغاباز تو وہ فریبی لوگ ہیں جو مولوی کا بھیس دھارے حنفیت کا لیبل لگائے عام عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں میت کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور اس

سے میت کو نفع پہنچتا ہے۔ امام ابراہیم بن حبان نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا ہم لوگ اپنے فوت شدہ لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں ان کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں اور حج کرتے ہیں کیا یہ ان تک پہنچتا ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ ان تک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی شخص ہدیہ سے خوش ہوتا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد ۸ صفحہ ۲۲۲)

توجہ رہے کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں یعنی اعلیٰ حضرت سے پانچ سو سال پہلے کے بزرگ

علامہ زین الدین ابن نجیم فقہ حنفی کی مشہور کتاب البحر الرائق میں ہیں ہمارے نزدیک انسان کے لئے اپنے عمل کا ثواب غیر کو پہنچانا جائز ہے خواہ عمل نماز ہو یا روزہ یا تلاوتِ قرآن یا ذکر یا طواف یا حج یا عمرہ ان کے علاوہ کوئی اور عمل ہو یہ چیز کتاب اور سنت سے ثابت ہے۔ رہا یہ کہ حدیث میں ہے" لایصوم احد عن احد ولا تصلی احد عن احد" کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھے اور نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی طرف سے نماز پڑھنے سے اس کا فرض ساقط نہیں ہوگا اس میں ایصال ثواب کی ممانعت نہیں ہے کیونکہ جس شخص نے روزہ رکھا یا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب زندہ یا مُردوں کو پہنچا دیا تو یہ جائز ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اسی طرح بدائع میں ہے اور اس سے معلوم ہوگیا کہ زندہ اور مُردہ دونوں کو ثواب پہنچ سکتا ہے اور انسان فعل کے وقت اپنی نیت کرے یا اپنے غیر کی نیت کرے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا وہ ہر حال میں دوسرے کو ثواب پہنچا سکتا ہے۔ (البحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۶۳ـ ۶۴)

توجہ رہے کہ البحر الرائق دسویں صدی ہجری کی کتاب ہے۔

علامہ طحطاوی حاشیہ الطحطاوی میں لکھتے ہیں اہل سنت کے نزدیک یہ جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے زندہ یا مردہ کو پہنچا دے اور ثواب پہنچانے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی کیونکہ امام طبرانی اور امام بیہقی نے اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نفلی صدقہ کرے تو وہ اپنے والدین کی طرف سے کرے اس کے والدین کو اجر ملے گا اور اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۲۷۶)

یاد رہے کہ یہ تیرہویں صدی ہجری کے حنفی بزرگ ہیں۔

امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمن المعروف امام ابن اصلاح سے ایک سوال کہ کیا انسان کو جائز ہے کہ وہ قرآن پڑھے اور اس کا ثواب اپنے والدین واقربا کو بالخصوص اور عام مسلمانوں کو بالعموم ہدیہ کرے اور کیا قرآن پڑھنا قبر کے قریب یا دور اس میں فرق ہے۔ جواب فرماتے ہیں کہ

اما قراۃ القرآن ففیہ خلاف بین الفقھاء والذی علیہ عمل اکثر الناس تجویزا ذلك وینبغی ان یقول اذا اراد ذلك اللھم اوصل ثواب ما قراتہ لفلان ولمن یرید فیجعلہ دعاء ولا یختلف فی ذلك القریب والبعید۔

(فتاویٰ ومسائل ابن الصلاح جلد ۱ صفحہ ۱۹۳۔ ۱۹۲)

یعنی قرات قرآن کے ثواب پہنچانے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اکثریت کے نزدیک یہ جائز ہے اور چاہیے کہ وہ یوں کہے اے اللہ جو میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب فلاں کو پہنچا اور جس کو چاہے اس کو دعا میں شامل کرے اور قبر کے قریب یا دور پڑھنے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

یاد رہے کہ امام صاحب مشہور محدث ہیں اور آپ نے ساتویں صدی ہجری میں وصال فرمایا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین کریمین نمایند و برآں فاتحہ وقل و درود خوانند تبرک می شود و خوردن بسیار خوب است۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ صفحہ ۷۱)

یعنی وہ کھانا جس کا ثواب امامین حسنین کریمین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ ایک حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں

و مستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از رفتن او از عالم تا ہفت روز و تصدق از میت نفع

میکند او را بے خلاف میاں اھل علم و وارد شدہ است دراں حدیث صحیحہ خصوصاً و بعضے ز علماء گفتہ اند کہ نمی رسد بہ میت مگر صدقہ و دعا و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانہ خود را شب جمعہ پس نظر میکند کہ تصدق میکند از وے یا نہ۔ (اشعہ اللمعات جلد ا صفحہ ۷۱۶)

اور مستحب ہے کہ میت کے اس دنیا سے جانے کے بعد سات دن تک اس کی طرف سے صدقہ و خیرات کیا جائے کہ میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اسے نفع دیتا ہے اس میں اہلِ علم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اور اس کے جواز میں خصوصاً احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ میت کو صرف صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میت کی روح شبِ جمعہ کو اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتا ہے یا نہیں۔

۷۲ شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت پہنچی کہ جس نے" لاالہ الا اللہ" کہا اس کی مغفرت کردی جائے گی اور جس کو اس کا ثواب بخش دیا گیا اس کی بھی مغفرت کردی جائے گی میں نے ستر ہزار مرتبہ" لاالہ الا اللہ" پڑھ لیا اور میں نے بالخصوص کسی شخص کے لے اس کو بخشنے کی نیت نہیں کی۔ پھر اتفاق سے میں بعض اصحاب کی دعوت میں شریک ہوا ان میں نوجوان تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ اس کو کشف ہوتا ہے اچانک وہ کھانے کے درمیان رونے لگا میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا اس نے کہا میں نے اپنی ماں کو عذاب میں مبتلا دیکھا ہے میں نے دل ہی دل میں اس ستر ہزار بار پڑھے ہوئے" لاالہ الا اللہ" کا ثواب اس کی ماں کو بخش دیا پھر وہ نوجوان ہنسنے لگا اور کہا اب میں اپنی ماں کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں۔ شیخ ابن عربی نے کہا میں نے اس حدیث کی صحت کو اس جوان کے کشف سے جان لیا اور اس جوان کے کشف کی صحت کو اس حدیث کی صحت سے جان لیا۔

۷۳ مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بنت بسر رضی اللہ عنہا دارالفکر بیروت ۶/ ۳۶۸

۷۴ امام اہل سنت کی اس تصریح کے باوجود دیوبندی شیخ الحدیث اور علماء جھوٹ بولتے ہوئے بالکل بھی نہیں شرماتے اور عام محفلوں میں یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ یہ بریلویوں کے کھانے پینے کے دھندے کھولے ہوئے ہیں۔" لعنت اللہ علی الکذبین"

سوئم کا کھانا صرف اور صرف محتاجوں کو دیا جائے اور یقیناً محتاجوں کو کھانا کھلانے میں بڑا اجر ہے۔
۷۵ اور بے جا باتوں کی طرف توجہ کر کے جائز اور مستحب کاموں کو چھوڑ دینا بیوقوفی ہے کیونکہ عوام کا تو حال یہ ہے کہ اس نے کوئی بھی خوشی اور غمی کا کام ایسا چھوڑا ہی نہیں جس میں اپنی طرف سے چند بے جا باتوں کو شامل نہ کر لیا ہو مثلاً شادی کے موقع پر ڈھول بجانا اور گانا بجانا اور سوئم کے موقعہ پر امیروں، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی دعوت کرنا تو جس طرح شادی کے موقع پر گانے باجے ڈھول تماشے کو روکا جائیگا نہ کہ شادی کو اسی طرح سوئم کے موقع پر امیروں کی دعوت کو روکا جائیگا نہ کہ محتاجوں کی۔
اور اگر کوئی یہ کہے کہ تیسرے دن محتاجوں کو کھانا نہ کھلاؤ اگر کھانا کھلایا تو بدعتی ہو جاؤ گے اور جہنم کے سب سے نچلے درجے میں پہنچ جاؤ گے تو ایسے شخص کو دماغی علاج کی ضرورت ہے۔
۷۶ اور یقیناً جاہل سے جاہل آدمی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ تیسرے دن ثواب پہنچتا ہے چوتھے دن یا دوسرے دن نہیں پہنچتا یا تیسرے دن زیادہ پہنچتا ہے۔
۷۷ صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۲۴
۷۸ مرقات المفاتیح عن ابن عباس بحوالہ الطبرانی کتاب الادب مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۷۵۳
مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی لاوسط باب فضل قضاء الحوئج دار الکتاب بیروت ۸/ ۱۹۳
الترغیب والترہیب کتاب البر والصلۃ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۹۴
۷۹ یعنی وہ لوگ جھوٹے ہیں اور شریعت پر بہتان باندھتے ہیں ہر عقلمند دیوبندیوں وہابیوں کی اس بات پر حیران ہوتا ہے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک شخص قرآن پڑھے تو کھانا حرام ہو جائے اور قرآن پڑھنے والا بندہ جہنمی بن جائے۔
۸۰ کنز العمّال بحوالہ ابن دساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۳
۸۱ صحیح مسلم باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰
۸۲ یعنی تمام گمراہ فرقوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو۔ یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کے سوا تمام فرقے گمراہ ہیں لہٰذا تمام دیوبندیوں وہابیوں، قادیانیوں جماعتوں سے دور رہنا انتہائی ضروری ہے۔

۸۳ الدار المنثور زیر آیۃ افیضوا علینا من الماء الخ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمیٰ قم ایران ۳/ ۹۰

۸۴ پانی پلانے کو عموماً لوگ انتہائی معمولی عمل جانتے ہیں اسی لیے ب فاتحہ میں جب پانی رکھا جاتا ہے تو وہابیہ کے بہکاوے میں آ کر عام عوام بھی حیران و پریشان ہو جاتی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی پانی پلانا بھی کوئی نیکی ہے تو آیے قرآن و حدیث سے جواب لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾ (پارہ ۳۰، سورۃ الزلزال، آیت ۷،۸)

تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین ،انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ رب العالمین، جنابِ صادق و امین ﷺ نے فرمایا ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی اس نے قریب ہی ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر نکل آیا۔اس نے وہاں ایک کتے کو دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا تھا اس نے سوچا کہ اس بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوگی جتنی مجھے لگی تھی پھر وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے مین پانی بھر کر اسے اپنے منہ میں دبایا اور اوپر آیا اور وہ پانی کتے کو پلا دیا۔اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرما دی۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے ہ چوپایوں میں بھی ثواب ہے؟ فرمایا ہر جان والی چیز میں ثواب ہے۔(الا حسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۵۴۵، جلد ا صفحہ ۳۷۸)

حضرت سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی گمشدہ جانور میرے حوض پر آ جائے تو اگر میں اسے پانی پلا دوں تو کیا اس میں میرے لے ثواب ہے؟ فرمایا اسے پانی پلا دیا کرو کیونکہ ہر جاندار میں ثواب ہے۔(الا حسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۵۴۳، جلد ا صفحہ ۳۷۷)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرورِ دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا جب میں اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لےن اپنا حوض بھرتا ہوں تو دوسروں کے اونٹ بھی پانی پینے کے لےن آجاتے ہیں تو میں انہیں بھی پانی پلا دیتا ہوں کیا اس میں میرے لے ثواب ہے؟ فرمایا ہر جان والی چیز میں ثواب ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۲۹، جلد ۲ صفحہ ۴۰)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص نے سرکار والا تبار، ہم کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کون سا ایسا عمل ہے جس کر کے میں جنت میں داخل ہو سکتا ہوں؟ فرمایا کیا تو کسی ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں پانی جمع کر لیا جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں فرمایا۔ فرمایا پھر تم ایک نیس مشک خریدو پھر اسے بھر لو اور اس کے پھٹنے تک لوگوں کو پانی پلاتے رہو اس طرح اس کے پھٹنے سے پہلے تم جنتیوں کے عمل تک پہنچ جاؤ گے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باالترغیب اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۲۸، جلد ۲ صفحہ ۴۰)

حضرت سیدنا کدیر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا مجھے ایسا عمل بتایےم جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ دونوں باتیں تمہیں عمل پر ابھارتی ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا حق بات کہو اور جو زائد چیز تمہارے پاس ہو وہ کسی کو عطا کر دیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا خدا کی قسم میں ہر وقت حق بولنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور نہ ہی زائد چیز عطا کر دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا تو محتاجوں کو کھانا کھلا دیا کرو اور سلام کو عام کرو۔

اس نے عرض کیا یہ بھی مشکل ہے۔ ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس اُونٹ ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اپنے اونٹوں میں سے کوئی جوان اونٹ اور پانی کا مشکیزہ ساتھ لو اور پھر ایسا گھرانہ دیکھو جو

ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن پانی پیتا ہو پھر اسے پانی پلاؤ تو نہ تیرا اونٹ ہلاک ہوگا اور نہ تیرا مشکیزہ پھٹے گا اور تیرے لے اجنت واجب ہو جائے گی۔ پھر وہ اعرابی تکبیر پڑھتے ہوئے چلا گیا تو اس کے اونٹ کے ہلاک ہونے اور مشکیزہ پھٹنے سے پہلے ہی اسے شہید کر دیا گیا۔ (طبرانی کبیر، کدیر الضبی، رقم ۴۲۲، جلد ۱۹، صفحہ ۱۸۷)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ دو شخص ایک صحرا سے گذر رہے تھے ان میں سے ایک شخص عبادت گزار تھا جبکہ دوسرا بدکار تھا۔ ایک مرتبہ عبادت گزار شخص کو اتنی پیاس لگی کہ وہ شدتِ پیاس سے غش کھا کر گر گیا۔ جب اس کے ساتھی نے اسے گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا اللہ عزوجل کی قسم اگر یہ نیک بندہ پیاسا مر گیا حالانکہ میرے پاس پانی موجود ہے تو میں اللہ عزوجل کی طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہ پاسکوں گا اور اگر میں اسے اپنا پانی پلادوں تو میں ضرور پیاس کی وجہ سے مر جاؤں گا۔ پھر اس نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو پانی پلانے کا پختہ ارادہ کیا چنانچہ اس نے اس پر اپنا پانی چھڑکا اور باقی ماندہ پانی اسے پلا دیا پھر وہ اُٹھا اور صحرا پار کر گیا۔

(پھر پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا) جب اس بدکار کو حساب کے لے کر روکا جائے اور اسے جہنم کا حکم دے دیا جائے تو ملائکہ اسے ہانکتے ہوئے لے جا رہے ہونگے کہ وہ اس عابد کو دیکھے گا تو اس سے کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ پوچھے گا تو کون ہے؟ تو یہ جواب دے گا میں وہی ہوں جس نے صحرا میں اپنی جان کے مقابلہ میں تجھے ترجیح دی تھی۔ یہ سن کر وہ عابد کہے گا کیوں نہیں میں تجھے پہچانتا ہوں۔ پھر وہ فرشتوں سے کہے گا رُک جاؤ تو وہ رُک جائیں گے پھر یہ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسے پکارے گا اور کہے گا یارب عزوجل تو اس کی نیکی کو جانتا ہے کہ اس نے کس طرح مجھے اپنے آپ پر ترجیح دی تھی یارب عزوجل اسے میرے حوالے کر دے تو اللہ عزوجل فرمائے گا وہ تیرے حوالے ہے تو وہ عابد اپنے بھائی کے پاس آئے گا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب شفاعۃ الصالحین، رقم ۱۸۵۴۹، جلد ۱۰، صفحہ ۶۹۴ بتغیر قلیل)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اہل جنت میں سے ایک شخص قیامت کے دن اہلِ جہنم کو اوپر سے جھانک کر دیکھے گا تو جہنمیوں میں سے ایک شخص اسے پکار کر کہے گا اے فلاں! کیا تو نے مجھے پہچانا؟ وہ جنتی شخص کہے گا اللہ عزوجل کی قسم میں نے تجھے نہیں پہچانا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں وہی ہوں کہ جب تو دنیا میں میرے پاس سے گزرا تھا تو تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا تو وہ جنتی کہے گا میں نے تجھے پہچان لیا تو وہ کہے گا کہ میرے لے اس نیکی کی وجہ سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں شفاعت کرو۔

چنانچہ وہ شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا تذکرہ کر کے سوال کرے گا اور کہے گا میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے ان میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو میں نے کہا اللہ عزوجل کی قسم میں نے نہیں پہچانا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں وہی ہوں کہ جب تو دنیا میں میرے قریب سے گزرا تھا تو تو نے مجھ سے پانی کا ایک گھونٹ مانگا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا لہٰذا تو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں میری شفاعت کر تو یارب عزوجل میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمالے۔ پھر اللہ عزوجل اسے جہنم سے نکالنے کا حکم دے گا تو اسے جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب شفاعۃ الصالحین، رقم ۱۸۵۵۰، جلد ۱۰، صفحہ ۶۹۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئیں ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اب اگر میں اس کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا اسے نفع پہنچے گا؟ فرمایا ہاں اور تجھ پر لازم ہے کہ تو پانی صدقہ کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ عن المیت، رقم ۴۷۶۷، صفحہ ۳۳۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانی سے بڑھ کر کوئی صدقہ زیادہ ثواب والا نہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام وسقی الماء، رقم ۳۳۷۸، جلد ۳، صفحہ ۲۲۲)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا مومن کے

انتقال کے بعد اس کے عمل اور نیکیوں میں سے جو کچھ اسے ملتا رہے گا وہ یہ ہے (۱) اس کا وہ علم جسے اس نے سکھایا اور پھیلایا اور (۲) نیک بیٹا جسے اس نے چھوڑا یا (۳) وہ قرآنِ پاک جسے ورثہ میں چھوڑا یا (۴) وہ مسجد جسے اس نے بنایا یا (۵) مسافر خانہ بنایا یا (۶) کسی نہر کو جاری کیا یا (۷) وہ صدقہ جاریہ جسے اس نے حالتِ صحت اور زندگی میں اپنے مال سے دیا ان کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۲، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سات چیزیں آدمی کے اس کی موت کے بعد اس کی قبر میں بھی ملتی رہتی ہیں اس نے جو علم سکھایا، نہر جاری کروائی، کنواں کھدوایا، درخت اُگایا یا مسجد بنوائی یا ورثہ میں مصحف چھوڑا یا ایسا بچہ چھوڑ کر مرا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب من سن خیرا وغیرہ او دعا، رقم ۷۶۹، جلد ۱، صفحہ ۴۰۸)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری ماں انتقال کر گیا (ان کے لیے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا پانی تو میں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُم سعد کے لیے ہے۔ (سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، رقم ۱۶۸۱، جلد ۲، صفحہ ۱۸۰)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کنواں کھودا تو اس میں سے جن وانس اور پرندوں میں سے جو جاندار بھی پانی پئے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن اس کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب، باب الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۳۶، جلد ۲ صفحہ ۴۲)

حضرت سیدنا علی بن حسن بن شقیق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمن! سات سال ہونے کو آئے میرے گھٹنے پر ایک پھوڑا نکلا ہے میں نے مختلف طریقوں سے اس کا علاج کرایا اور بہت سے طبیبوں سے اس کے بارے میں پوچھا مگر مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگ

پانی کے محتاج ہوں اور وہاں ایک کنواں کھدواؤ۔ مجھے امید ہے کہ وہاں پانی نکلتے ہی تیرا خون بہنا بند ہوجائے گا تو اس شخص نے ایسا ہی کیا اور شفایاب ہوگیا۔

۸۵ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے رسالے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں لکھتے ہیں رہا تعیین تاریخ تو یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے اور نہیں تو سال ہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں آتا۔ اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطورِ نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مفتی خلیل خان برکاتی قدس سرہ اس کی توضیح و تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں امواتِ مسلمین کو ہدیہ اجر و ایصالِ ثواب باجماع اہل سنت وہ کارِ خیر مندوب ہے کہ خود شرعاً محبوب بلکہ مطلوب ہے خود احادیث کریمہ میں اس پر ترغیب وارد کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ تم میں سے جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔ یہ حکم عام و شامل ہے اور اس میں ہر مسلمان بھائی داخل خواہ وہ زندہ موجود ہو یا مردہ مرحوم جیسا ایصالِ ثواب کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے اُسے فائدہ پہنچے گا اور وہ مرحوم اس ثواب کو پا کر خوش ہوگا تو اس کارِ خیر سے روکنے کے لے بہانے تراشا اور تخصیص و تقیید کو حیلہ بنا کر آڑے آنا کہ فلاں تاریخ و فلاں دن کی خصوصیت نے یا فلاں طریقے کی خصوصاً رعایت نے اسے بدعت بنا دیا کسی سفیہ و جاہل کا کام ہو سکتا ہے یا پھر ان گمراہوں گمراہ گروں کا جو اپنے بطون میں جراثیم وہابیت لے و پھرتے ہیں اور مسلمانوں میں افتراق و انتشار پھیلا کر انہیں امورِ خیر سے عار دلا کر اہل سنت و جماعت کے اجماع کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی تو اتنا یاد رکھیں کہ ایصالِ ثواب کے لے و مساکین کو کھانا کھلانا یا ان میں تقسیم کرنا اور نیک نیتّ سے خیرات کرنا جس میں نہ محتاج پر احسان رکھا جائے نہ اس کو تکلیف دی جاۤئے اور نہ کھانے کی بے حرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لے و پانی رکھنا، دانہ ڈالنا حتیٰ کہ کتے کو روٹی ڈالنا، مسکین کو کپڑا دینا ،میلاد شریف پڑھوانا، ان کے علاوہ اور جو اجر و ثواب کی باتیں ہیں ان کا عمل میں لانا اور ان کا ثواب میت کو پہنچانا بلاشبہ جائز اور کارِ ثواب ہے ان سب کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور وہ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا

میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے ملائکہ ان ثوابوں کو نور کے طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے یونہی قرآن مجید پڑھنے کے لے ہ مسجد میں رکھنا صدقہ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھیں جائیں گے اس کے رکھنے والے اور میت کو ثواب کو پہنچے گا اور کیسا ثواب؟ ہر حرف پر دس نیکیاں جیسا کہ حدیث میں فرمایا میں نہیں کہتا "الم" ایک حرف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے لام الگ حرف ہے میم الگ حرف ہے۔ یونہیں میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور اس سے میت کا دل بہلتا ہے۔ پھر یہ ایصالِ ثواب ہر دن ممکن ہے اور کسی خصوصیت کے سبب یا کسی مصلحت کے پیشِ نظر ایک تاریخ کا التزام جبکہ اُسے شرعاً واجب نہ جانے کچھ مضائقہ نہیں رکھتا۔ رسول اللہ ﷺ ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے یا اتوار یا منگل کو رکھتے تو نہ ہوتا یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذ اللہ حضور نے پیر کا روزہ واجب سمجھا یہی حال فاتحہ سوم، ودہم وبستم وچہلم کا ہے کہ کسی نے کسی مصلحت کے مدنظر ان کی تعیین کرلی گیہ ہے۔ یہ تخصیصات نہ شرعی تخصہ بمات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے جاہل سے جاہل بھی کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اسی دن یا تاریخ کو ثواب پہنچے گا اگر کسی اور دن تاریخ میں کیا جائے گا تو نہ پہنچے گا۔

عزیزو! یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت و آسانی کے لے مسلمانوں میں معمول و مروج ہے جبکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال کے بعد ہی سے قرآنِ کریم کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور بہت دنوں تک جاری رہتا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کیا جاسکتا ہے کہ مخصوص ایام کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ اسے ناجائز جانتے ہیں یہ تو مسلمانوں پر ناحق بدگمانی اور صریح افتراء ہے۔ ورنہ یوں تو ہر مسلمان ایسی خرافات کرنے والوں کو لاجواب و خاموش و مبہوت کر دینے کی نیت سے کہہ سکتا ہے کہ روٹی کھاتے وقت روٹی کو سامنے لانے کی ضرورت نہیں پیٹھ کے پیچھے بھی رکھ کر بھی کھا سکتے ہیں اور سر پر رکھ کر توڑ سکتے ہیں مگر اے مخالفو! منکرو! یہ جو تم نے التزام کر رکھا ہے کہ روٹی سامنے ہی رکھ کر کھاتے ہو کیا یہ شرعاً فرض واجب ہے۔ اگر ہے تو دلیل و سند لاؤ اور نہیں تو اپنی ضد سے باز آؤ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے نزدیک جو واجب نہ ہو اس کے التزام سے شیطان کا حصہ آجاتا ہے تو ثابت ہوا کہ وہابیہ شیطان کا حصہ کھاتے ہیں۔

غرض تاریخ و یوم کی تخصیص و تعیین عرفی ہے جس سے ثواب میں خلل نہیں آتا۔ یہ تخصیصات وتقییدات خالق کائنات نے مباح کی ہیں تو جب تک یہ لازم شرعی نہ سمجھی جائیں مباح و مندوب ہی رہیں گے اسی کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کہ "صوم یوم السبت لالک ولا علیک" یعنی ہفتہ کا روزہ مباح ہے نہ واجب کہ آدمی مزید ثواب پائے اور اس کے ترک پر گناہ لازم آئے اور وہ اس پر ممانعت وارد کہ حکم عدولی قرار پائے اور موجب عتاب ہو۔ منکرین یہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں تو مانتے نہیں کہ آج کل جس طرح مدارس اور خانقاہیں اور مسافر خانے بنائے جاتے ہیں اور سب مسلمان اُن کو فعل ثواب سمجھتے ہیں تو کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح بنائے یا بنوائے تھے یا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ فاتحہ جس طرح اب دی جاتی ہے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور جب ممانعت کا ثبوت نہیں دے سکتا اور بے شک ہرگز نہیں دے سکتا تو دل سے حکم شرعی گڑھ کر شریعت پر افتراء کیوں کرتا ہے۔ ۱۲ محمد خلیل عفی عنہ

۸۶ اور یہ بات سب پر واضح ہے کہ گیارھویں تاریخ کو جو گیارھویں نہ کرے اس کو کوئی بھی گناہ گار نہیں سمجھتا۔

۸۷ مسند احمد بن حنبل حدیث الصماء بنت بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہا دار الفکر بیروت ۶/۳۶۸

الجامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۵۱۳ دار المعرفہ بیروت ۴/۲۳۰

۸۸ جامع الترمذی باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۱۵

۸۹ مؤطا امام مالک النہی عن البقاء علی المیت میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۱۶

۹۰ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں لکھتے ہیں اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں یہ تو عادت تھی کہ کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقتِ قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے بھی کہنا مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ "یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے" تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ "اس" کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار (حضوری) قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اگر کچھ کلامِ الٰہی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ "چہ بوش بود کہ

برآید بیک کرشمہ دو کار"

علامہ مفتی خلیل احمد برکاتی اس کی توضیح وتشریح میں ارشاد فرماتے ہیں

(الف) اور مومن کو عمل نیک کا ایک ثواب اُس کی نیت کرتے ہی حاصل اور عمل کے بچ پر دس ہوجاتا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوا بلکہ متعدد حدیثوں میں فرمایا گیا" نیۃ المومن خیر من عملہ" مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے" اور بعض احادیث میں آیا کہ بے شک اللہ عزوجل بندہ کو اس کی نیت پر وہ ثواب دیتا ہے جو اس کے عمل پر نہیں دیتا اور وجہ اس کی ظاہر کہ نیت جو ارادۂ قلب کا نام ہے اس میں ریا کو دخل نہیں اور عمل جو اعضائے بدن کی استعانت سے وجود میں آتا ہے اس ریاء ونمائش کی بڑی گنجائش ہے۔

(ب) فاتحہ میں دو عمل ہوتے ہیں قرأت قرآن واطعام طعام۔ طریقہ مروجہ میں ثواب پہنچانے کی دعا اس وقت کرتے ہیں جبکہ کھانا وغیرہ دینے کی نیت کرلے اور کچھ قرآنِ عظیم پڑھ لیا تو کم از کم گیارہ ثواب تو اس وقت مل چکے دس ثواب قرأت کے اور ایک نیت اطعام وتصدق کا۔ رہا کھانا وغیرہ کھلانے یا دے دینے کا ثواب وہ اگرچہ اس وقت موجود نہیں تو کیا ثواب پہنچانا شاید ڈاک یا پارسل میں کسی چیز کا بھیجنا سمجھا گیا ہے کہ جب تک وہ شے موجود نہ ہو کیا بھیجی جائے حالانکہ اس کا طریقہ صرف جنابِ باری میں دعا کرنا ہے کہ وہ ثواب میت کو پہنچائے۔ خود امام الطائفہ الوہابیہ نے صراطِ مستقیم میں لکھا کہ" طریق رسانیدن آں دعا بجناب الہی ست" کیا دعا کرنے کے لیے بھی اس شے کا وجود فی الحال ہونا ضروری ہے؟ مگر ہے یہ کہ جہالت سب کچھ کرا لیتی ہے۔ ہمارا روئے سخن یہاں ان سے ہے جو کہتے ہیں کہ کھانا محتاج کو دینے سے پہلے اس کا ثواب میت کو نہیں پہنچا سکتے لہٰذا پہلے کھلائے پھر ثواب پہنچائے۔

یاد رکھیے کہ فاتحہ کے تین طریقے مروج ہیں اور تینوں درست وروا۔ اول شیرینی یا کھانے وغیرہ پر سورۂ فاتحہ وغیرہ خود پڑھ کر یا دوسرے سے پڑھوا کر تقسیم کردینا۔ دوم کھانا وغیرہ حاضرین کے سامنے رکھ کر یہ کہہ دینا کہ ایصالِ ثواب کے لے فاتحہ پڑھ دیجے اور جب وہ پڑھ لیں تو انہیں کھانے کی اجازت دے دینا۔ سوم کھانا وغیرہ حاضرین کو کھلا کر ان سے کہنا کہ فلاں کو اس کا ثواب بخش دیجے ج۔ ۱۲ محمد خلیل عفی عنہ

۹۱ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے رسالے "فیصلہ ہفت مسلہا" میں لکھتے ہیں (ولہذا) قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں کسی نے خیال کیا دعا کے لے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اُٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی دینا بھی متحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئتِ کذائیہ حاصل ہو گی۔۔

مفتی خلیل خان برکاتی اس کی توضیح وتشریح میں فرماتے ہیں

(الف) خصوصاً سورۂ فاتحہ کہ اس کا جزءِ اعظم ہے اور اسی بناء پر فاتحہ کو فاتحہ کہتے ہیں اور جس کے لے ل احادیث صحیحہ میں وارد کہ نہ اس کے مثل توراۃ میں کوئی سورت اتاری گیے نہ انجیل میں نہ زبور میں نہ قرآن میں اور باعتبار ثواب یہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے۔ وہ سبع مثانی اور قرآنِ عظیم کی جان ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے سب سورۂ فاتحہ میں ہے اسی لے ب اس سورۂ مبارکہ کا نام اُم الکتاب ہے۔ اسی طرح آیۃ الکرسی کہ شیطان اُس گھر سے بھاگتا ہے جس میں آیۃ الکرسی پڑھی جاتی ہے اور اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے یونہی سورۂ اخلاص یعنی "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے یا اور دوسری سورتیں یا منتخبہ آیتیں جنہیں عرفِ عام میں پنج آیت کہا جاتا ہے غرض مقصود اصلی قرأت قرآن ہے خواہ کسی جائز طریقے پر پڑھا جائے اور خواہ اُسے کوئی بھی نام دیا جائے۔ ۱۲ محمد خلیل عفی عنہ

(ب) آسمان قبلۂ دعا ہے تو کمالِ ادب یہی ہے کہ ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے جائیں یا سینے یا شانوں یا چہرے کے مقابل رہیں یعنی اُن میں خم نہ ہو اور یہ ہاتھ اُٹھانا اور رب کریم کے حضور پھیلانا اپنی عاجزی و فروتنی کے اظہار کے لے م ہے اس سے شرمانا یا اُس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلانے سے ہچکچانا قطعاً اس عاجزی و بے کسی کے اظہار میں خلل انداز ہے تو شریعتِ مطہرہ میں یہ کیونکر گوارا ہو گا نہ یہ کہ دوسرے جو اس کی درگاہِ بے کس پناہ میں گڑگڑاتے، ہاتھ پھیلاتے اور اُس سے اپنی حاجات روائی کے لے ج بھیک مانگ رہے ہیں اُنہیں اس سے روک دیا جائے اور اُن پر بدعت و گناہ کے فتویٰ تھوپ دیے جائیں خصوصاً جبکہ وہ دوسروں کی بخشش کے لے ادعا کر رہے ہیں بالخصوص مجمع مسلمین ہیں کہ بتوفیق الٰہی عاجزی و

الحاح میں زیارت کی موجب ہے اور جس قدر ادھر سے عاجزی زیادہ ہوگی اُدھر سے لطف و کرم زائد ہوگا۔

۹۲ سنن ابن ماجہ باب فضل الحامدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۸
المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء دار الفکر بیروت ۱/۴۹۸

۹۳ انسان العین فی مشائخ الحرمین

۹۴ یعنی ایسے شخص کو صدقہ واجبہ دیا جا سکتا ہے۔

۹۵ مسند احمد بن حنبل حدیث المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۴/۱۳۱

۹۶ مسند احمد بن حنبل حدیث امرأۃ رضی اللہ عنہا دار الفکر بیروت ۶/۳۶۸

۹۷ یعنی سورۂ ملک پڑھنے والے کو نجات دینے والی، عذاب دور کرنے والی اور حفاظت کرنے والی سورت ہے۔

۹۸ یعنی سنی جب فاتحہ دیتے ہیں یا کوئی بھی نیک عمل کرتے ہیں تو وہ عمل اللہ عزوجل ہی کے لےان ہوتا ہے ثواب اپنے مرحومین کے لےی ہوتا ہے۔

۹۹ یعنی جو لوگ بھی فاتحہ کرتے ہیں تو تلاوتِ قرآن پاک یا کسی بھی قسم کا صدقہ یا کوئی نیک عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ کے لےب اس عمل کا ثواب مرحومین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۱۰۰ بندے کو ہر کام اللہ عزوجل کے لےب کرنا چاہیے اخلاص کے بغیر عمل بیکار۔

۱۰۱ المسلک المقسط فی المنسک المتقسط مع ارشاد الساری فصل یستحب زیارۃ اھل المصلی دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۳۳۴

۱۰۲ رد المحتار مطلب فی القرأۃ للمیت الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵

۱۰۳ ملا علی قاری اعلیٰ حضرت سے تین سو سال پُرانے بزرگ ہیں۔

۱۰۴ صاحب رد المحتار علامہ شامی اعلیٰ حضرت سے سو سال پرانے بزرگ ہیں۔

۱۰۵ تمام بدمذہب وہابی دیوبندی حضرات یہ عبارت غور سے پڑھیں۔

۱۰۶ اعلیٰ حضرت تو یہ فرمائیں اور جاہل اس کو بریلویوں کا عمل ٹھہرائیں۔

۱۰۷فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۰۳
۱۰۸القرآن ۵/ ۲
۱۰۹ صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۲۴
۱۱۰مسند احمد بن حنبل حدیث امرأۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دار الفکر بیروت ۶/ ۳۶۸
۱۱۱ گیارہویں کو منع کرنا خاص علامت ہے وہابی اور رافضی کی، وہابیوں اور رافضیوں کے گندے عقائد کی بناء پر ان کے پیچھے نماز پڑھنا باطل ہے نا کہ گیارہویں کو منع کرنے کے سبب۔
۱۱۱۲ اگر سنی خاص گیارہ تاریخ کو کرنا واجب جانتے تو گیارہویں کے مہینے میں مختلف جگہوں پر گیارہویں کے پروگرام مختلف تاریخوں پر کرنے پر ایک دوسرے کو ملامت کرتے یا جو گیارہویں نہ کرتا اس کو ملامت کرتے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں جو گیارہ تاریخ کو نہ کرے یا گیارہویں نہ کرے اس کو ملامت نہیں کیا جاتا ہاں جو گیارہویں سے روکے یقیناً وہ وہابیہ کے بہکاوے میں آ کر گمراہ ہو چکا ہے اور ایک نیک کام ایصالِ ثواب سے لوگوں کو روک رہا ہے چنانچہ ایسے شخص کی ملامت کی جائیگی۔
۱۱۳ صحیح مسلم کتاب السلام باب استحباب الرقیۃ من العین الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۲۳
۱۱۱۴القرآن ۱۰/ ۲۶
۱۱۵ صحیح البخاری کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل وایوب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۸۰
درمنثور بحوالہ احمد و بخاری و بیہقی آیۃ وایوب اذ نادیٰ ربہ مکتبہ آیۃ العظمی قم ایران ۴/ ۳۳۰
۱۱۶ردالمحتار مطلب فی القرأۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۰۵و۶۰۶
۱۱۱۷القرآن ۲۴/ ۶۱
۱۱۱۸القرآن ۲/ ۱۱۵
۱۱۹مسند احمد بن حنبل مروی از مسدن ابوسعید الحذری دار الفکر بیروت ۳/ ۳۸
۱۲۰یعنی سورہ ملک
۱۲۱فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۰۲

مراقی الفلاح علیٰ ھامش حاشیہ الطحطاوی فصل فی حملہا ودفنہا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۳۹
۱۲۲شرعی اصطلاح میں فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو نصابِ زکوٰۃ کا مالک نہ ہو۔
۱۲۳ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۲۴ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۲۵فتح القدیر عن علی رضی اللہ عنہ باب الحج عن الغیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۶۵
کنزالعمال رافعی عن علی حدیث ۴۲۵۹۶ موسستہ الرسالۃ بیروت ۱۵/۶۵۵
ردالمحتار عن علی مطلب فی اہدا الثواب الاعمال لغیر مصطفی البابی مصر ۲/۲۵۷
۱۲۶ردالمحتار بحوالہ کتاب الروح مطلب فی القرآۃ للمیت الخ ادارۃ الطباعۃ المصریہ مصر ۱/۶۰۵
۱۲۷نسیم الریاض الباب الثالث فصل الاول دارالفکر بیروت ۲/۲۲۵
۱۲۸یاد رہے کہ علامہ خفاجی کیا سو سال پرانے بزرگ ہیں۔
۱۲۹شعب الایمان باب فی براالوالدین حدیث ۷۹۱۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/۲۰۵
۱۳۰الجامع الصغیر مع فیض القدیر بحوالہ ابن عساکر حدیث ۷۹۴۳ دارالمعرفۃ بیروت ۵/۴۵۶
۱۳۱سنن الدارقطنی کتاب الحج نشرت السنۃ ملتان ۲/۲۶۰
۱۳۲فوائد ثقفیات لابی عبداللہ ثقفی
۱۳۳التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث من حج عن ابیہ مکتبۃ الامام الشافعی الریاض سعودیہ ۲ /۴۱۳۔
۱۳۴یاد رہے کہ صاحب ردالمحتار علامہ شامی اعلیٰ حضرت سے سو سال پہلے کے بزرگ ہیں۔
۱۳۵ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۳۶المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط مع ارشاد الساری فصل یستحب زیارۃ اہل المعلی دارالکتاب العربیہ بیروت ص ۳۳۴
۱۳۷ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵

۱۳۸ فتح القدیر بحوالہ الصحیحین عن الحج عن الغیر نوریہ رضویہ سکھر ۳/۶۵
مجمع الزوائد باب اضحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالکتاب بیروت ۴/۲۲
۱۳۹ سنن ابن ماجہ ابواب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲
۱۴۰ سنن ابن ماجہ ابواب الاضاحی باب اضاحی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳
۱۴۱ بحر الرائق باب الحج عن الغیر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۵۹
۱۴۲ القرآن ۳/۱۴۵
۱۴۳ القرآن ۱۷/۱۸ و ۱۹
۱۴۴ ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۴۵ ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۴۶ ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵
۱۴۷ زہر الربی علی ہامش سنن النسائی ارواح المومنین نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۹۲
۱۴۸ نفحات الانس شیخ مفرح رحمۃ اللہ علیہ انتشارات کتاب فروشی مطبع توحیدی ص ۸۲-۵۸۱
۱۴۹ سبع سنابل سنبلۂ ششم درحقائق وحدت الخ مکتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۱۷۰
۱۵۰ کنز العمال بحوالہ رافعی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ۴۲۵۹۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/۶۵۵
فتح القدیر عن علی رضی اللہ عنہ باب الحج عن الغیر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۶۵
ردالمحتار باب الحج عن الغیر مصطفی البابی مصر ۲/۲۵۷
۱۵۱ جامع احکام الصغار علی ہامش جامع الفصولین مسائل الکراہیۃ مطبع ازہریہ مصر ۱/۱۴۸
۱۵۲ الاشباہ والنظائر احکام الصبیان ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۴۲
۱۵۳ ردالمحتار باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۶
۱۵۴ ردالمحتار مطلب فی القرآۃ للمیت الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵

۱۵۵ ردالمحتار مطلب فی ابداء ثواب القرآۃ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵-۶۰۶

۱۵۶ سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی اماطۃ الاذی آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۳۵۵

۱۵۷ جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷

۱۵۸ صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۰۴

۱۵۹ جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۱۷

۱۶۰ جامع للخطیب مروی از مسند ابی سعید الخدری دار الفکر بیروت ۳/۶۴

۱۶۱ سنن ابی داؤد باب فی الجمع فی المسجد مرتین آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۵

مسند احمد بن حنبل مروی از ابوامامہ دار الفکر بیروت ۵/۲۵۴

۱۶۲ جامع احکام الصغار علیٰ ہامش جامع الفصولین، مسائل الوکالۃ، مطبعۃ الازہریہ مصر ۲۷۵-۲۷۶/۱

۱۶۳ جامع الفصولین فصل ۳۴ احکام الصبیان مطبعۃ الازہریہ مصر ۲/۲۰۷-۲۰۸

۱۶۴ مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط کتاب الحج باب فیمن مات وعلیہ الحج دار الکتاب بیروت ۳/۲۸۲

۱۶۵ مجمع الزوائد بحوالہ معجم اوسط کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ علی المیت دار الکتاب بیروت ۳/۱۳۸

۱۶۶ کنز العمال بحوالہ رافعی عن علی حدیث ۴۲۵۹۶ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۵/۶۵۵

اتحاف السادۃ المتقین بحوالہ ابومحمد سمرقندی فی فضائل سورۃ الاخلاص دار الفکر بیروت ۱۰/۳۷۱

۱۶۷ سنن الدارقطنی کتاب الحج نشر السنۃ ملتان ۲/۲۶۰

۱۶۸ التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ماقبل مکتبۃ الامام الشافعی الریاض السعودیہ ۱/۸۹

۱۶۹ سنن الدارقطنی کتاب الحج نشر السنۃ ملتان ۲/۲۶۰

۱۷۰ ردالمحتار باب الحج عن الغیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۳۶

۱۷۱ ردالمحتار باب الحج عن الغیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۴۱

۱۷۲ ردالمحتار باب مطلب فی القرآۃ للمیت الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۵

۱۷۳ الہدایۃ باب الحج عن الغیر المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۲۷۶

۱۷۴الدر مختار باب الحج عن الغیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۱

۱۷۵ملتقی الابحر باب الحج عن الغیر موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۲۳۴

۱۷۶مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۱۰

۱۷۷الدر مختار شرح تنویر الابصار باب الحج عن الغیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۱

۱۷۸الطحاوی علی الدر المختار باب الحج عن الغیر دارالمعرفہ بیروت ۱/۵۴۹

۱۷۹الدر مختار باب الحج عن الغیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۲

۱۸۰ردالمحتار باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۱۴۱

۱۸۱ردالمحتار بحوالہ اللباب باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۴۰

۱۸۲ردالمحتار بحوالہ اللباب باب الحج عن الغیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۴۰

۱۸۳فتاویٰ ہندیۃ الباب الرابع فی الحج عن الغیر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۲۵۷

۱۸۴بیہودہ و بیکار بات ہے۔

۱۸۵القرآن ۱۹/۷۸

۱۸۶القرآن ۷/۲۸

۱۸۷یہ مسلہ آسان الفاظ میں سمجھنے کے لے امیرے شیخ طریقت بانیٔ دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "نماز کے احکام" کے ایک باب "قضاء نمازوں کا طریقہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۸۸فتح القدیر فصل فی الدفن مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۱۰۲

مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی حملہا ودفنہا، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، صفحہ ۳۳۹

۱۸۹القرآن ۲/۴۱

۱۹۰حسام الحرمین کا مطالعہ فرمائیں

۱۹۱الدر مختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۵۶

۱۹۲ مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب فصل اول مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸

۱۹۳ مجمع بحار الانوار تحت لفظ صدق نولکشور لکھنؤ ۲/۲۳۹

۱۹۴ مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالفکر بیروت ۲/۲۰۴

سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی النہی عن الاجتماع الی اہل المیت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۷

کنز العمال حدیث ۲۴۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/۶۶

۱۹۵ القرآن ۲/۲۰۰

۱۹۶ سنن ابی داوٗد باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۷۸

ایصال ثواب

حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

جنتی زیور میں تحریر فرماتے ہیں

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفلی نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ وشرح عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوگیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم! میری ماں کا انتقال ہوگیا ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کے فرمانے کے مطابق) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوا دیا (اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے) کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے)

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، الفصل الثانی، رقم ۱۹۱۲، ج ۱، ص ۵۲۷)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم! میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکی میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔الخ، رقم ۱۰۰۴، ص ۵۰۲)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میت کی طرف سے صدقہ دیا جائے تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے

(شرح صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب وصول ثواب الصدقۃ۔۔۔ الخ، ج ۱، ص ۳۲۴)

اس کے علاوہ ان حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور پر ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) میت کے ایصال ثواب کے لئے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدوا کر یا نل لگوا کر یا سبیل لگا کر اس کا ثواب میت کو بخشا جائے۔

(۲) میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۱۱۳ پر ہے کہ۔

مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریاد رس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔

(۳) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابہ علیھم الرضوان کی سنت ہے۔

(۴) کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لئے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھذہ لام سعد یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی اے اللہ عزوجل! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۵) غریب مسکین کو کھانا وغیرہ دینے سے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت سعد نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

(۶) کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغا کہنے سے بکرا یا مرغا حرام نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت سعد صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئر ام سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے

ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہو گیا۔

بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصال ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا چالیسویں دن ثواب پہنچانا۔ تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا بلکہ یہ تخصیصات محض عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لئے مقرر کر رکھی ہے ورنہ سب جانتے ہیں کہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوت قرآن مجید اور صدقات وخیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہیں یہ بہت بڑا افتراء اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف سے ہم سنی مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسویں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جارہا ہے بہر حال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصال ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو ایصال ثواب کے تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے مثلاً۔

تیجہ کی فاتحہ:۔

مرنے سے تیسرے دن بعد قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور کچھ بتاشے یا چنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لئے جائز اور بہتر ہے لہٰذا اس کو کرنا چاہیے۔

چالیسویں اور برسی کی فاتحہ:۔ مرنے کے چالیسویں دن بعد ہی کچھ کھانا پکوا کر فقراء ومساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں لہٰذا ان کو کرتے رہنا چاہیے۔

شب برأت کی فاتحہ:۔ شب برأت میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا

بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا ایصال ثواب میں داخل ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

کونڈوں کی فاتحہ:۔رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں رکھتے ہیں اور حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ کی فاتحہ دلاتے ہیں اسی طرح ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ فعل مذموم اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے مگر یہ جاہلوں کا طریقہ عمل ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب داستان عجیب لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا اس کو نہیں پڑھنا چاہے مگر فاتحہ دلانا چاہے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ و حضرت معین الدین چشتی رحمہ اللہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ وغیرہ تمام بزرگان دین کی فاتحہ دلانا جائز اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں لہٰذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہے نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا چاہے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہے کہ یہی مذہب حق ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراط مستقیم سے بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین یا رب العلمین بحرمة النبی الامین و آله و اصحابه اجمعین۔

فاتحہ کا طریقہ

پہلے تین بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چاروں قل سورۂ فاتحہ اور الم سے مُفلِحُون تک پڑھے

اس کے بعد پڑھے وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ٥اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥

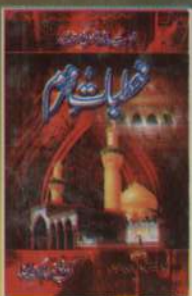
اب تین بار درود شریف پڑھے۔ اور سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر بارگاہ الٰہی عزوجل میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے یا اللہ عزوجل! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب (اگر کھانا یا شیرینی بھی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانے اور شیرینی کا ثواب) ہماری جانب سے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر آپ کے وسیلہ سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام و صحابہ عظام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار و شہدائے کربلا اور تمام اولیاء و علماء و صلحاء و شہداء کو عطا فرما (پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصال ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت کے ساتھ لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نذر پہنچا دے) اور جملہ مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما اور کسی عام آدمی کو ایصال ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً ہمارے والد یا والدہ کی روح کو ثواب پہنچا دے۔

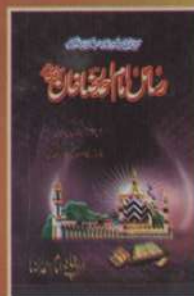
آمین یا رب العلمین وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

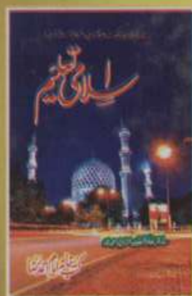




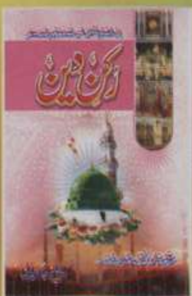




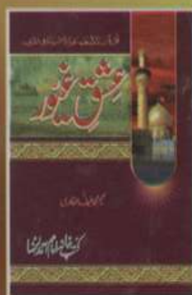






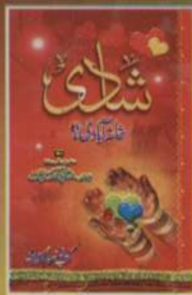














کتب خانہ امام احمد رضا
داتا دربار مارکیٹ لاہور
0313-8222336